بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر

دُعا اور ذکر اللہ کے آداب

دعا کے مقاماتِ فضیلت، احوال اور اوقاتِ قبولیت

اوقاتِ قبولیت

مقاماتِ فضیلت

احوال قبولیت

جن حالتوں، جگہوں اور وقتوں میں اذکار ممنوع ہیں

صبح وشام کے خصوصی اذکار اور دُعائیں

صبح وشام کے عمومی اذکار

جامع دُعائیں

قرآنی دُعائیں

مصائب ومشکلات سے نجات بذریعہ اذکارِ مسنونہ

مختلف مناسبات پر اذکارِ مسنونہ

قرآنی آیات اور اذکارِ مسنونہ کے ذریعے علاج

جنات کا انسانوں کو تنگ کرنا

خُطبَہ مَسْنُونَہ

إنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ ❶ ، وَنَسْتَغْفِرُہٗ ❷ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا ❸ وَمِنْ سَیِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ❹ ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ أَشْھَدُ أَنْ لَّآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ❺

﴿ یٰٓـاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ○❻ ﴾..... ﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا○❼ ﴾..... ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا○❽ ﴾

أَمَّا بَعْدُ ! فَإِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ، فَإِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ❾ وَّکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَا لَۃٌ❿ ، أَلضَّلَالَۃُ فِي النَّارِ۔“

---

❶ ❸ ❹ ❺ صحیح مسلم، کتاب الجمعہ ،باب تخفیف الصلاۃ والجمعہ ،حدیث=۲۰۰۸،
❻ ❼ ❽ ابوداؤد، کتاب النکاح ،باب في خطبۃ النکاح ،حدیث = ۲۱۱۸ (نَحْمَدُہ کے بغیر) مسند احمد ۳۹۳/۱ (اِنّ اور نَحْمَدُہ کے بغیر) جامع الترمذی ، کتاب النکاح ،باب ماجاء فی خطبۃ النکاح ، حدیث ۱۱۰۵ (نَحْمَدُہ کے بغیر) ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ، حدیث= ۳۱٤۹

❷ جامع الترمذي ، رقم : ۱۰۰۵.

❻ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۲.

❼ سوۃ النسآء آیت نمبر ۱.   ❽ سورۃ الأحزاب آیت نمبر ۷۰۔۷۱.

❾ مسند احمد ۱۲۷/٤ (جلدنمبر ۵) فَانَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ...... کے الفاظ کے ہیں۔

❿ صحیح مسلم حدیث =۲۰۰۵

ترجمہ خطبہ مسنونہ

''بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں،اس سے مدد مانگتے اور اسی سے ہم بخشش طلب کرتے ہیں۔ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔جسے اللہ تعالیٰ (سیدھی) راہ سجھا دے،اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (ہوسکتا)۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ، وہ اکیلا ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے، مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ (آل عمران: ۱۰۲) لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس (جان) سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پیدا کر کے (زمین پر) پھیلا دیے۔اور ڈرو اللہ سے کہ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے (حاجت براری کے لیے) سوال کرتے ہو۔اور ناتا توڑنے سے بھی ڈرو۔ بلا شبہ اللہ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔(النسآء:۱) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی (سچی) کہا کرو۔(ایسا کرو گے تو) اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی، اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔(احزاب: ۷۰،۷۱)

حمد وصلوٰۃ کے بعد: یقیناً تمام باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے۔تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (رسول اللہ ﷺ) کا ہے۔اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (دین اسلام میں) اپنی طرف سے وضع کیے جائیں۔ دین میں ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔''

تحمید وتمہید

خالق کائنات، اللہ رب العالمین کا ہم پر کس قدر احسان ہے:

اوّلاً :......اس نے ہمیں دیگر مخلوقات کی نسبت احسن تقویم میں پیدا فرما کر، عقل و شعور اور فہم وادراک والی عظیم نعمت سے نوازا۔

ثانیًا :......اس نے ہمیں اپنے دین کی سمجھ دے کر ہم پر اپنا بڑا اکرم فرمایا۔

﴿ **بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ** ﴾ (الحجرات : ١٧)

''بلکہ اللہ تم پر احسان جتلاتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی راہ دکھائی''۔

عقیدۂ توحید، ایمان باللہ اور اسلام جیسی کوئی بھی نعمت، نعمتِ عظمیٰ نہیں۔ اللہ کریم نے اس بات کا ذکر یوں فرمایا ہے:

﴿ **اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط** ﴾ (سورة المائده : ٣)

''آج (حجۃ الوداع کے موقعہ پر) کفار تمہارے دین (کے غلبہ) سے (اپنی سازشوں کی ناکامی میں) ناامید ہو گئے ہیں۔ پس تم اُن سے مت ڈرو، اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ اور آج میں (اللہ خالق کائنات) نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، اور اپنی یہ نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا ہے۔''

اللہ کے دین حنیف، اسلام کی صداقت اور اس کے دائمی ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو گی کہ اس کی حفاظت اللہ ذوالجلال نے خود اپنے ذمے لے رکھی ہے۔

﴿ **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ o** ﴾ (الحجر : ٩)

''بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

دین اسلام کے مصدر اوّل قرآن مجید کی ایک ایک آیت آج تک محفوظ ہے اور مصدر

سنت میں سے نبی کریم ﷺ کا ایک ایک فرمان وارشاد بھی۔

ثـالـثـا: ......جس مسلمان کا سینہ خالصتاً فہم قرآن وسنت کے لیے کھل جائے، تو اللہ رب العالمین کا اس شخص پر یہ تیسرا بڑا انعام ہوتا ہے۔

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ﴾ (الأنعام: ۱۲۵)

''پس جس کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔''

رابعًا: ......اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں، اور اس کے احسانات ان گنت ہیں، آدمی انہیں پوری زندگی گنتا رہے تو نہیں گن سکتا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾

(سورة النحل: ۱۸)

''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو پورا نہ گن سکو گے، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

تو اپنے ان بھائیوں کے لیے جو رب کائنات کی تمام نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہوئے ایسے انمول موتیوں کی تلاش میں ہوں کہ جنہیں پا کر وہ شب و روز کی پریشانیوں سے نجات، دل کا اطمینان وسکون اور اپنے رب کا قرب حاصل کرنا چاہیں، اس کتابچہ میں ہم ساری کائنات کے سردار، امام الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اطہر سے نکلے ہوئے یہ انمول موتی المسمّٰی ''مسنون وظائف واذکار اور شرعی طریقہ علاج'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ آخر میں ہم حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ اور عدیل الرحمٰن کا شکریہ ادا کرنا انتہائی ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کو پڑھا اور اس کی تصحیح اور مفید اضافہ جات سے اسے مزین کیا۔ جزاہ اللّٰہ خیراً

اخوکم فی اللہ

ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد

....

حسب ارشاد

ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

مدیر انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور، پاکستان

قبولیت اعمال کی شرائط

قبل اس کے کہ ہم صبح و شام کے اذکار کی فضیلت بیان کریں، بھائیوں کو ایک بات اُصول کے طور پر بتلا دینا چاہتے ہیں کہ اللہ ذوالجلال والإکرام کے دربار میں پیش کیا جانے والا ہر عمل ؛

!...... جب تک عقیدۂ توحید کی پختگی کے ساتھ

@...... عین قرآن وسنت یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق۔

#...... اور، خالصتاً اللہ رب العالمین کی ذات کے لیے نہ ہو،

تو اللہ کبھی قبول نہیں فرماتے۔ چاہے اس عمل کا تعلق دنیاوی مشکلات سے نجات کے ساتھ ہو یا آخرت کی کامیابی کے ساتھ۔ اس اُصول پر اللہ تبارک وتعالیٰ خود، اس کے رسول ﷺ، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور سب آئمہ سلف صالحین رحمہم اللہ اور خلف علماء کرام متفق ہیں۔ بالخصوص عبادات و اذکار اور وظائف کے لیے خود ساختہ عبارتوں، شرکیہ کلمات، مضحکہ خیز قسم کے وظیفوں اور ان کی محنت سے بچ کر رہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ٥ ﴾ (سورة محمد: ٣٣)

''اے ایمان والو! (مسلمانو! ہر ہر کام میں) اللہ کا حکم مانو، اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اُن کا خلاف کر کے اپنے اعمال ملیا میٹ (ضائع) نہ کرلو۔''

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ﴾ (سورة النور: ٦٣)

''تو جو لوگ اس (نبی کریم ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ (دنیا میں) کوئی مصیبت اُن پر نہ آن پڑے یا (آخرت میں) کوئی تکلیف دہ عذاب ان پر نازل ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))[1]

''جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہوتو وہ ردّ کر دیا جائے گا۔''

عصر حاضر میں دینی حالت وقیادت کا معیار

نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ خیر القرون، تابعین کے بابرکت دَور اور اُن سے متصل بعد والے سلف صالحین کے نیک زمانے سے دُوری کی بنا پر اَخلاف نے آہستہ آہستہ ایسی نا معقول، بیہودہ اور شرکیہ قسم کی بدعات اس قدر ایجاد کرلیں کہ آج اصل دینِ اسلام جب لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اسے عامۃ المسلمین جہالت کی بنا پر بناوٹی سمجھنے لگتے ہیں۔ فَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ

اسی ایک وظائف واذکار والے موضوع کو لے لیجیے۔ آپ کو بازار میں ان گنت ایسی کتابیں نظر آئیں گی، جن میں ایسے بے شمار وظائف واذکار بتلائے گئے ہیں کہ جن کا اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دُور کا بھی واسطہ وتعلق نہیں۔ اس جعل سازی، دونمبری اور گستاخانہ جرأت کی ضرورت آخر کیوں پیش آئی؟ جب کہ قرآن وسنت میں صبح بیدار ہونے سے لے کر رات سونے تک پوری زندگی کے تمام

[1] صحيح مسلم / كتاب الاقضية، ح: ٤٤٩٣.

ادوار اور احوال میں اس قدر اذکار، دعائیں اور وظائف موجود ہیں کہ ایک مسلمان، مومن بندہ انہیں تاحیات باقاعدگی سے اگر پڑھتا رہے تو یہ اس کی بڑی ہمت اور کامیابی ہوگی۔ علاوہ ازیں اسی طرح کے جعلی اور غیر مسنون وظیفے بتانے والے درویشوں، مُلّاؤں، پیروں اور گدی نشینوں کا ایک جم غفیر ہے، جو کروڑوں کی تعداد میں کمزور عقیدہ والے مسلمانوں کو بےوقوف بنائے پھرتے ہیں۔ حالؔی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بہت لوگ بن کر ہوا خواہِ اُمت　　سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گاؤں در گاؤں نوبت بہ نوبت　　پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیلِ دولت
یہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب اُن کا ہے وارثِ انبیاء اب
بہت لوگ پیروں کی اولاد بن کر　　نہیں ذاتِ والا میں کچھ جن کے جوہر
بڑا فخر ہے جن کو لے دے کے اس پر　　کہ تھے اُن کے اسلام مقبولِ داور
کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مُریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

آج عامۃ المسلمین میں سے ایک کثیر تعداد کی یہ نہایت بُری عادت بن چکی ہے کہ ہر وہ کام جس کا ذرّہ بھر بھی تعلق دین سے ہو، ان لوگوں سے کرواؤ، جنہیں عام اصطلاح میں مولوی، درویش، صوفی، مُلّاں اور پیر کہا جاتا ہے۔ جب کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے دَور کے تمام مسلمان بیک وقت امام، حاکم، مجاہد، کمانڈر، تاجر، کسان، مفتی اور عالم سب کچھ ہوتے تھے۔ ان کے ہاں یہ طبقات و درجہ بندیاں قطعاً نہ تھیں۔ آج مُرغی، بکری ذبح کروانی ہو، تو مولوی کو بلاؤ۔ دم کروانا ہو تو درویش کے پاس جاؤ۔ استخارہ کرنا ہو تو مُلّاں اور پیر کو دیکھو۔ کسی گدّی اور جُبّے کُبّے والے سے عمر بھر کی نمازوں اور روزوں کا ٹھیکہ طے کرلو۔ اللہ اللہ، خیر صلّا۔ دنیا کماؤ،

کھاؤ، پیو اور موج اُڑاؤ۔ باقی رہا اگلا معاملہ؟ تو رب جانے اور پیر جانے۔

فَلاَحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه .

ارے مسلمانو! ذرا ہوش کرو اور اپنے رب کا قرآن پڑھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی ؕ ﴾ (فاطر: ۱۸)

''اور قیامت کے دن کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے (کے اعمال) کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا، اور (قیامت میں) جو بوجھ سے لدا ہوگا اگر وہ کسی کو اپنا بوجھ اُٹھانے کے لیے بلائے گا، تو وہ اس کا ذرا بھی بوجھ نہیں اُٹھائے گا، اگرچہ وہ اس کا قریبی ناطے والا بھی کیوں نہ ہو۔''

﴿ وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ ﴾ (هود: ۱۱۳)

''اور جو لوگ ظالم (مشرک، فاسق بدکار) ہیں تم ان کی طرف مت جھکو۔ پھر (اگر ایسا کرو گے تو) تم کو جہنم کی آگ چمٹ جائے گی، اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا تو مددگار بھی کوئی نہیں۔ پھر (جب تم ان ظالموں کی طرف مائل ہو گے تو) تم کو (اللہ کی طرف سے) مدد نہ ملے گی۔''

اور نہ ہی کوئی کسی کی سفارش و شفاعت اللہ کی اجازت کے بغیر کر سکے گا، قرآن اس مضمون سے بھرا پڑا ہے۔ پھر یہ کہ آج کے مسلمانوں نے اپنے محسن رب، اللہ خالق کائنات کے ذکر کو اتنا ہلکا اور حقیر جو سمجھ لیا ہے تو شاید اس لیے کہ اس کی لوگوں کے ہاں قدر و قیمت ہی نہیں رہی۔

قرآن کی روشنی میں ذکر اللہ کی فضیلت

آیئے! قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب وخلیل نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاں ''ذکر اللہ'' کی کتنی قدرو قیمت اور اہمیت ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ا...... ﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب: ٣٥)

''اور اللہ رب العالمین کا ذکر کرنے والے مردوں اور اس کا ذکر کرنے والی عورتوں، سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی بخشش اور بہت بڑا اجر (بصورتِ جنت) تیار کر رکھا ہے۔''

ب...... ﴿ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴾ (العنکبوت: ٤٥)

''اور اللہ تعالیٰ کا ذکر (سب نیکیوں سے) بڑھ کر ہے، اور اللہ جانتا ہے جو (نیکیاں، برائیاں) تم کرتے ہو۔''

ج...... ﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴾

(البقرہ: ١٥٢)

''تم میرا ذکر کرتے رہو، میں تمہیں (ملأ اعلیٰ میں) یاد رکھوں گا، اور میرا شکر کرتے رہو، میری ناشکری نہ کرو۔''

د ...... اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی مخلوقات میں توحید باری تعالیٰ کے لیے غور وفکر کرنا عقلمندوں کا کام ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

''بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل مندوں کے لیے (قدرتِ الٰہی کی) نشانیاں ہیں۔ (یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں) جو کھڑے، بیٹھے، لیٹے (ہر حال میں) اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ (اسے ہر وقت یاد رکھتے ہیں) اور وہ آسمانوں، زمین کی تخلیق میں

(اللہ کی کمال کاریگری اور اس کی حکمت پر) غور وفکر کرتے ہیں۔(اور کہتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے اس مخلوق کو بے فائدہ (بے کار) پیدا نہیں کیا۔تو پاک ہے (ہر لغو اور بے کار کام کرنے سے) تو ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے مالک! جس کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا (ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے) اس کو تو نے رسوا (ذلیل وخوار) کیا اور مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں۔اے ہمارے رب! ہم نے (تیری وحدانیت اور شریعت کی طرف) ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا (نبی محمد ﷺ یا قران کو) جو (تیرے ساتھ پختہ) ایمان کے لیے منادی کرتا ہے۔(یا ہر داعی الی اللہ کہتا ہے؛ اے لوگو!) ایمان لاؤ اپنے پرودگار پر، تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار! پس ہمارے گناہوں کو اب بخش دے اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے اور ہمیں دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اُٹھا (نیکی کی حالت میں ہمیں موت آئے)۔ اے ہمارے مالک! تو نے جن جن چیزوں کے اپنے پیغمبروں کے ذریعے ہم سے وعدے کر رکھے ہیں، وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن (سب لوگوں کے سامنے) ہمیں رسوا نہ کرنا۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ تو ان کے پروردگار نے اُن کی دعا اس طرح سے قبول کر لی کہ فرمایا: میں (تم میں سے) کسی عمل کرنے والے کے عمل صالح کو ضائع نہیں کرتا۔ چاہے (یہ عمل کرنے والا) مرد ہو یا عورت۔بعض تمہارے (اہل ایمان، نیکوکار) بعضوں میں سے ہیں۔تو جن لوگوں نے میرے لیے ہجرت کی (اپنا گھر بار چھوڑا) اور انہیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا اور میری راہ میں وہ ستائے گئے۔ وہ (مجاہد بن کر) اللہ کی راہ میں لڑے اور پھر شہید کر دیے گئے۔ میں ضرور ان کے گناہوں کو اُن سے دور کر دوں گا اور ضرور انہیں ان جنتوں میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

یہ اللہ کی طرف سے ان کو صلہ (نیکیوں کے بدلے انعام) ملے گا اور اللہ رب العالمین کے ہاں تو بہترین بدلہ ہے۔'' (سورۃ آل عمران: ۱۹۰تا۱۹۵)

ھ...... ﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ٥ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥ ﴾ (النور: ۳۷،۳۸)

''اللہ تعالیٰ کی تسبیح وہ لوگ کرتے ہیں، جنہیں کوئی سوداگری اور مول تول اللہ تعالیٰ کی یاد سے، نماز درستگی کے ساتھ ادا کرنے اور زکوٰۃ باقاعدہ دیتے رہنے سے غافل نہیں کر سکتے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں، جس دن (مارے ڈر کے) دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔ (یہ لوگ اللہ کی تسبیح صبح وشام، اُٹھتے بیٹھتے اس لیے کرتے ہیں)، تاکہ اللہ کریم انھیں ان کے اعمال کا اچھے سے اچھا بدلہ دے، اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بےحساب روزی دیتا ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ''ابن ابی حاتم'' اور ''ابن جریر'' کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ نقل کیا ہے:

''وہ بازار میں تھے کہ اذان کی آواز آ گئی، لوگوں نے اپنا سامان دوکانوں میں چھوڑ کر مسجد کا رُخ کیا۔ یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی وہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ...الخ ﴾

''وہ مرد جنہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے کوئی تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید وفروخت......الخ۔''

احادیث کی روشنی میں ذکر اللہ کی فضیلت

۱...... سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے سب اعمال سے بہتر، تمہارے رب کے ہاں سب سے پاکیزہ، تمہارے درجات میں سب سے بلند، تمہارے سونے چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے، اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے ملو، تم ان کی گردنیں اُتارو اور وہ تمہاری گردنیں اُتاریں۔''
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا؛ کیوں نہیں! (اللہ کے رسول! ﷺ)
آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ عمل اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔'' [1]

۲...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے راستے پر چل رہے تھے، اور آپ کا گزر ایک پہاڑ پر سے ہوا جسے جُمدان کہا جاتا تھا۔ تو فرمایا: آگے بڑھتے چلو، یہ جمدان پہاڑ ہے (یہ شاید اس لیے فرمایا ہو کہ کلمہ جمدان کا اصل مادہ الجُمد کسی اچھے معنی کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ عربی زبان کی فصاحت و بلاغت والے الفاظ کے نفیس موتی بکھیرنے والے) مفرّد لوگ سبقت لے گئے۔ صحابہ نے پوچھا؛ اللہ کے رسول! یہ مُفرّد (الفاظ کے انمول موتی بکھیرنے والے) کون ہیں؟ فرمایا: ﴿ اَلذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ...... ﴾ (الأحزاب: ۳۵) ''اللہ تبارک وتعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مومن مرد اور کثرت سے اس کا ذکر کرنے والی مومن عورتیں۔'' [2]

۳...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: '' میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم، ۳۳۸۳، صحیح الترمذی للألبانی ۳/ ۱٤۰، رقم: ۲٤۹٤، سنن ابن ماجه رقم: ۳۸۰۰، مستدرك حاكم ۱/ ٤۹۸، مؤطا ۱/ ۱۸۵

[2] صحیح مسلم/ کتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، ح: ٦۸۰۸.

ہوں۔ (جو گمان وہ میرے متعلق رکھتا ہے) جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ کسی مجلس میں مجھے یاد کرے تو میں اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں، جو اس کی (انسانی) مجلس سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آئے تو میں دونوں بازؤں کے پھیلاؤ برابر اس کے قریب آتا ہوں، اور اگر وہ میرے پاس چل کر آئے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔'' [1]

قرآن مجید اور کتب احادیث ذکر اللہ کی فضیلت میں بھرے پڑے ہیں۔ ہم اختصار کے پیش نظر انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔

اللہ کے ذکر میں غفلت پر تنبیہ

قرآني آيات :

۱...... ﴿ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○ ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

''اور اپنے رب کا اپنے دل میں، عاجزی اور خوف سے، صبح وشام پست آواز سے ذکر کرو اور (دیکھنا کہیں اس معاملے میں) غافلوں میں سے نہ ہو جانا۔''

صبح سے مراد فجر کی نماز کے بعد سے لے کر طلوعِ آفتاب تک کا وقت ہے، اور شام سے مراد عصر کے بعد سے غروبِ شمس تک کا وقت ہے۔ ان اوقات میں ''حضورِ قلب سے ذکرِ الٰہی'' دل کی غفلت دور کرنے میں بے حد مفید ہوتا ہے۔

(بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

---

[1] صحيح البخاري / كتاب التوحيد، ح: ٧٤٠٥، صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والإستغفار، رقم: ٢٦٧٥

ب...... ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾

(المنٰفقون : ۹)

''اے ایمان والو! (مسلمانو) ایسا نہ ہو کہ تمہارے اموال اور تمہاری (بیویاں اور) اولاد تمہیں اللہ کی یاد (اس کے ذکر) سے غافل کر دیں۔ اور جو لوگ ایسا کریں گے، تو وہ خسارہ اُٹھانے والے ہوں گے۔''

مال، اولاد تو وہی اچھے ہیں جو آخرت سے غافل نہ کریں ورنہ ان سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں۔

ج...... ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴾

(المؤمن : ٦٠)

''اور (اے لوگو!) تمہارا رب فرماتا ہے: مجھ سے (دعا کر کے) مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں (غرور سے اس کی پوجا نہیں کرتے)، وہ ضرور (مرنے کے بعد) ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے۔''

دعا کے اصل معنی ''پکارنا'' ہیں۔ یہ کلمہ قرآن میں عموماً ''عبادت'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) ''دعا عبادت ہی ہے۔'' اور پھر آپ ﷺ نے یہ مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔ [1]

بعض روایات میں دعا کو ''اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ...... سب سے افضل عبادت'' اور ''مُخُّ الْعِبَادَةِ ...... عبادت کا مغز'' بھی فرمایا گیا ہے۔

[1] صحیح الترمذی/ کتاب تفسیر القرآن، ح: ۲۳۷۰۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کرنا دراصل اپنی عبودیت کا اقرار کرنا ہے۔ حدیث میں ہے جو اللہ سے دعانہیں کرتا، اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔'' (دیکھئے: فتح القدیر للشوکانی)

احادیث نبویہ ﷺ:

ا...... سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا، (ذکر اللہ سے آباد دل والا) زندہ کی طرح اور (ذکر اللہ سے غافل) مردہ کی طرح ہے۔'' [1]

۲...... سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی جماعت کسی ایسی مجلس (برخاست کر کے اس) سے نہیں اُٹھتی کہ جس میں اُنہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو، مگر یہ کہ وہ مردار گدھے جیسی چیز (کے کھانے پر) سے اُٹھتی ہے۔ اور یہ کام ان کے لیے (قیامت کو) حسرت کا باعث ہوگا۔'' [2]

۳...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی ایسی جگہ بیٹھا کہ جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا، تو وہ جگہ اللہ کی طرف سے اس پر نقصان کا باعث ہوگی۔ اور جو شخص کسی ایسی جگہ لیٹا کہ جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ اس پر اللہ کی طرف سے نقصان کا باعث ہوگی۔'' [3]

یعنی وہ جگہ اس کے خلاف اللہ کے سامنے اس کی غفلت پر گواہی دے گی۔ [4]

---

[1] صحيح البخارى/ كتاب الدعوات، ح: ٦٤٠٧.

[2] سنن أبى داؤد / كتاب الادب، ح: ٤٨٥٥، ٤٨٥٦، صحيح الجامع الصغير: ٣٤٢/٥، ١٧٦/٥.

[3] ایضاً

[4] اللہ کے ذکر کی فضیلت اور اس سے غفلت پر تنبیہ کے لیے ''ذکر الٰہی'' اُردو ترجمہ ''الوابل الصّيب للحافظ ابن قيم والمترجم'' مولانا رحمت اللہ رحیق (طبع اسلامی اکادمی، اُردو بازار، لاہور) کا مطالعہ کریں۔

دعا اور ذکر اللہ کے آداب

جس طرح قرآن کی تلاوت کے لیے طہارت کبریٰ کے ساتھ ساتھ باوضو ہونا زیادہ افضل ہے، اسی طرح اذکار اور دعاؤں کے لیے بھی طہارت کا ہونا افضل اور مستحسن امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ o ﴾

(البقرہ: ۲۲۲)

''بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کو توبہ کرنے والوں سے محبت ہے، اور وہ پاک رہنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء کرام کا پاک اور ناپاک مردوں اور عورتوں سب کے لیے دل اور زبان سے اللہ کا ذکر کرنے پر جواز کا اجماع ہے۔ اور اس ضمن میں تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ) تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) پڑھنے، نبی ﷺ پر درُود پڑھنے اور دعا وغیرہ مانگنے میں سے بلا امتیاز سب اذکار اور دعائیں جائز ہیں۔ کسی مصیبت اور مشکل کے وقت ناپاک، پلید مرد اور عورت زبان سے ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o ﴾ پڑھ سکتے ہیں۔ سواری پر سوار ہوتے وقت: ﴿ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ o ﴾ اور باتھ روم سے نکلنے کے بعد ''غُفْرَانَكَ'' پڑھ سکتے ہیں۔ وغیر ذلك'' [1]

---

[1] الأذكار للنووي، ص: ۲۱.

ا۔اخلاصِ نیت

اللہ کے ذکر اور دعاؤں کے لیے ضروری ہے کہ نیت اور ارادہ کو اللہ کے لیے خالص کریں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ﴾ (المؤمن: ١٤)

''تو مسلمانو! خالص اللہ ہی کی عبادت کر کے اس اللہ کو پکارو۔اگرچہ کافر (اس خلوص پر) برا مانیں۔''

۲۔دعا سے پہلے وضو کرنا

دعا سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے جیسا کہ ''صحیح البخاری'' میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا غزوۂ اوطاس کے حوالے سے واقعہ درج ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ کے چچا سیّدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہما کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا تھا، اور وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔انہوں نے شہادت سے پہلے سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے کہا تھا: بھتیجے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا اور میرے لیے اللہ سے مغفرت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کرنا۔سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ واپس آ کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اور ابو عامر رضی اللہ عنہما کے واقعات بیان کیے اور ان کی درخواست پہنچائی۔

((فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ، فَقَالَ:"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِي عَامِرٍ . " وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبِطَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ . " فَقُلْتُ وَلِيَ فَاسْتَغْفِرْ ، فَقَالَ:اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا)) [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٨٣

''چنانچہ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا، پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا کی: اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما، اور (بوقت دعا ہاتھوں کی بلندی کی وجہ سے) میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ پھر دعا کرتے ہوئے کہا: ''اے اللہ! روزِ قیامت بہت سے لوگوں سے اس کا درجہ اونچا فرما۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور میرے لیے بھی مغفرت کی دعا کر دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) کے گناہوں کو بھی معاف کر دے، اور قیامت کے دن اسے اچھا مقام عطا فرما!''

۳۔ اللہ کی حمد اور دُرود سے دعا کی ابتداء

دعا کی ابتدا اللہ رب العالمین کی حمد و ثنا سے کریں، پھر نبی ﷺ پر دُرود بھیجیں اور دعا کا اختتام نبی کریم ﷺ پر دُرود و سلام سے کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ .)) [1]

''جب تم میں سے کوئی شخص نماز ادا کرے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے اسے شروع کرے۔ پھر (نماز کے بعد دعا مانگنے کے لیے) وہ نبی ﷺ پر دُرود پڑھے، اور اس کے بعد وہ جو چاہے مانگے۔''

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایسے نمازی کو کہ جس نے دعا کرنے سے پہلے دُرود پڑھا اور اللہ کی ثناء کی تھی، بلا کر فرمایا تھا: '' أَيُّهَا الْمُصَلِّي

[1] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳٤۷۷.

ادعُ تُجَبُ "اے نمازی! تو اب دعا مانگ، تیری دعا قبول کی جائے گی۔ ❶

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''تمام علماء کا اس بات کے استحباب پر اجماع ہے کہ دعا کی ابتداء اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی ﷺ پر درود کے ساتھ ہو۔ اسی طرح اس کا اختتام بھی ان دونوں پر ہو۔ اور اس ضمن میں آثار کثیرہ معروف ہیں۔'' ❷

''مُصنّف عبدالرزاق'' میں بھی ''سنن ترمذی'' جیسی روایت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور سیدنا عمر بن الخطاب اور سیّدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما کے اس ضمن میں اقوال کہ نبی ﷺ پر درود کے بغیر دعا اور اللہ کے درمیان پردہ حائل رہتا ہے، "جلاء الافهام" میں مذکور ہیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''بہر حال درود شریف دعا کے لیے ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ نماز کے لیے سورۃ الفاتحہ، تمام مواقع پر دعا کے لیے درود شریف مشروع ہے، اور الفاظ یہاں بھی وہی ادا کیے جائیں جو احادیث میں آئے ہیں۔''

۴۔ صرف ایک اللہ سے دعا

اپنی حاجتیں اور مشکلات صرف اپنے ایک رب، اللہ کریم کے ہی سامنے پیش کریں۔ سوائے اپنے اعمال صالحہ کے کسی بھی فوت شدہ ذات وشخصیت کا واسطہ اور وسیلہ نہ پکڑیں۔ اپنی دعا اور اللہ رب العالمین کے درمیان کسی ایسی چیز کو نہ آنے دیں کہ جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرما رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۱...... ﴿ وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

❶ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ٣٤٧٦، البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ الاذکار للنووی، ص: ١٧٦.

اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ ﴾

(البقرہ: ۱۸۶)

''تو (اے ہمارے پیارے نبی!) جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں دریافت کریں (کہ میں اُن سے بلحاظ اپنی صفات مقدسہ کے اُن سے دور ہوں یا نزدیک، تو کہہ دیجیے) میں (تمہارے بہت) نزدیک ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ (مگر شرط یہ ہے کہ) وہ میرا حکم مانیں (ایمان لائیں، صالح اعمال کریں) اور ایمان پر قائم رہیں، تاکہ وہ سیدھا راستہ پا سکیں۔''

ب......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے مخاطب کر کے) فرمایا: ارے نوجوان! میں تجھے چند کلمات (اچھی نصیحت کی باتیں) سکھاتا ہوں۔ (انہیں یاد رکھ)

!......تُو اللہ کریم کو یاد رکھ، وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔

@......تُو اللہ کریم کو یاد رکھ۔ اسے تو (مدد کرنے میں) اپنے سامنے پائے گا۔

#......تُو جب بھی مانگے اپنے اللہ سے مانگ۔

$......تُو جب بھی مدد کا طلب گار ہو، ایک اللہ سے مدد طلب کر۔

%......اس بات کو تو جان لے؛ سب لوگ اگر اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ کسی چیز کا تجھے نفع پہنچانا چاہیں، وہ ہرگز تجھے فائدہ نہ پہنچا سکیں گے، سوائے اس چیز کے جو اللہ نے تمہارے لیے (تمہارے مقدّر میں) لکھ رکھی ہے۔ اور اگر وہ سارے اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ وہ تجھے کسی چیز کے ساتھ نقصان پہنچا سکیں تو وہ تمہیں ہرگز کسی چیز میں نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس شے کے جو اللہ نے تمہارے اوپر (تمہارے مقدّر میں) لکھ رکھی ہوگی۔ تقدیروں کے قلم اُٹھا لیے گئے ہیں اور

(نوشتۂ تقدیر والے) صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔'' [1]

فائدہ: ...... تقدیر کے مکمل ہونے اور اس سے فراغت تمام کے حصول سے یہ کنایہ ہے۔ اس لیے ایک رب تعالیٰ کے سوا کون کسی کی مدد کر سکتا ہے؟

ج...... ﴿ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ ﴾ (فاطر: ١٣، ١٤)

''وہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک وقت مقررہ تک چل رہا ہے۔ اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ (زمین و آسمان میں ہر مقام پر) بادشاہی (اور ملکیت) اسی کی ہے، اور جن لوگوں کو (انسانوں، جنوں اور فرشتوں میں سے) تم پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے برابر بھی (کسی چیز کے) مالک نہیں ہیں۔ اگر تم ان کو پکارو (ان سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کروانا چاہو) تو وہ تمہاری پکار سن ہی نہ سکیں اور اگر (بالفرض) وہ سن بھی لیں (اللہ ان کو سنا دے) تو تمہارا کام نہیں نکال سکتے۔ (کیونکہ وہ تمہیں کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچانے سے قطعی عاجز ہیں) اور قیامت کے دن وہ تمہارے (اس) شرک کا انکار کر دیں گے۔ اور آپ کو اللہ خبر رکھنے

---

[1] جامع الترمذی / کتاب صفة القيامة، ح: ٢٥١٦۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ. مسند احمد: ١/ ٢٩٣، رقم: ٣٦٦٩۔

والے کی طرح کوئی بھی (ان غائبانہ اُمور کے بارے میں) خبردار نہیں کر سکتا۔''

د...... ﴿ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَo ﴾ (الأعراف: ١٩٧)

''اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ نہ تو تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں اور نہ وہ اپنے آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔''

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ ﴾

(الأعراف: ١٩٤)

''بلا شبہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری طرح (اللہ تعالیٰ کے) بندے ہیں۔'' (اللہ تعالیٰ کے اُمور میں سے ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں)

ھ...... ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ o ﴾ (فاطر: ١٠)

''جو شخص عزت چاہتا ہو تو عزت ساری اللہ ہی کی ہے۔ (لہٰذا اسی سے عزت مانگنی چاہیے) اُسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں، اور نیک عمل اُن کو (اللہ کی طرف) بلند کرتا ہے۔اور جو لوگ (دینِ حق کو نیچا دکھانے کے لیے سازشیں تیار کر کے) برے برے مکر کرتے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوگا۔ اور اُن کی سازش خود بخود نابود ہو جائے گی۔''

عمل کا نیک ہونا ''پاکیزہ کلمات'' کی قبولیت کے لیے شرط ہے، جیسا کہ بعض آثار سے ثابت ہے۔ اور عمل صالح سے مراد وہ عمل ہے جو کتاب وسنت کے مطابق

ہو، اور اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہی گئی ہو، کسی اور کی نہیں۔ نہ ہی دنیا کمانا مقصد ہو۔ امام شوکانی (فتح القدیر میں) لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین نے ”یَرْفَعُہٗ“ میں ”یَرْفَعُ“ کی ضمیر ”اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ“ (پاکیزہ کلمات) کی طرف اور ”ہٗ“ والی ضمیر ”اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ“ (نیک عمل) کے لیے قرار دیتے ہوئے یہ معنی کیے ہیں: پاکیزہ کلمہ (جیسے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور دیگر تمام کلمات طیبہ) نیک عمل کو بلند کرتا ہے۔“ گویا اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ قبولیت پانے کے لیے پاکیزہ کلمہ اور نیک عمل لازم وملزوم ہیں۔

اپنے کسی بھی عمل صالح کو اللہ رب العالمین کے ہاں بطورِ واسطہ پیش کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ احادیث میں ایسے تین آدمیوں کا ذکر ہوا ہے جو سخت طوفانی بارش میں کسی غار کے اندر داخل ہوئے تو اس کا منہ ایک بھاری چٹان سے بند ہو گیا تھا۔ پھر تینوں نے اپنے اپنے بعض اعمالِ صالحہ کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اُنہیں اس مصیبت سے نجات دلا دی تھی۔“ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو اپنی صحیح میں پانچ مقامات پر درج فرمایا ہے۔ [1]

امام مسلم نے اس حدیث پر باب یوں قائم کیا ہے: ((بَابُ قِصَّةِ اَصْحَابِ الْغَارِ الثَّلَاثَةِ وَالتَّوَسُّلِ بِصَالِحِ الْاَعْمَالِ)) ”غار والے تین آدمیوں کا واقعہ اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ اللہ کے ہاں وسیلہ پکڑنے کا باب“

دعا میں پختگی اور قبولیت پر مکمل یقین

اللہ رب العالمین انسان کی مایوسی والی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

﴿ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع، ح: ۲۲۱۵، کتاب الاجارۃ، ح: ۲۲۷۲ ...... الخ

﴿ قَنُوطٌ ﴾ (حمٓ السجدہ: ٤٩)

''انسان بھلائی چاہنے سے تو تھکتا ہی نہیں اور اگر (کہیں) اس کو تکلیف پہنچ جائے تو نا اُمید ہو کر آس توڑ بیٹھتا ہے۔''

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

(الزمر: ٥٣)

''کہہ دیجیے (تمہارا رب فرما رہا ہے) اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا۔ بے شک اللہ کریم تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ بڑا ہی بخشنے والا، مہربان ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کی دعا تب تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے۔ یوں نہ کہے؛ میں نے اپنے رب سے دعا کی مگر وہ قبول نہ ہوئی یا وہ (آئندہ کبھی) قبول نہ ہوگی۔''[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بندے کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ یا ناطہ توڑنے کے لیے دعا نہ کرے اور جب تک جلدی نہ کرے۔'' لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس جلدی کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: ''بندہ یوں کہے؛ میں نے (رب سے) بہت دعا کی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ قبول بھی ہوا اور تب وہ نا اُمید ہو کر دعا چھوڑ دے۔''[2]

اللہ کریم کو بندے کی یہ بات ناگوار لگتی ہے۔ اس وقت وہ اس کی دعا قبول نہیں

---

[1] صحيح مسلم/ كتاب الذكر والدعاء، ح: ٦٩٣٤.

[2] صحيح مسلم/ كتاب الذكر والدعاء، ح: ٦٩٣٦.

کرتا۔ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے پروردگار سے ہمیشہ فضل وکرم کی اُمید رکھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کی کتاب الدعوات میں :لِيَعْـزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُـكْرِهَ لَهُ ..... ''چاہیے کہ بندہ اپنے رب سے اپنا مقصود قطعی طور سے مانگے۔اس لیے کہ (بندے کو نہ دینے پر) اس کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔'' کا باب قائم کر کے نیچے دو احادیث روایت کی ہیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے پختہ عزم کے ساتھ (قطعی طور پر) مانگے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا کر دے (اور نہ چاہے تو بے شک نہ دے۔ایسا نہ کہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔''

دوسری حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص یوں نہ کہے: یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے۔ یا اللہ! اگر تو چاہے تو میرے اوپر رحم فرما۔ (اگر چاہے تو مجھے تو رزق دے دے)، بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے اور اپنے مطلوب کا عزم کرے۔اس لیے کہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔(بلاشبہ وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے)''[1]

بددعا سے اجتناب

اپنے آپ پر، اپنے مسلمان مومن بھائیوں پر، اہل وعیال پر، خادموں پر اور اپنے اموال پر بددعا کرنے سے قطعی اجتناب کرنا چاہیے۔ جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اپنے آپ پر، نہ اپنی اولاد پر، نہ اپنے خادموں پر اور نہ اپنے اموال پر بددعا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو، جس میں دعا قبول ہوتی ہو اور اس میں اللہ تمہاری اس بددعا کو قبول کر لے۔'' پھر

---

[1] مزید دیکھیں: صحيح مسلم ، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، ح: ٦٨١٣.

پچھتاوے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ❶

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی عیادت کی جو بیماری سے چوزے کی طرح ہو گیا تھا (نہایت ضعیف و ناتواں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ''کیا تم کوئی دعا کیا کرتے تھے؟ یا اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کیا کرتے تھے؟ کہنے لگا: ''جی ہاں! میں یہ کہا کرتا تھا: اے اللہ! جو کچھ تو مجھے آخرت میں عذاب دینے والا ہے، وہ دنیا ہی میں دے لے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سبحان اللہ! تم میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ اللہ کے عذاب کو برداشت کرسکو۔ تم نے یہ کیوں نہ کہا: ((اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) ''چنانچہ اس شخص نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی اور اُسے اللہ نے شفا دے دی۔ ❷

البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کے عمل کی طرح، ان حالات میں کہ جب مسلمانوں پر کفار و مشرکین ظلم کر رہے ہوں، اور مجاہدین اسلام اُن سے برسرِ پیکار ہوں، اللہ کے دشمنوں پر بددعا اور مجاہدین کی مدد کے لیے اللہ سے اپنی نمازوں، خطبوں اور عام حالات میں دُعا ضرور کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ہر نماز میں ایک مہینہ تک جب ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ '' کہتے تو اپنی قنوت میں دعا کرتے: اے اللہ! ولید بن ولید کو (اور ہمارے اپنے دشمنوں سے) نجات دلا دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو (اور اپنے ہمارے دشمنوں سے) نجات دلا دے۔ اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کو (اور اپنے ہمارے دشمنوں سے) نجات دلا دے۔ اے اللہ! (اپنے اور ہمارے دشمنوں سے) کمزور اہل

---

❶ سنن ابی داؤد / کتاب الوتر / باب النهي ان يدعو الانسان على اهله وماله، ح: ١٥٣٢.

❷ صحیح مسلم/ کتاب الذکر والدعاء، ح: ٦٨٣٥.

ایمان کو نجات دلا دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی سے روند ڈال۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط ڈال دے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (ایک ماہ کی بد دعا) کے بعد یہ دعا کرنا چھوڑ دی ہے۔ تو میں نے (اپنے بعض ساتھیوں سے دریافت کرتے ہوئے) کہا؛ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اہل ایمان کے لیے دعا چھوڑ دی ہے۔ لوگوں نے کہا؛ تم دیکھ نہیں رہے کہ جن کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے وہ (رہا ہوکر) آ گئے ہیں۔ ❶

اسی طرح سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں رُکوع کے بعد ایک مہینہ تک اُن لوگوں پر قنوت میں بد دعا کرتے رہے، جنہوں نے ''بئر معونہ والے اصحاب'' کو قتل کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو رِعلؔ و ذکوانؔ اور بنو لحیانؔ و عصیّہؔ پر بد دعا کرتے رہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی تھی۔'' ❷

یہاں امام نووی رحمہ اللہ نے باب یوں قائم کیا ہے: باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰت اذا نزلت بالمسلمین نازلة...... ''اس موضوع کے لیے باب کہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو نمازوں میں بلند آواز سے قنوت پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا مستحب ہے۔'' اس قنوت کا صبح کی نماز میں ہمیشہ کرنا مستحب ہے اور اس بات کا بیان کہ اس قنوت کا نماز میں مقام آخری رکعت کے رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، ح: ١٠٤٢.

❷ صحیح مسلم/ کتاب المساجد، ح: ١٥٤٥.

رزقِ حلال

کھانا، پینا، مکمل خوراک اور لباس حلال کا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰـلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴾ (المائدہ: ۸۸)

''اور جو حلال، طیب (پاک) روزی اللہ رب العالمین نے تمہیں دی ہے اسے کھاؤ اور جس پر ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے تم ڈرتے رہو۔''

یعنی ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو، اور جو چیزیں حرام ہیں، ان کے قریب نہ جاؤ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف طیّب مال ہی قبول کرتا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی نے اہل ایمان، مسلمانوں کو بھی وہی حکم دیا ہے، جس کا حکم اس نے پیغمبروں کو دیا تھا۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے:

﴿ يٰۤـاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴾ (المؤمنون: ۵۱)

''اے پیغمبرو! پاکیزہ (حلال) چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اور جو عمل تم کرتے ہو میں اُن کو خوب جانتا ہوں۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿ يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ (البقرہ: ۱۷۲)

''اے ایمان والو! جو پاکیزہ (حلال) چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں انہی کو کھاؤ، اور اگر تم خالص اللہ کی بندگی کا دم بھرتے ہو تو اسی کا شکر بجا

لاؤ۔''

پھر نبی ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گرد وغبار میں اَٹا ہوا ہے (اس حالت میں رزق حلال کھانے والے بندے کی دعا اللہ تعالیٰ بہت جلد قبول کرتے ہیں، مگر) یہ آدمی اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے: ''اے میرے رب! میرے مالک! ...... (میری فریاد سن لے!) جب کہ کھانا اس کا حرام کا، پینا اس کا حرام کا، اس کا لباس حرام کا اور غذا اس کی حرام کی (تو بتلایئے) پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو؟''[1]

سادہ کلامی

دعا میں سجع کلامی اور قافیہ بندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ دل کی آواز ہمیشہ تکلفات سے پاک ہوتی ہے اور مشکلات ومصائب کی صحیح ترجمانی کرتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے شاگرد جناب عکرمہ رحمہ اللہ کو بہت ہی مفید نصیحتیں کیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھی:

((وَانْظُرِ السَّجعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ ، فَإِنِّيْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهٗ لَا يَفعَلُوْنَ إِلَّا ذٰلِكَ الْإِجْتِنَابَ......))[2]

''اور دعا میں قافیہ بندی سے پرہیز کرنا۔ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو دیکھا ہے؛ وہ ہمیشہ اس (سجع کلامی اور قافیہ بندی) سے اجتناب کیا کرتے تھے۔''

صحابہ کرام اور نبی کریم ﷺ سیدھی سادی دعا کیا کرتے تھے، نہایت جامع اور بلاتکلف۔ آگے جو مسنون دعائیں آ رہی ہیں ان سے آپ خود اندازہ لگا لیجئے گا۔

---

[1] صحیح مسلم/ کتاب الزکاۃ، ح: ٢٣٤٦.

[2] صحیح البخاری/ کتاب الدعوات، ح: ٦٣٣٧.

انفرادی طور پر دعا میں ہاتھ اُٹھانا

(۱) ......سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا (اور انہیں اس قدر بلند کیا) کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور دعا کی: اے اللہ!......الخ ❶

(۲) ......سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں اپنے ہاتھ اتنے بلند فرمائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ ❷

دعا میں قبلہ رُخ ہونا

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الدعوات میں اگلے دو باب یوں قائم کیے ہیں؛ اگر دعا کرنے والا قبلہ رُخ ہو کر دعا کرے تو بھی درست ہے اور اگر قبلہ رُخ نہ بھی ہو تو بھی جائز ہے۔ جیسا کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خطبہ جمعہ میں بارش کے لیے دعا کا ذکر کیا ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخِ انور کعبۃ اللہ کے برعکس اور پشت کعبہ رُخ تھی۔ ❸

دوسری حدیث سیّدنا عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس (مدینہ منورہ کی) عید گاہ کی طرف نمازِ استسقاء کے لیے تشریف لائے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، اللہ سے بارش مانگی اور قبلہ رُخ ہو کر اپنی (اوپر

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب رفع الأيدي في الدعاء، معلقاً

❷ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٤١.

❸ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٤٢.

والی) چادر کو اُلٹا لیا۔'' ❶

بظاہر یہ حدیث مذکور بالا ادب کے خلاف معلوم ہو رہی ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ روایت کے الفاظ یوں ہیں:

((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ: فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ)) ❷

تو اس میں وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے قبلہ رُخ ہو کر پہلے دعا کی، اور پھر اپنی چادر کو اُلٹا لیا............الخ۔

بہت سارے آثار اور آئمہ کرام کے اقوال وعمل سے ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہو تو قبلہ رُخ ہو کر دعا کریں، یہی افضل ہے۔

اعترافِ گناہ اور اقرارِ ضعف

دعا میں بندے کو اپنے گناہوں کا اعتراف، اور اپنے ضعف کا اقرار بھی کرنا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی دعا سکھلائیے کہ جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یوں کہا کرو:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا ، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)) ❸

---

❶ صحيح بخارى، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٤٣.

❷ صحيح بخارى، كتاب الاستقاء، رمق: ١٠٢٥، ١٠٢٨.

❸ صحيح البخارى/ كتاب الأذان/ باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٤.

''اے اللہ! بلاشبہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے، اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا۔ پس مجھے اپنے پاس سے خاص بخشش عطا فرما اور میرے اوپر رحم فرما۔ اس لیے کہ بلاشبہ تو نہایت بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

جب سیدنا آدم اور ان کی بیوی سیّدہ حوّا علیہما السلام سے جنت کے اس درخت کا پھل کھانے والی غلطی سرزد ہوگئی، جس سے اللہ نے منع فرمایا تھا، تو اس پر وہ بہت پچھتائے اور وہ دونوں (اپنے رب سے معافی مانگتے ہوئے) کہنے لگے:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ﴾ (الأعراف: ٢٣)

''اے ہمارے رب! ہم اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے ہیں، اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا، تو ہم ضرور خسارہ اُٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کر دیا تھا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَتَابَ عَلَيْهِ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾ (البقرہ: ٣٧)

''تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔''

آواز کی پستگی

دعا اور ذکر کرنے والے کو چاہیے کہ اپنی آواز کو پست رکھے۔ جیسے آج کل بعض لوگ بے ہنگم قسم کی اُونچی اُونچی آوازوں سے ذکر کی محفلیں سجاتے ہیں، یہ سارا عمل سخت قسم کی بُری بدعات میں شمار ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیم اس کے بالکل برعکس ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی فتح کے لیے اپنا لشکر لے کر چلے (تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے) جب لوگ کسی اونچائی کی طرف چڑھتے تو تکبیر وتہلیل کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کر لیتے۔ یعنی اَللّٰـهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اونچی آوز سے کہنے لگ جاتے۔ اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیماً ارشاد فرمایا: لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ۔ تم کسی بہرے یا غائب رب کو نہیں پکار رہے (جو تمہاری آہستہ پکار کو نہ سُن سکتا ہو۔ بلکہ باعتبار صفات وقدرتِ کاملہ کے) وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے۔ بیشک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے۔ (اس کا نام نہایت بابرکت ہے، اور اس کی عظمت وشان نہایت بلند ہے)

سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے ہوئے سن لیا۔ فرمایا: "اے عبداللہ بن قیس!" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر اور آپ کی طرف مکمل متوجہ ہوں۔ فرمایا: "کیا میں تمہیں ایک ایسے کلمہ کے بارے میں نہ بتلاؤں، جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟" میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں، ضرور بتلایئے! فرمایا: "(یہ جو تم آہستہ آواز سے پڑھ رہے تھے یہی تو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ یعنی) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ "ہر کام کی قوت اور طاقت صرف ایک اللہ ہی کی طرف سے مل سکتی ہے۔" [1]

امام قسطلانی نے طبری سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث سے ذکر بالجہر (بے ہودہ طرز والی اونچی آواز) کی کراہت ثابت ہوئی ہے، اور اکثر سلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

فائدہ:...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "فتح الباری" میں رقمطراز ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

[1] صحيح البخاري / كتاب الجهاد والسير، ح: ٢٩٩٢ اور كتاب المغازي، ح: ٤٢٠٢.

قرآن مجید کی آیت ﴿ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴾ (الإسرا: ١١٠) کی تفسیر کچھ یوں بیان فرماتے ہیں ,یعنی دعا کے وقت اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو، کیونکہ جب تم بارگاہ ایزدی میں اپنے عیوب اور گناہوں کا ذکر کرو گے، تو عندالناس تمہاری عزتِ نفس مجروح ہوگی۔ [1]

نماز کے اختتام پر فی الفور لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا بآواز بلند ذکر بدعت ہے، کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل سے قطعی ثابت نہیں ہے، جب کہ نماز کے اختتام پر فی الفور یعنی متصل بعد ایک مرتبہ "اللّٰہ اکبر" بآواز بلند پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم

دوسروں کے لیے دعا

اپنی دعاؤں میں دوسروں کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ اور یہ ادب تو اللہ نے قرآن میں بھی سکھلایا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (الحشر: ١٠)

''اور (مالِ فے میں) ان لوگوں کا (بھی حق) ہے، جو مہاجرین مکہ اور انصارِ مدینہ کے بعد (مسلمان ہوکر) آئے۔ (قیامت تک کے سارے اہل ایمان) یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے مالک! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں بخش دے۔ اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کی طرف سے میل (کینہ) نہ آنے دے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت والا، مہربان ہے۔''

---

[1] فتح الباری ٤٠٦/٨

سیّدہ اُمّ الدرداء اور سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہما دونوں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: مسلمان آدمی کی اپنی مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا اللہ کے ہاں ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے قریب ایک فرشتہ معین ہوتا ہے۔ جب یہ مسلمان آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لیے خیر کی دعا کرتا ہے تو یہ معین فرشتہ آمین کہتا ہے اور (اس دعا کرنے والے کے لیے) فرشتہ کہتا ہے: وَلَكَ بِمِثْلٍ ...... ''اور تمہیں بھی اللہ ایسا ہی دے۔''[1]

اس ضمن میں اسوۂ انبیاء کو ملحوظ خاطر رکھا جائے، چنانچہ سیدنا نوح علیہ السلام نے کس قدر جامع دعا کی تھی؟ کہا:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِينَ اِلَّا تَبَارًا ۝ ﴾ (نوح: ۲۸)

''اے میرے مالک! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے، اور ہر اس شخص کو بھی بخش دے جو میرے گھر میں ایمان لا کر داخل ہو جائے، اور تمام ایمان والے مردوں اور اہل ایمان عورتوں کو بھی بخش دے، اور ظالموں، مشرکوں کی تباہی روز بروز بڑھاتا ہی جا۔''

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سیّدنا عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لیے یوں دعا کی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِي عَامِرٍ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ ...... ''اے اللہ! عبید ابو عامر کو بخش دے اور اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے بھی گناہ بخش دے۔''

اسی طرح سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی کوئی آدمی صدقہ وزکوٰۃ کا مال لا کر پیش کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے

---

[1] صحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء، ح: ۶۹۲۹.

یوں دعا کرتے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ آلِ فُلَانٍ ''اے اللہ! فلاں شخص کی آل پر رحمت نازل فرما۔'' میرے والد صاحب سیّدنا ابو اوفی رضی اللہ عنہ بھی مال لے کر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: ((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ آلِ اَبِیْ اَوْفٰی))

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا انس بن مالک کی والدہ اُم سلیم رمیضاء بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ نیک خاتون نے کھجوریں اور گھی پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھی کو اس کے برتن میں اور کھجوروں کو ان کے برتن میں واپس رکھ لو، میں روزے سے ہوں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور گھر کے ایک کونے میں نفل نماز پڑھنے لگے۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ اُمّ سلیم اور ان کے تمام گھر والوں کے لیے برکت کی دعا کی۔ ام سُلیم عرض کرنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرا ایک چھوٹا سا لاڈلا بھی تو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اُمّ سلیم! کون؟'' اُس نے عرض کیا: آپ کا خادم انس رضی اللہ عنہ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی نہیں چھوڑی، مگر یہ کہ اس کی میرے لیے دعا کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے کہا: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّ وَلَدًا وَبَارِكْ لَهٗ '''......''اے اللہ! اس کو مال اور اولا دعطا کر اور ان میں اس کے لیے برکت ڈال دے۔'' چنانچہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار (اور سب سے زیادہ اولاد والا) ہوں۔ (جناب انس رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو سال کے قریب ہوئی اور اپنی خاص صُلب سے انہوں نے اپنی زندگی میں ۱۲۵ بچے دفن کیے۔ اور مال بھی اللہ نے بے بہا عطا کیا تھا۔)

ان مذکورہ بالا تینوں روایات پر امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب الدعوات'' میں باب یوں قائم کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں باب ہے: ﴿ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ﴾ (التوبہ: ۱۰۳) ''اور (اے ہمارے نبی!) ان اہل ایمان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ تمہاری دُعا ان کے لیے موجب تسکین ہے۔'' اور اس بارے

میں (یہ باب ہے) کہ جس نے اپنے علاوہ اپنے بھائی کے لیے دعا کی اس کی فضیلت۔''

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی شخص مقتدیوں کو چھوڑ کر صرف اپنے لیے ہی دعا نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو خیانت کرے گا۔''[1]

تضرّع اور خشوع وخضوع

مومن آدمی کی دعا مکمل حضور قلبی، خشوع وخضوع اور تضرع کے ساتھ ہونی چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دل برتنوں کی طرح ہوتے ہیں۔ بعض دل دوسروں سے زیادہ کھلے (برتنوں کی طرح) ہوتے ہیں۔ جب تم اللہ سے مانگو تو یوں مانگو کہ تم قبولیت کا مکمل یقین کرنے والے ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعا کو قبول نہیں فرماتے کہ جس نے غافل دل کے ساتھ (دھیان کہیں اور تھا) اس سے مانگا ہو۔''[2]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ﴾

(الأعراف: ٥٥)

''(اللہ کے بندو!) اپنے رب سے نہایت عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں: ''یعنی دعا خشوع وخضوع کے ساتھ ہونی چاہیے، اور دعا میں اخفاء مستحب ہے، کیونکہ اس سے اخلاص پیدا ہوتا ہے، اور دکھاوا راہ نہیں پاتا۔

---

[1] جامع الترمذی وسنن ابی داؤد/قال الترمذی: حديثٌ حسنٌ وانظر "الاذكار" للنووی رحمهم الله، ص: ٩٧.

[2] مسند أحمد، رقم: ٥٩٤، وهو حديثٌ حسنٌ، عبدالقادر الارناؤوط، الاذكار، ص: ٥٧٠.

﴿ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْن ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ حدود شریعت سے تجاوز کسی صورت بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور ایسی چیز کی دعا کرنا جو ناممکن ہو مثلاً یہ کہنا: اے اللہ! میں دنیا میں ہمیشہ رہوں یا یہ کہنا: اے اللہ! آخرت میں مجھے انبیاء کا درجہ و مقام حاصل ہو جائے، دعا میں حد سے تجاوز ہے۔ اسی طرح دعاؤں اور اذکار میں چیخا چلایا جائے اور ادعیہ ماثورہ کو چھوڑ کر مقفّی کلام یا اشعار پڑھ کر دعا کرنا، سب اعتداء فی الدعاء میں شامل ہے۔'' ❶

اللہ نے ''سورۃ الانبیاء'' کے چھٹے رکوع میں سادا تنا نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، اسماعیل، ادریس، ذوالکفل، یونس، زکریا اور یحییٰ علیہم السلام جیسے بڑے بڑے پیغمبروں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ ﴾ (الأنبياء: ٩٠)

''یہ سب پیغمبر (جن کا اُوپر ذکر ہوا) نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے، اور ہمیں (ہم سے) توقع اور ڈر رکھ کر پکارتے تھے، اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے رہتے تھے۔''

اللہ ذوالجلال والاکرام کے اولی العزم پیغمبروں کا اس کے سامنے یہ حال تھا۔ ہمیں تو بالاولیٰ اس کے سامنے عاجز بن کر اس سے مانگنا چاہیے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سات قسم کے خوش نصیب افراد کا ذکر فرمایا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا، ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہوگا:

((وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)) ❷

❶ اشرف الحواشی، از عبده الفلاح، ص: ١٨٩.

❷ صحيح بخاری، كتاب الزكاة، رقم: ١٤٢٣، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: ٢٣٨٠.

''جو تنہائی میں اللہ ذوالجلال کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جائیں۔'' [1]

دعا میں ٹھہراؤ

آسودگی کے زمانہ میں دعا کثرت کے ساتھ اور دعائیہ الفاظ واذکار ٹھہر ٹھہر کر (تین تین بار) ادا کرنے چاہئیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے یہ بات اچھی لگے کہ اللہ تعالیٰ تنگی اور دُکھ کے دنوں میں اس کی دعا کو قبول کرے، اسے چاہیے کہ آسودگی کے زمانہ میں کثرت سے دعا کرے۔'' [2]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا میں بہت پسند ہوتا کہ آپ (ایک) دعا تین تین بار کریں اور استغفار بھی تین تین بار کریں۔'' [3]

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں جوامع الکلم کو پسند فرماتے تھے اور اس کے علاوہ (باقی) کو چھوڑ دیتے۔ [4]

امر محال سے اجتناب

اسی طرح اپنی دعا میں امر محال کو نہیں مانگنا چاہیے۔ اس کا شمار تعدّی (زیادتی) میں ہوجاتا ہے کہ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔ فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۱۴۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۲۳۸.

[1] جامع الترمذی / کتاب الدعوات، ح: ۳۳۸۲ وقال ابو عیسیٰ: ھذا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ، وصححه الحاكم. ووافقه الذهبي، المستدرك: ۱/۵۴۴، کتاب الدعاء للطبرانی: ۲/۸۰۵، رقم: ۴۴۱.

[3] سنن أبی داؤد/ کتاب الوتر/ باب في الإستغفار، ح: ۱۵۲۴۔ الأذکار، ص: ۵۶۹.

[4] سنن أبی داؤد / کتاب الوتر / باب الدعاء، ح: ۱۴۸۲. البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ (البقرہ: ۱۹۰)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں (حد سے بڑھ جانے والوں) کو پسند نہیں فرماتا۔''

اس کی مثال درج ذیل دو احادیث سے سمجھ لیں۔

(۱)......سیّدنا عبداللہ بن مغفّل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو یوں دعا نگتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِيْنِ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلْتُهَا))

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ جب میں جنت میں داخل ہوں تو وہاں میرے لیے اس کی دائیں جانب سفید محل بنا ہوا ہو۔''

تو انہوں نے اس سے کہا: بیٹے! اللہ سے جنت مانگو اور جہنم سے پناہ۔ (بس یہ سوال کافی ہے) اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: عنقریب اس اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت میں بھی حد سے تجاوز کریں گے اور دعا میں بھی۔''[1]

دعا میں حد سے تجاوز مسنون دعائیں اور اذکار چھوڑ کر لوگوں کی بنائی گئی دعائیں پڑھنا ہے جو تکلفات اور تحسین عبارت پر مبنی ہوتی ہیں۔ نیز وہ کچھ مانگنا جس کی اسے چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔

(۲)......سیدنا سعد بن ابی وقاص کے بیٹے (سیّدنا سعید) رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ والد گرامی نے مجھے یوں دُعا مانگتے ہوئے سنا:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيمَهَا وَبَهْجَتَهَا وَكَذَا وَكَذَا .
وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَسَلَاسِلِهَاوَ أَغْلَالِهَا وَكَذَا وَكَذَا))

''اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا اور اس کی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں، اور

[1] سنن أبی داؤد، کتاب الطهارة، ح: ۹٦. البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس اس طرح کی لذتوں کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تیری جہنم سے، اس کی زنجیروں اور اس کے اس اس طرح کے طوقوں سے پناہ مانگتا ہوں ......''

تو وہ فرمانے لگے: بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((سَیَکُوْنُ قَوْمٌ یَعْتَدُوْنَ فِی الدُّعَاءِ))

''عنقریب ایک قوم کے لوگ ایسے ہوں گے، جو دعا میں مبالغہ (زیادتی، حد سے تجاوز) کریں گے۔''

تو خبردار! تم کہیں ان لوگوں میں نہ ہو جانا۔ اگر تمہیں جنت مل گئی تو اس کی سب لذتیں بھی حاصل ہو جائیں گی اور اگر تمہیں جہنم سے بچا لیا گیا تو وہاں کی سب آفتوں سے تو بچ گیا۔''[1] (پھر تفصیل کی کیا ضرورت؟)

اللہ کے اسماءِ حسنیٰ کا وسیلہ

اپنی دعا اور اذکار میں اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کو بہت زیادہ وسیلہ بنانا چاہیے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ (الأعراف: ١٨٠)

''اور اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی اچھے (اور ان گنت) نام ہیں۔ تو اس کو انہی ناموں کے ساتھ پکارا کرو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو، ننانوے (٩٩) ایسے نام ہیں کہ جو ان کو (صبح و شام) پڑھا کرے گا، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔[2]

یہ ننانوے نام آگے اذکار میں تفصیل سے آ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ

---

[1] سنن أبي داؤد، كتاب الوتر، باب الدعاء، ح: ١٤٨٠. البانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔
[2] صحيح البخاري، كتاب الشروط، ح: ٢٧٣٦ وجامع الترمذي، كتاب الدعوات، ح: ٣٥٠٧.

دعا کے مقامات فضیلت
احوال اور اوقاتِ قبولیت

اذکار و دعا کے حوالے سے ان مقامات کا جاننا بھی ضروری ہے، جہاں دوسرے مقامات کی نسبت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اور اذکار کا اجر دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ ملتا ہے۔ اسی طرح ان حالات اور اوقات کا جاننا بھی نہایت ضروری ہے کہ جن میں دوسرے حالات اور اوقات کی نسبت آدمی کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ اس ضمن میں ہم یہاں ان جگہوں اور حالات و اوقات کا ذکر کیے دیتے ہیں، جن کی فضیلت اذکار اور دعاؤں کے لیے احادیث میں مطلقاً آئی ہے۔

اوقاتِ قبولیت

رات کا آخری ایک تہائی حصہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلند اور برکتوں والا ہمارا رب ہر رات اس وقت آسمانِ دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو وہ فرماتا ہے: (اس وقت) کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے (اس وقت) دے دوں۔ کوئی مجھ سے (اس وقت) بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟'' [1]

---

[1] صحیح البخاری / کتاب التهجد، ح: ١١٤٥، جامع الترمذی، ح: ٣٤٩٨۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے رب تعالیٰ کے ہر رات کو آسمانِ دنیا پر نازل ہونے کے موضوع پر ایک مستقل کتاب ''نزول الرّب الی السماء الدنیا'' تحریر فرمائی ہے۔ جسے کوئی اشکال ہو اس کتاب کا مطالعہ کرلے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ''رات کے آخری حصے میں نمازِ تہجد پڑھنے اور دعا مانگنے کا باب۔'' اور اس کے تحت سورۃ الذاریات کی دو آیات کو اس کے لیے (مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ) دلیل بنایا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ كَانُوْا قَلِيْلًا مِنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ ﴾

(الذاریات: ۱۷, ۱۸)

'' (یہ متقین جن کا پیچھے ذکر ہوا، یہ دنیا میں بہت نیک تھے) وہ رات کو تھوڑا سوتے تھے، اور بوقتِ سحر استغفار کرتے رہتے تھے۔''

ہر اذان اور اقامت کا درمیانی وقت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان اور اِقامت کے درمیان دعا ردّ نہیں کی جاتی۔'' [1]

جمعہ والے دن

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں ایک دفعہ ذکر فرمایا: اس دن میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جس میں اگر کوئی بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو، اور اس وقت میں وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دیتا ہے۔ اور پھر ہاتھ کے اشارے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی سی ہوتی ہے۔'' [2]

اس ساعت کے تعین میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں اس بارے مفصل بحث کی ہے۔ البتہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے ''نیل الاوطار'' میں علامہ ابن منیر رحمہ اللہ کا جو تجزیہ پیش کیا ہے، وہ زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اس

[1] جامع الترمذی / كتاب الصلوٰة، ح: ۲۱۲ سنن أبی داؤد، ح: ۵۲۱. البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح البخاری / كتاب الجمعه، ح: ۹۳۵، وصحیح مسلم، ح: ۱۹۷۰.

ساعت کو لیلۃ القدر کی طرح مخفی رکھا ہے، تا کہ اسے تلاش کرنے والا تمام اوقات میں اللہ کی عبادت کے ساتھ کوشش کرے۔ اس شخص پر حیرانی ہے جو اسے محدود وقت کو پالینے پر بھروسہ کیے ہوئے ہو۔

ہر شب ایک گھڑی

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''رات میں ایک گھڑی ایسی ضرور ہوتی ہے کہ اس وقت مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے جو بھی دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگتا ہے، اللہ اس کو وہ ضرور عطا کر دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔''[1]

نوٹ :...... یہ قبولیت والی گھڑی رات کے اس آخری ایک تہائی حصے سے الگ ہوتی ہے کہ جس کا پیچھے ذکر ہوا۔

بوقتِ اذان

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو آدمی اذان سننے کے (دوران خاموشی سے کلماتِ اذان کا جواب دے، پھر اذان کے اختتام پر درودِ ابراہیمی پڑھے اور اس کے) بعد کہے: ((أَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا)) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔'' تو ایسے شخص کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔[2]

---

[1] صحيح مسلم / كتاب صلاة المسافرين / باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، ح: ١٧٧٠.

[2] صحيح مسلم / كتاب الصلاة، ح: ٨٥١.

مسلمانوں کی کافروں کے ساتھ جنگ شروع ہوتے وقت

سیدنا سھل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
دو دعائیں بالکل ردّ نہیں کی جاتیں یا (راوی کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کم ردّ کی جاتی ہیں۔ یعنی ہمیشہ قبول ہوتی ہیں یا اکثر قبول ہو جاتی ہیں ایک اذان کے بعد اور دوسری لڑائی کے وقت جب (مسلمان اور کفار) ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔'' [1]

غزوۂ بدر کے حوالے سے سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین ایک ہزار کی تعداد میں ہیں اور مسلمان تین سو انیس (۳۱۹) ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رُخ ہوئے، پھر دونوں ہاتھ پھیلا دیے اور اپنے رب سے پکار کر دعا کرنے لگے: اے اللہ! جو تو نے (مدد کا) مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر...... الخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے مسلسل دعا کرتے رہے، حتی کہ آپ کی چادر مبارک کندھوں سے سرک گئی......الخ'' حدیث طویل ہے اور پھر یہاں غزوۂ بدر میں اللہ کی مدد اُترنے کا مفصل ذکر ہے۔ [2]

فرض نماز کا اختتام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق سلام کے بعد دعا کرنے والے کی غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔ وَاِنْ كَـانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ......''اور اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ برابر کیوں نہ ہوں۔'' [3]

سیدنا ابو امامہ (الباھلی) رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا: آخر رات کے وقت

---

[1] سنن أبی داؤد / کتاب الجهاد، ح: ٢٥٤٠. البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
[2] صحیح مسلم / کتاب الجهاد، ح: ٤٥٨٨.
[3] صحیح مسلم / کتاب المساجد، رمق: ١٣٥٢.

میں اور فرض نمازوں کے فوراً بعد۔'' ❶

لیلۃ القدر میں

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اور جو لیلۃ القدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ نماز میں کھڑا رہے،

اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' ❷

سورۃ القدر میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ لَيلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴾

''شب قدر ایک ہزار مہینوں (کی عبادت) سے افضل ہے۔''

بوقت افطار

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: تین آدمیوں کی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔ ان میں سے ایک والد اور دوسرا روزہ دار ہے کہ جب وہ افطار کرے اور تیسرا مسافر۔'' ❸

نمازِ فجر کے بعد

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی، اور پھر طلوعِ فجر تک (کسی سے گفتگو کیے

---

❶ جامع الترمذی / کتاب الدعوات / ح: ٣٤٩٩. البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ التعلیق الرغیب: ٢/ ٢٧٦.

❷ صحیح البخاری، کتاب الصوم، رقم: ١٩٠١، صحیح مسلم ح: ١٧٨١.

❸ صحیح ابن حبان، رقم: ٢٤٠٧ سلسلة الصحیحة، رقم: ١٧٩٧.

بغیر) بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا (اور پھر سورج طلوع ہوجانے کے بعد اس نے دو رکعات پڑھیں......) تو اس کو ایک حج اور عمرہ (حج تمتع) کے برابر ثواب ملے گا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''پورے حج تمتع (حج اور عمرہ دونوں الگ احرام سے کرنا) کا، پورے حج تمتع کا، پورے حج تمتع کا۔'' [1]

ذوالحجہ کے پہلے دس دن

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''(ذوالحجہ کے) ان پہلے دس دنوں کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا: اور کیا جہاد میں بھی نہیں؟ فرمایا: اور جہاد میں بھی نہیں۔ سوائے اس شخص کے جو اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر نکلا اور واپس ساتھ میں کچھ بھی نہ لایا۔'' یعنی سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔'' [2]

مقاماتِ فضیلت

دورانِ حج، مقام عرفات

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ ، وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ

---

[1] (جامع الترمذی / کتاب الجمعة ، ح: ٥٨٦ وقال ابو عیسیٰ: هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح (باب الذکر بعد الصلاۃ، ح: ٩٧١) میں اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: اس روایت کے دیگر شواہد اسے حسن کے درجہ تک پہنچا رہے ہیں۔ (یہ بات امام منذری نے بھی '' الترغیب والترهیب '' میں لکھی ہے)

[2] صحیح البخاری / کتاب العیدین ، ح: ٩٦٩.

مِنْ قَبْلِيْ: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) ❶

''بہترین دعا (۹ ذوالحجہ کو مقام) عرفہ کے دن کی دعا ہے اور (اللہ کی حمد وثنا میں) جو بہترین کلمہ میں، اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا: وہ یہ ہے: لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.''

صفا (پہاڑی) پر کھڑے ہوئے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ سے مکہ کی جانب چلے اور) مکہ مکرمہ میں (اوپر والے علاقے سے) داخل ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد الحرام میں داخل ہوتے ہی) حجر اسود کی جانب بڑھے، اور اس کا استلام کیا (اسے ہاتھ لگایا اور چوما) اس کے بعد آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا (پہاڑی) پر چڑھے اور بیت اللہ الحرام کی طرف (کھڑے ہوکر) دیکھنے لگے۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ اُٹھائے اور جب تک اللہ نے چاہا یعنی کافی دیر تک آپ اللہ کا ذکر کرتے رہے اور اس سے دعا مانگتے رہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس وقت) انصار آپ سے نیچے پہاڑی پر تھے۔ آپ نے یہاں خوب دعا کی، اللہ کی حمد بیان کی اور جس جس کلمۂ طیبہ، حمد وثناء والے جملے سے چاہا اللہ کو پکارا۔ ❷ (یہ ہاشم بن قاسم کی وضاحت ہے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ صفا اور مروہ کے مابین سعی کے دوران صفا اور مروہ پر

---

❶ سنن الترمذی حدیث رقم : ۳۵۸۵، سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۵۰۳

❷ سنن أبی داؤد / کتاب المناسك، ح: ۱۸۷۲. البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ لیکن اس میں یہ جملہ ''والانصار تحته'' درست نہیں۔

کھڑے ہوکر خوب دعا کرنی چاہیے۔ یہاں بھی اللہ دعائیں قبول کرتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں پندرہ مقامات

امام نووی رحمہ اللہ نے سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ کے حوالے سے درج کیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

! بیت اللہ الحرام کے گرد طواف کے دوران۔

@ ملتزم کے پاس۔

میزاب کے نیچے (حطیم کے اندر)۔

$ بیت اللہ الحرام کے اندر۔

% بئر زمزم کے پاس زمزم پیتے وقت۔

^ مقام ابراہیم کے پیچھے (جب طواف کی دو رکعات پڑھ لے)۔

& صفا اور مروہ پر۔

* صفا اور مروہ کے درمیان مقام سعی میں (دورانِ سعی)۔

) عرفات میں۔

(مزدلفہ میں (جب حاجی عرفات سے واپس آ کر ۹ اور ۱۰ ذوالحجہ کی درمیانی رات یہاں گزارے)۔

A منیٰ میں (جب حاجی دورانِ حج ۸ ذوالحجہ تا ۱۲ ذوالحجہ یہاں قیام کرے)۔

B تا D جمرات ثلاثہ کے پاس (جب حاجی یہاں ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ کو رمی جمار کرے تو بیت اللہ الحرام کی جانب منہ کر کے کھڑا ہو کر دعائیں کرے)۔

E حجر اسود کے استلام پر...... بندے کی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔ [1]

---

[1] الأذكار للنوى، كتاب اذكار الحج، ص: ۲۸۳.

ان تمام مقامات پر دعا اور ان کی فضیلت احادیث میں مفصل موجود ہے۔ امام نوویؒ نے بھی ''الاذکار'' میں بعض کی فضیلت میں تائیدًا روایات ذکر کر دی ہیں۔ حج اور عمرہ کے موضوع پر لکھی جانے والی سلفی علماء کرام کی کتب سے استفادہ کر لیں، اکثر علماء نے ان مقدس مقامات پر پڑھی جانے والی دعائیں اور اذکار مسنونہ اپنی کتب میں لکھ دی ہیں۔ ہم اختصار و اجمال کے پیش نظر حج، عمرہ سے متعلق دعائیں اور اذکار یہاں اس کتاب میں درج نہیں کر رہے۔

مسجد قباء (مدینہ منورہ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ والے دن مسجد قباء تشریف لاتے، کبھی سواری پر اور کبھی پیدل، اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔'' اور اسی (مسجد) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ضرور پڑھتے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی سنت پر عمل کرتے ہوئے کبھی سوار اور کبھی پیدل پہنچتے اور نماز پڑھے بغیر مسجد قباء سے نکلنا مکروہ جانتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: میں اسی طرح کرتا ہوں، جیسے میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) کو کرتے دیکھا ہے۔ [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث مبارکہ سے مسجد قباء میں دو رکعات کا اجر عمرہ کے برابر بھی مذکور ہوا ہے اور یہاں دعا کی قبولیت بھی۔

مسجد اقصیٰ، بیت المقدس

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین مسجدوں کے سوا کسی اور جگہ کے لیے کجاوے نہ باندھے جائیں یعنی

---

[1] صحيح بخاری، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، رقم: ١١٩١، ١١٩٣، صحيح مسلم، كتاب الحج، رقم: ٣٣٨٩.

زیارت کی نیت سے سفر نہ کیا جائے۔ایک مسجد حرام (مکہ مکرمہ میں) دوسری رسول اللہ ﷺ کی مسجد (مدینہ منورہ میں)، اور تیسری مسجد اقصیٰ جو بیت المقدس (فلسطین میں) ہے۔'' [1]

یہاں بھی بعض احادیث میں دعا کی فضیلت ذکر ہوئی ہے۔

مسجد نبوی

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا، مسجد حرام کے سوا (باقی) تمام مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار درجہ زیادہ افضل ہے۔'' [2]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر قیامت والے دن میرے حوض پر ہوگا۔'' [3]

احوالِ قبولیت

حالتِ سجدہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَقْـرَبُ مَـا يَـكُـوْنُ الْـعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَأَكْثِرُوا

---

[1] صحيح البخاری ، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ١١٨٩ وصحيح مسلم / كتاب الحج ، ح: ٣٣٨٤.

[2] صحيح البخاری ، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ١١٩٠ وصحيح مسلم ،كتاب الحج، ح: ٣٣٧٥.

[3] صحيح البخاری ، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ١١٩٦ وصحيح مسلم ، كتاب الحج ح: ٣٣٧٠.

الدُّعَاءَ))❶

''بندہ سب سے زیادہ اپنے رب سے قریب سجدے میں ہوتا ہے، تو (سجدے کی حالت میں) دعا زیادہ کیا کرو۔''

حالتِ مظلومیت

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو ان سے فرمایا:

((اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ))❷

''مظلوم کی بد دعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔''

تلاوت قرآن کے بعد

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ؛ وہ ایک قاری قرآن کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا، پھر اس نے لوگوں سے مانگنا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر سیدنا عمران نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا، اور فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو قرآن پڑھے اُسے چاہیے کہ (قرآن کے ساتھ دنیا اور آخرت کی بھلائیوں میں سے جو چاہے) اللہ رب العالمین سے مانگے۔ بلاشبہ مستقبل میں کچھ ایسی قومیں آئیں گی، جو قرآن تو پڑھیں گی، مگر اس کے ذریعے وہ لوگوں سے مانگیں گے۔''❸

---

❶ صحيح مسلم/ كتاب الصلاة، ح: ١٠٨٣/٢١٥.

❷ صحيح بخاری، كتاب المظالم، رقم : ٢٤٤٨.

❸ جامع الترمذی / فضائل القرآن ، ح: ٢٩١٧ـ سلسلة الصحية، رقم: ٢٥٧

امام نووی رحمہ اللہ نے ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے حوالے سے ''الاذکار'' (ص:۱۵۷) میں جلیل القدر تابعی امام قتادہ رحمہ اللہ کی روایت دو صحیح سندوں کے ساتھ درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ؛ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید ختم کرتے تو اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کرتے، اور (پھر سب مل کر) دعا کرتے۔ اسی طرح صحیح اسناد کے ساتھ تابعی جلیل امام حکم بن عتبہ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا: امام مجاہد اور عبدہ بن ابولبابہ رحمہم اللہ نے مجھے بلوا بھیجا۔ جب میں پہنچا تو دونوں بزرگ فرمانے لگے: ہم نے آپ کو اس لیے زحمت دی ہے کہ ہم قرآن مجید کی قرأت مکمل کرنا چاہتے ہیں، اور اختتام پر دعا مستجاب ہوتی ہے۔ (تو آپ دعا کیجئے)

آب زم زم پیتے وقت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ))

''جس (نیک) مقصد کے لیے بھی زمزم کا پانی پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔'' [1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمزم سے شدید چاہت، اور اس کے پینے سے اس کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ [2]

امام شوکانی رحمہ اللہ نے ''دار قطنی'' کے حوالے سے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہی روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن ابن ماجه / كتاب المناسك / باب الشرب من زمزم، ح: ٣٠٦٢ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔ مزید دیکھیں: إرواء الغليل، رقم: ١١٢٣، مسند احمد: ٣٥٧/٣.

[2] صحيح بخاری، كتاب الحج، باب سقاية الحاج، باب ما جاء فی زمزم، رقم: ١٦٣٤.

''جس نیک مقصد کے لیے بھی زمزم کا پانی پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ اگر تم اس لیے پیو گے کہ تمھیں کسی بیماری سے شفا مل جائے تو اللہ تمھیں شفا دے دے گا۔ اور اگر تم بھوک کی وجہ سے پیو، تا کہ تم سیر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمھیں سیر کر دے گا۔ اور اگر تم پیاس مٹانے کی نیت سے پیو گے تو اللہ کریم تمہاری پیاس مٹا دے گا۔ یہ زمزم جناب جبریل علیہ السلام کا جاری کردہ چشمہ اور اسماعیل علیہ السلام کا پینے والا گھاٹ تھا، جس سے وہ سیراب ہوتے تھے۔'' [1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب آب زمزم پیتے تو یہ دعا پڑھتے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ)) [2]

''اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں۔''

مرغ کی اذان کے وقت

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مرغ جب اذان دے تو اللہ سے اُس کے فضل کا سوال کرو۔'' [3]

اہل ایمان کی اجتماعی مجلس کے وقت

جس میں وہ اللہ کا ذکر کریں، قرآن کی تلاوت، محاسن اسلام اور اللہ ذوالجلال کی توحید پر گفتگو کریں تو اللہ کریم اپنے ان فرشتوں سے، جو ایسی با برکت مجالس کی

[1] نیل الاوطار: ٥/٨٧۔

[2] مستدرك حاکم، : ١/٤٧٢، رقم: ١٧٨٢، دار قطنی: ٢/٥٤٤، رقم: ٢٧٠١.

[3] صحیح بخاری، ح: ٣٣٠٣، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ح: ٦٩٢٠

تلاش میں رہتے ہیں، وعدہ فرماتے ہیں:

((فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ......))

''میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے ان بندوں کو معاف کر دیا ہے۔'' ❶

باجماعت نماز پڑھنے کی حالت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب امام (سورۃ الفاتحہ کے اختتام پر جہری نماز میں) آمین کہے تو تم بھی ''آمین'' کہو۔ اس لیے کہ (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور) جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے موافق ہو گیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' ❷

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (جہری نماز میں) سنا: نبی کریم ﷺ نے (جب) پڑھا: ﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ ﴾ تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی۔'' ❸

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب الاذان'' میں ایک باب یوں قائم کیا ہے: ''بَابُ جَهْرِ الاِمَامِ بِالتَّامِيْنِ ''جہری نمازوں میں امام کے بآواز بلند آمین کہنے کا باب'' اور پھر اس کے تحت تعلیقاً یوں درج فرمایا ہے کہ: ''عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: ''آمین'' ایک دعا ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور وہ لوگ کہ جو آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اتنی زور سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج

---

❶ صحيح بخارى، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله، ح: ٦٤٠٨.

❷ صحيح بخاري/ كتاب الأذان، ح: ٧٨٠ وصحيح مسلم، ح: ٩١٥.

❸ جامع الترمذى / ابواب الصلوٰة/ باب ما جآء في التأمين، ح: ٢٤٨، سنن ابن ماجه، رقم: ٨٥٥

اُٹھا کرتی تھی، اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام سے کہہ دیا کرتے تھے کہ آمین سے ہمیں محروم نہ رکھنا۔

سیّدنا نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ''آمین'' کبھی نہیں چھوڑتے تھے، اور لوگوں کو اس کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔ میں نے آپ سے اس کے متعلق ایک حدیث بھی سنی تھی۔ ❶

حالتِ سفر

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ تین دعائیں ضرور قبول کی جاتی ہیں: روزہ دار کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اپنی اولاد پر بددعا۔'' ❷

غیر موجود مسلمان بھائی کے لیے

جیسا کہ پچھلے صفحات میں ''دعا اور ذکر اللہ کے آداب'' میں سیّدہ اُمّ درداء رضی اللہ عنہا کی روایت گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان آدمی کی اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا، اللہ کے ہاں ضرور قبول ہوتی ہے......الخ۔'' ❸

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اپنے غیر حاضر مسلمان بھائی کے لیے دعا ضرور کرنی چاہیے۔

---

❶ صحیح البخاری / کتاب الاذان، ح: ۷۸۰

❷ صحیح ابن حبان، رقم: ۲٤۰۷، سلسلةالصحیحة، رقم: ۱۷۹۷.

❸ صحیح مسلم، رقم: ٦۹۲۹۔

انتہائی مصیبت کی حالت

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو (مسلمان) شخص سیّدنا یونس علیہ السلام کی دعا، جب بھی کسی مشکل وقت میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔'' ❶

تفصیل اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں۔

غم اور دُکھ کی حالت

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کسی (اللہ کے) بندے کو جب بھی کوئی غم اور دُکھ پہنچے، اور وہ یوں کہے...... مگر یہ ہے کہ اللہ کریم اس کے غم اور دُکھ کو دور کر دیتے ہیں، اور اس کے بدلے خوشی عطا کر دیتے ہیں۔'' ❷

کسوف (یعنی گہن) کے وقت

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح رکتاب الکسوف میں یہ باب قائم کیا ہے: **باب الدُّعاء فــي الكسوف**..... سورج گہن میں دعا کرنا'' اور دلیل کے طور پر ایک تو سیدنا ابوموسیٰ اشعری اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا ہے کہ ان دونوں حضرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی نقل کیا۔ اور دوسرے سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت درج کی ہے: جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، اسی دن سورج گہن بھی لگا تھا۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ گہن ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ جامع الترمذی، کتاب الدعوات، ح: ٣٥٠٥، والكلم الطيّب لشيخ الاسلام ابن تيميه رحمه الله نمبر ١٢١.

❷ مسند أحمد وصحيح ابن حبان. ذكره ابن تيميه فى الكلم الطيّب برقم: ١٢٢.

نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان میں گہن کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں لگتا۔ جب تم ان دونوں (میں سے کسی) کو گہن کی حالت میں دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے) دعا کرو اور نماز پڑھو، تاآنکہ سورج صاف ہو جائے۔

نماز کا آخری تشہد

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں ہوتے تو تشہد میں کہتے:......فرمایا: بلکہ یوں کہا کرو: **اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ..... الخ.** اس کے بعد جونسی چاہے وہ دعا مانگے جو بھی اسے پسند ہو۔'' ❶

''صحیح مسلم'' کے الفاظ یوں بھی ہیں: '' ثُمَّ یَتَخَیَّرُ مِنَ الْمَسَأَلَةِ مَا شَآءَ ''پھر نمازی کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہے (دعا) مانگے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ یہاں تشہد میں بندے کی دعا قبول ہوتی ہے۔

خشک سالی کا موسم

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خشک سالی (بارشیں نہ ہونے) کا تذکرہ کیا۔ آپ نے منبر کے بارے میں حکم فرمایا اور اُسے عید گاہ میں رکھ دیا گیا، اور ایک دن مقرر کر کے لوگوں سے اس دن باہر (عید گاہ کی طرف) نکلنے کا حکم فرما دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس مقررہ دن میں جب سورج کا کنارہ (طلوع ہونے کے وقت) نکل آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر (عید گاہ) پہنچ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا: لوگو! تم نے اپنے ملکوں میں خشک سالی کے موسم میں بارشیں نہ ہونے کی شکایت کی تھی۔

❶ صحیح البخاری / کتاب الاذان / باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد، ح: ۸۳۵ وصحیح مسلم / کتاب الصلاۃ، ح: ۸۹۸.

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ اس کو (اپنی مشکل میں) پکارو، اور اس نے تم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تمہاری دعا کو قبول کرلے گا۔ پھر فرمایا: **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ..... الخ.** پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ (دعا کے لیے) اُٹھائے...... اسی وقت اللہ جل جلالہ نے ایک اَبر بھیج دیا جو خوب کڑکا اور برسا۔ نبی ﷺ مسجد تک تشریف نہ لائے تھے کہ نالے بہہ نکلے۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ بارش سے بچنے کے لیے سایہ دار اوٹوں میں ہونے لگے ہیں تو آپ ﷺ ہنس دیے۔ حتی کہ آپ کے اندر والے دانت (داڑھیں) مبارک نظر آنے لگے۔ فرمایا: ((أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، وَأَنِّيْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ .)) ''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر خوب قادر ہے، اور بلاشبہ میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' [1]

جن حالتوں، جگہوں اور وقتوں میں اذکار ممنوع ہیں

بیت الخلاء میں اور بوقت بول و براز یعنی قضائے حاجت کی حالت میں

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قضائے حاجت کی حالت میں، چاہے آدمی کسی کھلی جگہ، کھیت کھلیان، اوٹ پیچھے یا عمارت (حمام، یعنی باتھ روم اور بیت الخلاء) میں ہو، اس کے لیے ذکر اذکار اور گفتگو نہایت مکروہ ہیں۔ نہ چھینک آنے پر ''الحمدللہ'' کہے، نہ سلام کہے اور نہ سلام کا جواب دے، نہ ہی اذان کا جواب دے۔ اس مسئلہ کی تائید میں پھر انہوں نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی درج ذیل روایت نقل کی ہے: نبی ﷺ پیشاب کر رہے تھے اور ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا۔ اس نے سلام کہا، مگر اللہ کے رسول ﷺ نے جواب نہ دیا حتی کہ فارغ ہو کر آپ ﷺ نے وضو

[1] سنن أبی داؤد / کتاب صلاۃ الاستسقاء، ح: ۱۱۷۳، البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

فرمایااور پھراس سے معذرت کرتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور یہ فرمایا میں نے اس بات کونہایت ناپسند جانا کہ میں قضائے حاجت کی حالت میں اللہ کا ذکر کروں، اللہ کا ذکرتو نہایت بلند ہے۔'' [1] (میں صرف پاکیزگی کی حالت میں اس کو پسند کرتا ہوں۔)

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوا کہ؛ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے شخص کو، یا بیت الخلاء میں نہانے کی غرض سے داخل آدمی کوسلام نہیں کہنا چاہیے۔

❁❁❁❁

[1] سنن أبی داؤد / کتاب الطهارة، ح: ١٦، ١٧ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

صبح شام کے خصوصی اذکار اور دعائیں

نیند سے بیدار ہوتے وقت

!.....((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَیْهِ النُّشُوْرُ)) ❶ (ایک بار)

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا، اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔''

@.....((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ فِيْ جَسَدِي وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِيْ وَأَذِنَ لِيْ بِذِكْرِهِ)) ❷ (ایک بار)

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے میرے جسم میں عافیت دی، میری رُوح مجھے واپس کر دی اور مجھے اپنی یاد کی اجازت دی۔''

#.....سورۃ آل عمران کی آخری گیارہ آیات: ﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ .... وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تک ﴾ ❸

$.....سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لیے (نیند سے بیدار ہوکر) اُٹھ کھڑے ہوتے تو یوں دعا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ ، أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ

---

❶ صحیح البخاری / کتاب الدعوات، ح: ٦٣٢٥، وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ٦٨٨٧۔ ❷ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ٣٤٠١، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٣٢٩ ❸ صحیح البخاری / کتاب الوضوء، ح: ١٨٣ وکتاب التفسیر، ح: ٤٥٦٩ وصحیح مسلم / کتاب صلاة المسافرین، ح: ١٧٨٩.

فِيهِنَّ ،وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ ،وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ ،وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ ،وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ. اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)) ❶

''اے اللہ! سب طرح کی تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تو آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سب کا روشن کرنے والا ہے، اور ہر طرح کی مدح و ثناء تیرے ہی لیے ہے۔ تو ہی آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں۔ (اے اللہ!) تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا فرمان حق ہے، تجھ سے ملنا حق ہے، جنت بھی حق ہے اور جہنم بھی حق ہے، قیامت حق ہے، انبیاء حق ہیں اور محمد (ﷺ) بھی حق ہیں۔ اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا، اور تیرے اوپر ہی میں نے بھروسہ کیا ہے، تجھ پر میں ایمان لایا ہوں اور تیری ہی طرف میں نے رُجوع کیا ہے (اپنے اور تیرے) دشمنوں کا مقابلہ بھی تیری ہی مدد کے ساتھ میں نے کیا، اور تیرے ہی سامنے اپنا قضیہ پیش کرتا ہوں۔ پس میرے اگلے پچھلے اور چھپے، ظاہر سب گناہ معاف کر دے۔ تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے۔ (اے اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ)) ❷ (ایک بار)

❶ صحيح البخاري/ كتاب الدعوات،ح: ٦٣١٧. ❷ ايضًا،ح: ٦٣٢٢. وصحيح مسلم: كتاب الحيض، رقم: ٨٣١۔

''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنّنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

بیت الخلا سے نکلتے وقت

((غُفْرَانَكَ)) ❶

''اے اللہ! تیری بخشش مانگتا ہوں (کہ دورانِ خلاء تیرا ذکر نہ کر سکا)''

وضو کے اذکار

شروع کرتے وقت:

((بِسْمِ اللّٰهِ)) کہے ❷

''اللہ کے نام کے ساتھ''۔

فارغ ہونے کے بعد:

((أَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.)) ❸

(ایک بار)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، اور بلاشبہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

گھر سے نکلتے وقت

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ أَنْ أَضِلَّ اَوْ أُضَلَّ ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ ، أَوْأَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ)) ❹ (ایک بار)

---

❶ سنن أبی داؤد، کتاب الطهارة، ح: ٣٠ و سنن الترمذي، ح: ٧ ـ و سنن ابن ماجه، ح: ٣٠٠.

❷ صحيح سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب التسمية عند الوضوء، رقم: ٧٨.

❸ صحيح مسلم/ کتاب الطهارة، ح: ٥٥٣.

❹ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ جامع الترمذی ابواب الدعوات، ح: ٣٤٢٧۔

''اللہ کے نام کے ساتھ (اپنے گھر سے نکل رہا ہوں)، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کیا جائے، یا پھسل جاؤں یا مجھے پھسلایا جائے، یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے، یا میں کسی پر جہالت کروں یا مجھ پر کوئی جہالت کرے۔''

یا یوں کہیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))[1]

''اللہ کے نام کے ساتھ (اپنے گھر سے نکل رہا ہوں) میں نے اللہ پر (اپنے تمام کاموں کے لیے) بھروسہ کیا ہے۔ اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ (مجھ میں کچھ کرنے کی) قوت۔''

گھر میں داخل ہوتے وقت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص گھر میں داخل ہو تو یہ کلمات پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ. بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا ، وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا ، وَعَلَى رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا))[2]

''اے اللہ! میں تجھ سے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور نکلتے ہوئے بھلائی وخیر کا سوال کرتا ہوں، اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام سے ہم نکلے اور اپنے رب پر ہم نے بھروسہ کیا۔''

اور پھر اپنے اہل خانہ کو سلام (السلام علیکم) کہے۔

---

[1] جامع الترمذي/ كتاب الدعوات، ح: ٣٤٢٦. صحيح الجامع الترمذي: ٤٩٩.

[2] سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، رقم: ٥٠٩٦ ، والاذكار للنووي، ص: ٥٠ ، معجم طبراني كبير: ٢٩٦/٣.

نیا لباس پہنتے وقت

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام...... جیسے قمیض، پگڑی، چادر وغیرہ لیتے اور یہ دعا کرتے:

ا......((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ)) [1]

''اے اللہ! سب حمد وتعریف تیرے لیے ہے۔ تو نے ہی اسے مجھ کو پہنایا ہے۔ میں تجھ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور اس کام کی خیر کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے، اور میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اس کام کے شر سے، جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔''

ب......((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ))

''سب طرح کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا۔ کسی طاقت اور میری کسی قوت کے بغیر مجھے اس نے یہ عطا کر دیا۔''

فضیلت :......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کپڑا پہنتے وقت یوں کہہ دیا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' [2]

---

[1] سنن أبي داؤد، ح: ٤٠٢٠. جامع الترمذي/ كتاب اللباس، ح: ١٧٦٧ شیخ حمزہ نے اسے صحیح کہا ہے، مسند احمد: ٣/ ٥٠.

[2] سنن أبي داؤد/ كتاب اللباس، ح: ٤٠٢٣ وعمل اليوم والليلة لابن السّني ص: ٧٤ ـ إرواء الغليل: ٧/ ٤٧، رقم: ١٩٨٩.

مسجد کی طرف جاتے ہوئے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (نمازِ فجر کے لیے) مسجد کی طرف جاتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَفِي لِسَانِي نُوْرًا وَفِي بَصَرِي نُوْرًا وَفِي سَمْعِي نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا وَعَنْ يَسَارِي نُوْرًا وَفَوْقِي نُوْرًا وَتَحْتِي نُوْرًا وَأَمَامِي نُوْرًا وَخَلْفِي نُوْرًا وَاجْعَلْ لِي نُوْرًا وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُوْرًا وَّ أَعْظِمْ لِي نُوْرًا)) [1]

''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما دے، میری زبان (گفتگو) میں نور پیدا فرما دے۔ میری نظر میں نور پیدا فرما دے، میرے کان (سماعت) میں نور پیدا فرما دے۔ میرے دائیں اور بائیں نور پیدا فرما دے۔ میرے اوپر اور میرے نیچے نور کر دے۔ میرے آگے اور میرے پیچھے یعنی ہر چھ اطراف میں نور پیدا فرما دے، اور مجھے (اپنی معرفت اور قرآن وسنت کے علم کا) نور عطا فرما۔ اور میری ذات میں (اپنی معرفت اور علم کا) نور پیدا فرما دے، اور میرے لیے نور (کا وافر حصہ) بڑا کر دے۔''

فائدہ:...... مذکورہ بالا ذکر کو فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ کر پڑھنے کا ثبوت ہمیں کہیں سے نہیں مل سکا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ فجر کی سنتیں گھر میں پڑھتے تھے۔ [2] اور اس حدیث میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے۔ البتہ اگلے باب کی حدیث نمبر ۴۲۰ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نبی ﷺ کا یہ ارشاد ضرور موجود ہے کہ جب تم میں سے کوئی بندہ فجر کی دو (سنت) رکعات پڑھ لے تو اسے

---

[1] صحيح بخارى، كتاب الدعوات، ح: ٦٣١٦، صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، ح: ١٧٩٩.

[2] جامع الترمذى/ كتاب الصلاة (ح: ٤١٨)

چاہیے کہ اپنے دائیں پہلو (کچھ دیر کے لیے) لیٹ جائے۔'' مگر مندرجہ بالا ذکر کا پڑھنا اس روایت میں بھی مذکور نہیں ہے۔ بعینہٖ یہ دونوں باتیں سنن ابن ماجہ (ح: ۱۱۹۸ اور ۱۱۹۹) میں درج ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

مسجد میں داخل ہونے کی دُعا

ا.....((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَبِسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) [1]

''میں عظمت والے اللہ کی، اس کے معزز چہرے کی اور اس کی قدیم سلطنت کی پناہ شیطان مردود سے چاہتا ہوں۔''

ب .....((بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.)) [2]

''اللہ کے نام سے (میں مسجد میں داخل ہو رہا ہوں) اور اللہ رب العالمین کی طرف سے رسول اللہ (ﷺ) پر درود وسلام۔ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

مسجد سے نکلنے کی دعا

((بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) [3]

''اللہ کے نام سے (میں مسجد سے باہر جا رہا ہوں) اور اللہ رب العالمین کی

---

[1] صحيح ابو داؤد۔ للألبانی، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ٤٦٦

[2] صحيح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ٧١٣، سنن أبی داؤد، ح: ٤٦٥، صحيح سنن ابن ماجه: ١٢٩/١، ح: ٧٧١.

[3] اس کو ابن خزيمه: ٢٣١/١ نے صحیح کہا ہے۔، سنن ابن ماجه، ح: ٧٧٢.

طرف سے (ان گنت) درُود وسلام محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوں۔ اے اللہ!
میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے
بچا کر رکھ۔''

مسجد میں داخل ہونے کے بعد

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''تم میں سے کوئی بھی شخص (مسلمان آدمی) جب مسجد میں داخل ہو تو
بیٹھنے سے پہلے وہ دو رکعات ضرور پڑھے۔'' [1]

پھر فراغت ہو تو تسبیح وتہلیل اور تحمید وتکبیر والے اذکار میں مشغول ہو جائے۔ یا قران کی تلاوت کرے۔ نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کا سننا، سنانا اور علوم فقہیہ کا مذاکرہ بھی مستحب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ ﴾ (النور: ٣٦،٣٧)

''(قرآن وسنت کے نور والی یہ قندیلیں، اللہ کے) ان گھروں میں ہوتی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ انھیں (ان کی عظمت وشان کے لیے) بلند کیا جائے، اور وہاں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح و شام اللہ ذوالجلال کی تسبیح وہی آدمی کرتے ہیں، جن کو اللہ کے ذکر، نماز پڑھنے اور زکاۃ کی ادائیگی سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔ وہ اس دن سے کہ جب دل اور آنکھیں (خوف اور گھبراہٹ کی

[1] صحیح البخاری، کتاب الصلاة، ح: ٤٤٤، صحیح مسلم، ح: ١٦٥٥.

وجہ سے) اُلٹ جائیں گے۔"

اذان کے جواب کی فضیلت اور دُعا

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب مؤذن کہے: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" "اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ بہت ہی بڑا ہے۔"

پھر تم میں سے بھی کسی ایک نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا، پھر (مؤذن نے) کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"..... "میں دل وجان سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں۔"

پھر اس نے بھی کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پھر مؤذن نے کہا: "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"..... "میں دل سے گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے (سچے) رسول ہیں۔"

پھر وہ بھی کہتا ہے: "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

پھر مؤذن کہتا ہے: "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" "نماز کی طرف آؤ، وہ اس کے جواب میں کہتا ہے: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" "نہیں ہے نیکی کرنے کی اور برائی سے بچنے کی مجھ میں کوئی طاقت وہمت، مگر صرف اللہ ہی کی توفیق (ومدد) سے۔"

پھر مؤذن کہتا ہے: "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" "بھلائی کی طرف آؤ۔" وہ کہتا ہے: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"

پھر مؤذن کہتا ہے: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" وہ بھی جواب میں کہتا ہے: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ"

پھر مؤذن کہتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔"

اب اگر وہ بھی صدق دل سے کہتا ہے: ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔'' ❶

فائدہ:...... (۱) یعنی انسان اگر صدق دل اور پوری توجہ کے ساتھ اذان کا جواب دے تو رحمت الٰہی سے وہ جنت میں جائے گا۔ (انشاء اللہ) یہ گارنٹی رسول مکرم ﷺ کی طرف سے ہے۔

(۲) دیگر مذاہب میں عبادت کے لیے بلانے کو ناقوس (ناقوس اس سنکھے کو کہتے ہیں جو ہندو عبادت کے وقت بجاتے ہیں، اور اس گھنٹہ کو بھی کہتے ہیں جو عیسائی عبادت کے وقت بجاتے ہیں۔ (لغات کشوری) اور گھنٹوں کا استعمال کیا جاتا ہے، اسلام نے اس موقع پر بھی گھنٹوں (طبلوں سرنگیوں اور دیگر آلات موسیقی) پر انسانی آواز کو ترجیح دی، اور اس طریقہ سے خالق کائنات کی بلندی وعظمت کا بہترین پیغام پیش کر دیا ہے، جسے پانچوں وقت اسلام کا مُنادی فضائے عالم میں دہرا کر بنی نوع انسان کے سامنے ایک حیات بخش پروگرام پیش کر کے دونوں جہان کی ترقیوں اور سرفرازیوں کی طرف بلاتا ہے۔ (الخضری)

اور سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو اسی طرح کہو، جس طرح وہ کہتا ہے (سوائے '' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ '' کے) پھر جب (اذان مکمل ہو جائے تو) میرے اُوپر درُود پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.))

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، رقم: ٣٨٥.

جس نے میرے اُوپر ایک بار درُود پڑھا۔ اس کے بدلے اللہ رب العزت اس پر دس بار رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ پھر میرے لیے اللہ سے ''وسیلہ'' مانگو۔ یہ وسیلہ (دراصل) جنت میں ایک مقام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو دیا جائے گا اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا...... اور جو کوئی میرے لیے اللہ ذوالجلال سے وسیلہ یعنی مقامِ محمود طلب کرے گا: **حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ** ''اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔''[1]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سننے کے بعد (جیسے اس کا طریقہ اُوپر ذکر ہوا) یوں کہے:

((**أَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا.**))[2]

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور سچے رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا۔''

ایسے شخص کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

ہم نے بھی امام مسلم رحمہ اللہ کی ترتیب کے مطابق اذان کے جواب اور درُود واذکار کا لحاظ رکھا ہے۔ (اور آخر میں صحیح البخاری کی روایت)

---

[1] صحیح مسلم / کتاب الصلاۃ / باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثمّ یصلی علی النبی ﷺ ثُمَّ يَسأَلِ اللّٰهَ لَهُ الْوسيلة ، ح: ٨٤٩ تا ٨٥١.

[2] صحیح مسلم / کتاب الصلاۃ / باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثمّ یصلی علی النبی ﷺ ثُمَّ يَسأَلِ اللّٰهَ لَهُ الْوسيلة ، ح: ٨٤٩ تا ٨٥١.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جس شخص نے اذان سننے کے بعد یوں کہا:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَهُ))

''اس مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب، اے اللہ! محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرب خاص اور خصوصی فضیلت عطا فرما۔ اور (اے اللہ!) انہیں مقام محمود (تعریف کیے گئے مقام) پر مبعوث فرما دے، جس کا تو نے ان سے وعدہ فرما رکھا ہے۔''

قیامت والے دن اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ [1]

فائدہ :......معلوم ہوا کہ اس ساری بزرگی، بڑائی اور شان کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ پاک کے ایسے ہی محتاج ہیں، جیسے ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔

بعض لوگوں نے اس دعا میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے بڑھا لیے ہیں، یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے، حدیث میں جتنے الفاظ وارد ہوئے ہیں، ان پر زیادتی کرنا بدعت اور موجب گناہ ہے۔ اذان پوری پکار ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ذریعے نماز اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے پکارا جاتا ہے، کامیابی سے مراد دین ودنیا کی کامیابی ہے، اور یہ یقیناً نماز کے اندر موجود ہے کہ اس کو باجماعت ادا کرنے سے باہمی محبت اور اتفاق پیدا ہوتا ہے، کسی قوم کی ترقی کے لیے اتفاق واتحاد ہی پہلی بنیاد ہے۔

دَعْوَةِ التَّامَّةِ: سے دعوت توحید اور کلمہ طیبہ مراد ہے۔ (الخضری)

---

[1] صحيح البخاري / كتاب الاذان، ح: ٦١٤.

نماز کے آغاز (استفتاح) کی دعائیں

ا.....((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ. اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) [1]

''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق ومغرب کے درمیان دُوری ڈال رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے، جس طرح سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، اولوں اور برف کے ساتھ دھوڈال۔''

ب.....((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ. ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِي ذُنُوْبِي جَمِيْعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ. وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ. لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ. وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ. أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.)) [2]

---

[1] صحیح البخاری / کتاب الاذان، ح: ۷۴۴. صحیح مسلم / کتاب المساجد، ح: ۱۳۵۴ واللفظ للبخاری. [2] صحیح مسلم/ کتاب صلاة المسافرین، ح: ۱۸۱۲ عن علي رضي الله عنه.

''میں نے اپنے چہرے کو اس ذاتِ اقدس کی طرف بالکل یک طرفہ ہو کر پھیر لیا ہے کہ جس نے تمام آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی ساجھی (شریک، حصے دار) نہیں اور مجھے اسی (عقیدے) کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں اطاعت اختیار کرنے والوں میں سب سے مقدم ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ۔ میں اپنے آپ پر زیادتی (ظلم) کر بیٹھا ہوں، جبکہ میں اپنے گناہ کا اعتراف بھی کرتا ہوں۔ پس اے اللہ! تو میرے تمام گناہ معاف کر دے۔ اس لیے کہ بلاشبہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اور مجھے سب سے اچھے اخلاق کی راہنمائی فرما، تیرے سوا اچھے اخلاق کی طرف کوئی بھی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور برے اخلاق مجھ سے ہٹا دے، کیونکہ مجھ سے برے اخلاق تیرے سوا کوئی نہیں پھیر سکتا۔ پوری سعادت مندی کے ساتھ، اے اللہ! میں حاضر ہوں اور بھلائی سب کی سب تیرے ہاتھ میں ہے جبکہ برائی (کی نسبت) تیری طرف نہیں ہو سکتی۔ میں تجھ پر (مکمل بھروسہ کیے ہوئے ہوں) اور تیری ہی طرف (متوجہ) ہوں۔ تو بابرکت اور بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف (توبہ کے لیے) متوجہ ہوں۔''

ج..... ((**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَاإِلٰهَ غَيْرُكَ.**)) [1]

''پاک ہے تو اے اللہ! اور اپنی تعریف کے ساتھ اور تیرا نام بابرکت ہے، اور تیری شان نہایت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، ح: ۱۳۵۸، مستدرك حاكم، ۲۳۵/۲، مصنف ابن ابی شیبه ۱۹۲/۱، ارواء الغلیل ۴۸/۲.

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَاَصِيْلًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَاَصِيْلًا، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ.)) [1]

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اور ہر قسم کی اعلیٰ تعریف اللہ کے لیے ہے بہت زیادہ، اور ہر قسم کی اعلیٰ تعریف اللہ کے لیے ہے بہت زیادہ، اور ہر قسم کی اعلیٰ تعریف اللہ کے لیے بہت زیادہ، اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی ہی پاکیزگی بیان کی جاتی ہے، اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی ہی پاکیزگی بیان کی جاتی ہے، اور صبح وشام اللہ تعالیٰ کی ہی پاکیزگی بیان کی جاتی ہے، میں اللہ کی مردود شیطان سے، اس کے مکر سے، اس کے جادو سے، اور اس کے وسوسہ سے پناہ مانگتا ہوں۔''

ھ...... ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل میں نماز کا افتتاح یوں فرماتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ، فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.)) [2]

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب اقامت الصلاة، رقم: ۸۰۷، سنن ابو داؤد، كتاب الصلاة، ح: ۷٦٤، مسند احمد ٤ / ۸٥، ارواء الغليل ۲ / ٥٥,٥۰ میں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم / كتاب المسافرين، ح: ۱۸۱۱.

''اے اللہ! اے جبریل و میکائیل اور اسرافیل کے رب! تمام آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمانے والے، غائب اور حاضر کو جاننے والے۔ اپنے بندوں کے درمیان تو ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا، جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ حق کی جن باتوں میں اختلاف ہو گیا ہے تو اپنے حکم کے ساتھ مجھے حق کی ہدایت نصیب فرما دے۔ اس لیے کہ بلاشبہ تو ہی سیدھی راہ (صراطِ مستقیم) کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔''

رکوع میں پڑھی جانے والی دعائیں

۱.....((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي، وَبَصَرِي ، وَمُخِّي ، وَعَظْمِي ، وَعَصَبِي)) [1]

''اے اللہ! میں تیرے لیے ہی جھکا ہوں، تجھی پر ایمان لایا اور تیرا ہی اطاعت گزار ہوا۔ تیرے ہی لیے ڈر کر میرے کان، میری آنکھیں، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے عاجز ہو گئے ہیں۔''

۲.....((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي)) [2]

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے مالک اور تو اپنی حمد کے ساتھ۔ (نہایت عظمت والا ہے) اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

۳.....((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ)) [3]

کم از کم تین بار کہیں۔ [4]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٧٧١.

[2] صحيح البخاري/ كتاب الاذان، ح: ٧٩٤ وصحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، ح: ١٠٨٥.

[3] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ١٨١٤.

[4] سنن ترمذی ، كتاب الصلاة، ح: ٢٦١، البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ اصل صفة صلاة النبی صلى الله عليه وسلم: ٢/ ٦٥٠.

''پاک ہے میرا رب عظمت والا۔''

۴..... ((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ ، رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوحِ)) [1]

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور جبریل امین (علیہ السلام) کا رب۔''

۵..... سیدنا عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ کی رویت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں رکوع میں یوں بھی پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ،وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ)) [2]

''پاک ہے وہ (اللہ ذوالجلال والاکرام)، جو بہت بڑی طاقت (عظمت و قدرت) اور بادشاہی والا ہے۔ وہ بڑائی اور عظمت والا ہے۔''

رکوع کے بعد (والے قیام) کے اذکار اور دعائیں

۱..... ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ)) [3]

''اللہ تعالیٰ نے اس کی (ادا کردہ تعریف) سن لی، جس نے اس کی حمد بیان کی۔ اے ہمارے پروردگار! اور تیرے ہی لیے ہر طرح کی (اعلیٰ) تعریف ہے۔ بہت زیادہ تعریف، نہایت پاکیزہ، جس میں برکت رکھی گئی ہے۔

۲..... ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا! لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا ،وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ. اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ

---

[1] صحيح مسلم ،كتاب الصلاة، ح: ٤٨٤.

[2] سنن أبي داؤد / كتاب الصلاة، ح: ٨٧٣. البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

[3] صحيح البخاري ، كتاب الأذان ، ح: ٧٩٩.

الْجَدُّ)) [1]

''اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے (اعلیٰ) تعریف ہے۔اتنی کہ جس سے تمام آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے، اور ان دونوں کے درمیان جتنا خلا ہے وہ سب بھر جائے، اوراس کے بعد جو کچھ تو چاہے (جیسے عرش کریم ،کرسی، تمام آسمانوں کا درمیانی خلاء اورجنتیں) وہ سب بھی (تیری تعریفوں سے) بھر جائیں، اے تعریف و ثناء اور بزرگی کے لائق اللہ! سب سے سچی بات جو بندے نے کہی وہ یہی ہے، اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔اے اللہ! (ہمیں) جوتو عطا کر دے، اسے روکنے والا کوئی نہیں، اور جوتو (اپنی نعمتوں میں سے) روک لے، اسے دینے والا کوئی نہیں ۔اور کسی شان والے کواس کی شان تیرے ہاں کوئی فائدہ نہیں پہنچاسکتی۔(سوائے اس کے جس کی انکساری تو قبول کرلے)''

وتروں میں پڑھی جانے والی دعائیں

ا.....((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ،وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ ، وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ ، وَاِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ [وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ)) [2]

''اے اللہ! تو نے جن لوگوں کو ہدایت دی ہے ان میں مجھے (بھی) ہدایت دے، اور جن لوگوں کوتو نے عافیت دی ہے ان میں مجھے (بھی) عافیت دے

---

[1] صحیح مسلم / باب ما یقول إذا رفع رأسه من الرکوع ، ح: ۱۰۷۱. وباب صلاة النبی ﷺ ودعائه باللّیل ، ح: ۱۸۱۲.

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۴۲۵، صحیح سنن الترمذی، ۱/۱۴۴ ، صحیح سنن ابن ماجه: ۱/۱۹۴، سنن نسائی، رقم: ۱۷۴۵، سنن دارمی ۱/۳۷۳، مسند احمد ۱/۲۰۰، مستدرك حاکم ۳/۱۷۲، قوسین کے درمیان والے الفاظ سنن الکبریٰ بیهقی ۲/۲۰۹، و۴۹۷ و۴۹۸ کے ہیں۔ارواء الغلیل ۲/۱۷۳۔ ۱۷۵

اور جن کا تو خود والی بنا ہے ان میں میرا والی بھی بن۔ اور تو نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت فرما اور جو فیصلے تو نے کیے ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ، کیونکہ تو فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ جس کا تو دوست بن جائے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا، اور جس سے تجھے دشمنی ہو جائے وہ کبھی عزت نہیں پاتا۔ اے ہمارے پروردگار! تو عزت والا اور بلند ہے۔''

ب ..... ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ، لَاأُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَ أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)) [1]

''اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں، اور تیری سزا سے تیری معافی چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری پوری تعریف کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو اس طرح ہے، جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

ج.....((اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ، وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ ، وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ ، نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ ، وَنَخْشٰى عَذَابَكَ ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِيْنَ مُلْحِقٌ. اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ ، وَنَسْتَغْفِرُكَ ، وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ ، وَلَا نَكْفُرُكَ ، وَنُؤْمِنُ بِكَ ، وَنَخْضَعُ لَكَ ، وَنَخْلَعُ مَنْ يَكْفُرُكَ)) [2]

---

[1] سنن ابو داؤد، كتاب الصلوٰة، رقم: ١٤٢٧، سنن نسائى، رقم: ١٧٤٧، صحيح سنن الترمذى ٣/ ١٨٠، صحيح ابن ماجه ١/ ١٩٣، مسند احمد ١/ ٩٦ و ١١٨، ١٥٠، ارواء الغليل ٢/ ١٧٥.

[2] سنن الكبرىٰ للبيهقى : ٢/ ٢١٠ ، ارواء الغلیل :۲/۱۷۰ میں فرمایا ہے: سند صحیح ہے۔ یہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں)

''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ تیرے لیے ہی نماز اور سجدہ ادا کرتے ہیں، تیری طرف ہی کوشش اور جلدی کرتے ہیں، تیری رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ تیرا عذاب یقیناً کافروں کو ملنے والا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، تجھ سے بخشش مانگتے ہیں، تیری اچھی تعریف کرتے ہیں، تجھ سے کفر نہیں کرتے، بلکہ تجھ پر ایمان رکھتے ہیں، اور تیرے سامنے عاجز ہوتے ہیں اور جو تجھ سے کفر کرے ہم اس سے تعلق ختم کرتے ہیں۔

سجدہ کی دعائیں اور اذکار

(کم از کم تین بار کہیں)

۱.....((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعلیٰ)) [1]

''پاک ہے میرا رب سب سے بلند۔''

۲.....((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ.)) [2]

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے مالک اور اپنی حمد کے ساتھ۔ اے اللہ! مجھے بخش دے!''

۳.....((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ)) [3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، ح: ۱۸۱٤. سنن ترمذی، ح: ۲٦۱۔ صحیح ابو داؤد، ح: ۸۲۸، سنن ابن ماجه، ح: ۸۸۸، ۸۹۰.

[2] صحیح البخاری: ۱۷۹٤، ۸۱۷، وصحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، ح: ۱۰۸۵

[3] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، ح: ۱۸۱۲.

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا۔ تجھی پر ایمان لایا، اور تیرا ہی میں فرمانبردار بنا۔ میرے چہرے نے اس ذات (اقدس) کے لیے سجدہ کیا، جس نے اسے پیدا فرمایا اور اس کی صورت بنائی ہے۔ اس نے اس کی سماعت اور اس کی نظر کو کھولا ہے۔ وہ اللہ نہایت بابرکت ہے کہ جو تمام بنانے والوں سے اچھا ہے۔''

۴.....((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ ، وَ عَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ)) ❶

''اے اللہ! میرے چھوٹے بڑے (تھوڑے، زیادہ) پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ سب کے سب گناہ معاف کر دے۔''

۵.....ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ (درج ذیل دعا کو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد کے سجدوں میں پڑھتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.)) ❷

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیرے غصے سے اور تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں تیری ذات اقدس کے ساتھ تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں (کہ تو کہیں ناراض نہ ہو جائے) میں پوری طرح تیری تعریف نہیں کر سکتا (تو اس حمد وثنا کے لائق ہے) جیسے تو نے اپنی تعریف وثناء خود فرمائی ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم / كتاب الصلاة، ح: ١٠٨٤.

❷ صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، ح: ١٠٩٠.

٦.....((سُبُّوْحٌ ، قُدُّوْسٌ ، رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ)) ❶

''بہت پاکیزگی والا نہایت مقدس ہے۔ تمام فرشتوں اور جبریل (علیہ السلام) کا رب ۔''

٧.....((سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ ، وَالْمَلَكُوْتِ ، وَالْكِبْرِيَاءِ ، وَالْعَظَمَةِ)) ❷

''پاک ہے وہ اللہ، جو بہت بڑی طاقت اور بادشاہی والا ہے، وہ بڑائی اور عظمت والا ہے۔''

٨..... ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ)) [تین بار]

''سب سے بلند میرا رب پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ (وہ سب سے بزرگ و برتر ہے) ❸

٩..... ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.)) ❹

''اے اللہ! تو (ہر عیب اور نقص سے) پاک ہے، اور اپنی حمد و ثناء کے ساتھ (بہت زیادہ بزرگی اور شان والا ہے) صرف تو ہی معبودِ برحق ہے۔''

١٠..... ((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا أَسْرَرْتُ ، وَمَا أَعْلَنْتُ)) ❺

''اے اللہ! جو میں چھپ چھپ کر عمل کرتا رہا ہوں، اور جو میں نے سرِ عام گناہ کیے ہیں، اُنہیں تو بخش دے۔''

---

❶ صحیح مسلم ، کتاب الصلاۃ ، ح: ١٠٩١.

❷ سنن ابو داود، کتاب الصلاۃ، رقم: ٨٧٣ ، البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ ٨٧٠. سنن دار قطنی، ح: ١٣٠ و مسند احمد: ٣٤٣/٥ سنن الکبریٰ للبیهقی ٨٦/٢. قال الألبانی: صحیحٌ انظر صفة صلاة النبی ﷺ، ٦٥١/٢.

❹ صحیح مسلم ، کتاب الصلاۃ ، حدیث: ١٠٨٩ مسند ابو عوانه: ١٦٩/٢ سنن النسائی، ح: ١١٣١۔ یہ درج بالا کلمات طیبہ اور دعا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد میں پڑھا کرتے تھے۔

❺ مصنف ابن أبی شیبه(١/١١٢/٦٢) سنن النسائي، ح: ١١٢ مستدرك الحاكم: ٢٢١/١ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ أصل صفة صلاة النبی صلی الله علیه وسلم : ٧٦٦/٢.

١١..... ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا ، وَّ فِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا ، وَّاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا ، وَّاجْعَلْ فِي بَصَرِيْ نُوْرًا ، وَّاجْعَلْ مِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا ، وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا ، وَّ عَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا ، وَّاجْعَلْ أَمَامِيْ نُوْرًا ، وَّاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوْرًا ، وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا ، وَّأَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا .)) [1]

''اے اللہ! میرے دل میں (اپنی ذاتِ اقدس، اپنی صفاتِ عالیہ اور اپنی شریعت مطہرہ کا) نور پیدا فرما دے۔ (کہ جس سے میں حق کی پہچان کر سکوں) اور میری زبان میں (اپنی معرفت کا) نور پیدا فرما دے۔ (کہ جس سے میں حق بیان کر سکوں) اور میری سماعت کو (ایمان کے) نور سے منور فرما۔ میری بصارت کو بھی (حق کی پہچان کا) نور عطا فرما، میرے نیچے بھی نور کر دے (کہ جس سے دشمن کی سازش کو جان سکوں) اور میرے اُوپر بھی نور کر دے (کہ لوگ مجھے تیری شریعت پر عمل پیرا دیکھ کر ایمان لے آئیں) میرے دائیں اور بائیں نور کر دے۔ میرے سامنے (والے اندھیرے، مشکل راستوں کو منور کرنے کے لیے) بھی نور پیدا فرما دے، اور میرے پیچھے بھی نور پیدا فرما دے۔ میری ذات میں (قرآن وسنت کے علوم ومعارف کا) نور پیدا فرما دے، اور میری (ہدایت کی) روشنی کو عظیم بنا دے۔''

دوسجدوں کے درمیان

١..... ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَعَافِنِيْ ، وَاهْدِنِيْ ، وَاجْبُرْنِيْ ،

[1] صحیح مسلم/ كتاب صلاة المسافرين حديث: ١٧٩٤، ١٧٩٩، مسند ابو عوانه: ٣١٢/٢
مصنف ابن أبى شيبه (١٠٦/١٢، ٢١١٢/١)

وَارْزُقْنِیْ))[1]

''اے اللہ! مجھے بخش دے، اور میرے اوپر رحم فرما، اور مجھے عافیت دے، اور مجھے ہدایت نصیب فرما، میرے نقصانات پورے کر دے اور مجھے رزق عطا فرما۔''

۲ .....((رَبِّ اغْفِرْلِي ، رَبِّ اغْفِرْلِي))[2]

''میرے رب! مجھے بخش دے، میرے مالک! مجھے بخش دے۔''

نماز میں آخری تشہد کے اذکار

یہ دعائیں اور اذکار اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ ..... الخ اور درُودِ ابراہیمی ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ .....)) پڑھنے کے بعد کریں۔[3]

۱.....((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ،وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ))[4]

''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں گناہ سے اور قرض (جرمانے) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۲ .....((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ ، وَارْحَمْنِیْ ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.))[5]

---

[1] سنن أبی داؤد ،کتاب الصلوٰة، ح: ۸۵۰ وسنن الترمذي ، ح: ۲۸٤ وصحیح الکلم الطیّب للألبانی ح: ۹٦. [2] سنن ابو داؤد ،ح: ۸۷٤ وصحیح الکلم الطیّب للألبانی ، ح: ۸۳

[3] البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔سنن النسائی ،ح: ۱۱٦۳ وسنن أبی داؤد/ باب الدعاء،ح: ۱٤۸۱.

[4] صحیح البخاری، کتاب الأذان ،ح: ۸۳۲،صحیح مسلم/ کتاب المساجد،ح: ۱۳۲٤.

[5] صحیح البخاری / کتاب الأذان ، ح: ۸۳٤ ، صحیح مسلم: ٤/ ۲۰۷۸.

''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس مجھے اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر۔ یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

۳.....((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)) [1]

''اے اللہ! مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا۔ جو میں نے چھپ کر کیا اور جو میں نے علانیہ کیا اور جو میں نے زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔تو ہی مقدم کرنے والا ہے (اپنی اطاعت کے ساتھ جسے چاہے) اور تو ہی (جسے چاہے اس کی نافرمانی کی وجہ سے) مؤخر کرنے والا ہے تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

۴.....((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) [2]

''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں بزدلی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے (بھی) تیری پناہ چاہتا ہوں کہ نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں، (نیز) میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے (بھی) تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۵......((اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ ، أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِيْ ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا

[1] صحیح مسلم / صلاۃ المسافرین، ح: ۱۸۱۲.

[2] صحیح البخاری / کتاب الدعوات، ح: ٦٣٧٠.

لِيْ. وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَكَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِى الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ. وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ ، بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ ، وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَاءِ كَ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ ، أَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ .)) [1]

''اے اللہ! میں تیرے غیب جاننے اور مخلوق پر قدرت کاملہ رکھنے کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندگی عطا کیے رکھ جب تک تو زندگی کو میرے لیے بہتر جانتا ہے، اور مجھے اس وقت فوت کرنا جب تو وفات کو میرے لیے بہتر جانے۔ اے اللہ! میں تجھ سے غائب (تنہائی میں) اور حاضر (سب کے سامنے) ہونے کی حالت میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے راضی اور غصے والی ہر دو حالتوں میں کلمۂ اخلاص (کہنے) کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو۔ اور میں تجھ سے آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے تیرے فیصلے پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں، اور میں تجھ سے موت کے بعد والی ''زندگی کی ٹھنڈک'' کا سوال کرتا ہوں۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے تیرے (پرجلال) چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا سوال کرتا ہوں۔ اور (اسی طرح) تجھ سے ملاقات کے شوق کا میں سوال کرتا ہوں جو کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے بغیر ہو۔ اے اللہ ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین

---

[1] سنن النسائی / کتاب السهو ، ح: ١٣٠٦. مسند احمد: ٢٦٤/٤، ح: ١٣٨٢٥، اس کو ابن حبان، ح: ١٩٧١ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

فرما اور ہمیں (لوگوں کو) رہنمائی دینے والے اور (خود) ہدایت پانے والے بنا دے۔''

٦.....((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ! بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.)) ❶

''اے اللہ! بلاشبہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ! تو واحد، اکیلا، بے نیاز وہ ذات ہے کہ جس نے نہ کسی کو جنا ہے (تو کسی کا باپ نہیں) اور نہ تو کسی کا جنا ہوا (بیٹا) ہے اور (تو وہ ہستی ہے کہ) اس کا برابر والا (جوڑ کا) کوئی نہیں ہے۔ یہ کہ تو میرے گناہ بخش دے یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔''

فضیلت :......نبی ﷺ نے ایک شخص کو تشہد میں یہ دعا مانگتے سنا تو تین مرتبہ فرمایا: ((قَدْ غُفِرَ لَهُ)) ''یقیناً اس کے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔''

٧.....((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ، يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ [الْجَنَّةَ] وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ)) ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ حمد (وثناء) تیرے ہی لیے ہے۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ بے حد احسان کرنے

❶ سنن النسائي / كتاب السهو ، ح: ١٣٠١. شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی میں درج فرمایا ہے۔ وسنن أبي داؤد ، ح: ٩٠٥.

❷ سنن النسائي / كتاب السهو ، ح: ١٣٠٠ وسنن ابن ماجه ، ح: ٣٨٥٨ وصحيح سنن ابي داؤد ، ح: ١٣٤٢. [أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ] صحيح ابن خزيمه ، ح: ٧٢٥ میں ذکر ہوا ہے۔ فتح الرباني : ٣١/٤ .

والے، تمام آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، اے بزرگی اورعزت والے رب! اے زندہ اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے (اللہ)! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۸..... ((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثُّبَاتَ فِي الْأَمْرِ ، وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ ، وَ أَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيْمًا ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ.)) [1]

''اے اللہ! میں تجھ سے دین کے کاموں میں ثابت قدمی کا سوال کرتا ہوں، اور تجھ سے سیدھی راہ پر مضبوطی مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے تیری نعمتوں کی شکر گزاری کی توفیق مانگتا ہوں، اور تیری عمدہ عبادت کرنے کی امداد چاہتا ہوں۔ قلب سلیم اور سچی زبان چاہتا ہوں۔ اور اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہے (کہ وہ مجھے آ پہنچے گا) اور اس بھلائی کی تجھ سے درخواست کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہے (کہ وہ میرے نصیب میں لکھی ہوئی ہے) اور میں تجھ سے استغفار کرتا ہوں ہر اس برائی سے جو تیرے علم میں ہے۔ بلاشبہ تو غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔''

نماز سے سلام کے بعد والے اذکار

!..... اونچی آواز سے کہیں: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) [2]

---

[1] جامع الترمذی / کتاب الدعوات، ح: ٣٤٠٧. امام نسائی رحمہ اللہ نے اس دعا کو بعض کلمات کے اختلاف کے ساتھ باب الدعاء بعد الذکر اورالذکر بعد التشهد ١٣٠٥ پر درج فرمایا ہے۔ اس کو ابن حبان (ح: ١٩٧٤) نے صحیح کہا ہے۔ اور ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ نتائج الافکار: ٧٥/٣

[2] صحیح البخاری / باب الذکر بعد الصلاة، ح: ٨٤٢.

''اللہ بہت بڑا ہے۔''

@..... (تین بار) کہیں: ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)) ❶

''میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔''

#.....((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ، وَمِنْكَ السَّلَامُ ، تَبَارَكْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.)) ❷ (ایک بار)

''اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے، اور تجھ ہی سے سلامتی ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے رب! تو بڑی برکت والا ہے۔''

$.....((اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ ، وَشُكْرِكَ ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ .)) ❸ (ایک بار)

''اے اللہ! تیرا ذکر کرنے، تیرا شکر کرنے، اور تیری اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔''

% ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.)) ❹

(ایک بار)

''اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی۔ وہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر

---

❶ صحيح مسلم / كتاب المساجد ، ح: ١٣٥ .

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، ح: ١٣٥

❸ صحيح سنن أبي داؤد/ كتاب الصلاة،ح: ١٥٢٢ .

❹ صحيح البخاري / كتاب الأذان ، ح: ٨٤٤ ، صحيح مسلم / كتاب المساجد ، ح: ١٣٤٢ .

ہے۔ اے اللہ! جسے تو عطا کر دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں، اور جس سے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی دولت والے کو تیرے ہاں اس کی دولت نفع نہیں دے سکتی۔''

۸......((سُبْحَانَ اللّٰهِ))......۳۳بار

((اَلْحَمْدُ اللّٰهِ))......۳۳بار

((اَللّٰهُ أَكْبَرُ))......۳۳بار

((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.))[1]

(ہر نماز کے بعد ایک بار اور صبح کی نماز کے بعد دس دفعہ)

&......ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار۔

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾[2]

''اللہ وہ معبود برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے کسی

---

[1] صحیح مسلم ،کتاب المساجد، ح: ۱۳۵۲، جامع الترمذی / کتاب الدعوات، ح: ۳٤۷٤.

[2] سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۹۷۲ ،عمل اليوم والليلة للنسائی: ۱۰۰.

کی سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے سامنے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اسے جانتا ہے، اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے (اتنا وہ معلوم کرا دیتا ہے) اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔ اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں۔ وہ بڑا بلند اور عظمت والا ہے۔''

*..... ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴾

''کہہ دیجئے! اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا، نہ اسے کسی نے جنا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ ﴾

''کہہ دیجئے! میں پناہ پکڑتا ہوں صبح کے رب کی۔ اس چیز کے شر سے، جو اس نے پیدا کی۔ رات کی برائی سے جب اس کی بھیانک تاریکی ہر جگہ داخل ہو جاتی ہے، اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے، اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰـهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ﴾

''کہہ دیجئے! میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی، وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ

جانے والا ہے۔ وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں جنوں سے، اور انسانوں سے۔''

فائدہ:...... ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ اور مغرب وفجر کی نمازوں کے بعد تین تین مرتبہ، ان آخری تینوں سورتوں کو پڑھا جائے۔ [1]

)......((**لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّآ إِيَّاهُ ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ ، لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.**)) [2] (ایک بار)

''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تعریف۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نہیں ہے کوئی طاقت نقصان سے بچنے کی، اور نہ فائدہ حاصل کرنے کی، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور ہم اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اسی کے لیے نعمت ہے، اسی کے لیے فضل اور اسی کے لیے اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں۔ ہم اپنی عبادت اسی کے لیے خالص کرنے والے ہیں، اگرچہ کافروں کو ناپسند لگے۔''

(......((**أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.**))

---

[1] صحیح سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، ح: ۱۵۲۳۔ وسنن ترمذی، کتاب ثواب القرآن، ح: ۲۹۰۳، مسند احمد: ۴/۲۰۱۔ صحیح ابن خزیمہ، ح: ۷۵۵

[2] صحیح مسلم / کتاب المساجد، ح: ۱۳۴۳.

''اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں (بڑھاپے والی) نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں۔ اور میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور میں قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

A.....((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَايَايَ كُلَّهَا. اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، اِنَّهٗ لَا يَهْدِي لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ))[1]

''اے اللہ! میرے تمام گناہ اور میری لغزشیں سب معاف کر دے۔ اے اللہ! تو میرے مرتبہ کو (اپنی بندگی میں) بلند کر دے، اور مجھے غنی کر دے۔ نیک اعمال اور بلند اخلاق کی طرف میری راہنمائی فرما۔ اس لیے کہ نیک اعمال و اخلاق کی طرف راہنمائی کرنا، اور برے اعمال و عادات سے پھیر دینا، تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔''

B.....((سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.))[2] [تین بار پڑھنے سے اللہ سب گناہ معاف کر دیتے ہیں۔]

''پاک ہے اللہ عظمتوں والا (ہر عیب سے) اور اپنی مدح و ثناء کے ساتھ (وہ رب تعالیٰ سب سے بڑا ہے) اور قوت، طاقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی (کی قدرت و استطاعت) کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتی، جو اللہ نہایت بلند شان اور عظمت والا ہے۔''

C.....((رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ ، وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ

---

[1] عمل اليوم والليلة لابن السّني نمبر: ١١٦ والطبرانى فى الصغير: ٢١٩/١.

[2] عمل اليوم والليلة ، ابن السُّنّى نمبر: ١٢٩.

كُلِّهٖ وَمَاأَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ، وَجَهْلِيْ وَجِدِّيْ ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) [1]

''اے میرے رب! میری خطا، میری نادانی، اور میرے تمام معاملات میں حد سے تجاوز کر جانے میں میری مغفرت فرما۔ اور ان گناہوں کو بھی معاف فرما دے، جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! میری خطائیں مجھے معاف فرما دے۔ میرے بالا رادہ اور بلا ارادہ کاموں میں، اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں، اور یہ سب میری ہی طرف سے ہو جاتے ہیں، مجھے معاف فرما دے۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما دے ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں، اور انھیں بھی جو میں آئندہ کروں گا، اور جن کاموں کو میں نے چھپایا، اور جن کو میں نے ظاہر کیا، ان سب کو معاف فرما دے۔ تو ہی ہر چیز سے مقدم (کہ تجھ سے پہلے کچھ بھی نہ تھا) اور تو ہی سب سے بعد میں رہے گا، اور تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

D .....((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا ، وَّرِزْقًا طَيِّبًا ، وَّعَمَلاً مُّتَقَبَّلًا.)) [2] (صبح کی نماز کے بعد ایک بار)

''اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم، پاکیزہ رزق اور قبول کیے گئے عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

---

[1] صحيح البخاری / كتاب الدعوات ، ح: ٦٣٩٨.

[2] مسند احمد: ٢٦٤٠١ وسنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوٰة ، ح: ٩٢٥. البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

نمازِ فجر کے بعد خصوصی اذکار

۱...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے صبح کی نماز کے بعد، کسی سے کلام کیے بغیر دس بار یوں پڑھ لیا:

((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيْكَ لَـهُ،لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) ❶

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے (اپنی ذات وصفات میں) اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ہر طرح کی مدح وثناء۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی (ہر جاندار کو) موت سے ہمکنار کرتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر ہے۔''

اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اس سے دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اور اس کے دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔ اس کا یہ پورا دن ہر ناپسندیدہ فعل سے محفوظ، شیطان کی عملداری سے محفوظ کر دیا جاتا ہے، اور سوائے اللہ کے ساتھ شرک کے کوئی گناہ اس کو نہیں پہنچ پاتا۔

۲..... **((اَللّٰهُـمَّ إِنِّـيْ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا ، وَّعَمَلاً مُّتَقَبَّلاً ، وَّرِزْقًا طَيِّبًا.))** ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم کا، قبول ہونے والے عمل کا اور پاکیزہ روزی کا سوال کرتا ہوں۔''

۳..... **((اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ.))** ❸ (سات مرتبہ)

---

❶ جامع الترمذی / کتاب الدعوات، ح: ٣٤٧٤ وقال ابو عیسیٰ: هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

❷ عمل اليوم والليلة / ح: ١١٠ ومسند أحمد، ح: ٢٦٤٠١ والاذكار للنووى/ص: ١١٥ ـ سنن ابن ماجه، ح: ٩٢٥. اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے "صحیح" کہا ہے۔

❸ سنن ابی داؤد / کتاب الأدب، ح: ٥٠٧٩، الشیخ عبد القادر الأرناؤوط نے الأذکار للنووي میں اس کو حسن کہا ہے۔

''اے اللہ! مجھے جہنم کی آگ سے بچالے۔''

۴.....((اَللّٰهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ ، وَبِكَ أُصَاوِلُ ، وَبِكَ أُقَاتِلُ)) [1]

''اے اللہ! میں تیری خاص مدد کے ساتھ ہی کوشش کرتا ہوں، تیری خاص مدد کے ساتھ ہی (دشمن پر) حملہ کرتا ہوں اور تیری خاص مدد کے ساتھ ہی میں لڑائی کرتا ہوں۔''

۵.....((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، عَدَدَ خَلْقِهِ ، وَرِضَا نَفْسِهِ ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ.)) [2] (تین بار)

''اللہ پاک ہے (ہر عیب اور نقص سے) اور (وہ تعریف کیا گیا ہے) اپنی حمد (و ثناء) کے ساتھ، اپنی تمام مخلوقات کی گنتی کے برابر، اور اپنے جی کی پسند کے برابر، اور اپنے عرش کے وزن کے برابر، اور اپنے (تعریف کیے گئے) کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

۶..... ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ o ﴾

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ o مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ o وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ o وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ o وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ o ﴾

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o اِلٰـهِ النَّاسِ o مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ o اَلَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ o مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ o ﴾

---

[1] ابن السّنی / عمل اليوم والليلة ، ح: ۱۱۷.

[2] صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء / باب التسبيح اوّل النهار وعند النوم ،ح: ۶۹۱۳.

تینوں سورتیں ہر نماز کے بعد ایک بار، مغرب اور فجر کی نماز کے بعد تین تین بار پڑھیں۔ [1]

اور ایک بار آیت الکرسی پڑھیں:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ ﴾

فضیلت :......جس شخص نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لی، اُسے جنت میں داخل ہونے سے موت کے علاوہ کوئی چیز نہیں روکے گی۔ [2]

۷......**ایک اور حدیث** :......سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھا لیتے تو طلوع آفتاب تک اپنی جائے نماز پر ہی بیٹھے (ذکر، اذکار کرتے) رہتے۔ [3]

۹......((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.)) [4] (تین بار)

''اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز

---

[1] سنن أبي داؤد / كتاب الادب ، ح: ٥٠٨٢ وسنن النسائي / كتاب السهو / باب الأمر بقراءة المعوذات بعد التسليم من الصلاة ، ح: ١٣٣٧ وكتاب الاستعاذة ، ح: ٥٤٣٠.
اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح الجامع الصغير : ٦٤٦٤، سلسلة الصحيحة: ٩٧٢

[3] سنن النسائي / كتاب السهو ، ح: ١٣٥٨.

[4] سنن أبي داؤد ، كتاب الأدب، ح: ٥٠٨٨ وصحيح سنن ابن ماجه للألباني: ٣٣٢/٢.

نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

۹.....((اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنْتَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنْتَ.))❶ (تین بار)

''اے اللہ! میرے بدن میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری سماعت میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری نظر میں مجھے عافیت عطا فرما۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ میں کفر اور فقر سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! بلاشبہ میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔''

۱۰..... ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ.))❷ (سو دفعہ)

''پاک ہے اللہ عظمتوں والا (ہر عیب سے) اور اپنی حمد کے ساتھ (وہ تعریف کیا گیا ہے)''

۱۱.....((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ.))❸ (تین بار)

''میں اُس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ اور میں اسی کی طرف

---

❶ سنن أبی داؤد / کتاب الأدب ، ح: ٥٠٩٠. اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری / کتاب الدعوات / باب فضل التسبیح ، ح: ٦٤٠٥ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ح: ٦٨٤٢.

❸ عمل الیوم واللیلة / ابن السّنّي والأذکار للنووی ص: ١٢٩. وسنن الترمذي / کتاب الدعوات ، ح: ٣٥٧٧. وصحیح سنن أبی داؤد ، کتاب الصلوٰة ، ح: ١٣٥٨

رجوع کرتا ہوں۔''

نمازِ عصر کے بعد خصوصی اَذکار

ا...... مندرجہ بالا ذکر:

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ)) ❶

(تین بار)

۲......نمازِ عصر کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کی فضیلت میں ایک حدیث:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو فجر کی نماز سے لے کر طلوع آفتاب تک بیٹھے اللہ کا ذکر کیا کرتے ہیں تو مجھے (اُن کے ساتھ بیٹھنا اور اللہ کا ذکر کرتے رہنا) اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں سیّدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کروا دوں۔ اور یہ بات بھی ضرور ہے کہ اگر میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک بیٹھے اللہ کا ذکر کیا کرتے ہیں، تو مجھے (اُن کے ساتھ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے رہنا) اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں (سیّدنا اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے) چار غلام آزاد کر دوں۔ (کہ جن کی نسل پاک میں سے میں خود بھی ہوں) ❷

نمازِ مغرب کے بعد خصوصی اذکار

ا.....((اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ.)) (بغیر کسی سے کلام کیے ۷ بار)

''اے اللہ! مجھے جہنم کی آگ سے بچالے۔'' [حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔]

---

❶ سنن ترمذی ، کتاب الدعوات، ح: ٣٥٧٧ ، سنن ابی داؤد ، کتاب الصلوٰۃ ، ح: ٣٥٨

❷ سنن ابی داؤد ، کتاب العلم ، ح: ٣٦٦٧ اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔

۲..... ((﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ....الخ ﴾

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ o ....الخ ﴾

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o ....الخ ﴾

[تین تین بار۔ مکمل سورتیں، ترجمہ اور حوالہ جات پیچھے گزر چکے ہیں۔]

۳..... ((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ، وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.))

[تین بار۔ ترجمہ اور حوالہ پیچھے گزر چکے ہیں۔]

۴..... ((اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنْتَ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنْتَ.)) [تین بار۔ ترجمہ اور حوالہ پیچھے گزر چکے ہیں۔]

۵..... ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ.)) [سو دفعہ۔ ترجمہ اور حوالہ پیچھے گزر چکے ہیں۔]

سوتے وقت کے اذکار

!......وضو کر کے، بستر جھاڑ کے بیٹھیں اور ''آیۃ الکرسی'' کی تلاوت کریں۔ [1]

(ایک بار)

@......سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں تلاوت کریں۔ اور وہ یہ ہیں:

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ ، وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ، وَمَلٰٓئِكَتِهٖ ، وَكُتُبِهٖ ، وَرُسُلِهٖ ق لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ق وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ o لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ، وَعَلَیْهَا مَا

[1] صحیح البخاری / کتاب فضائل القرآن، ح: ۵۰۰۹، صحیح مسلم / کتاب صلاۃ المسافرین، ح: ۱۸۷۸.

اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ط رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ط رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ط وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ o ﴾

[البقرة: ٢٨٥،٢٨٦]

''رسول اللہ (ﷺ) اور اہل ایمان، اس کتاب پر جو اُن کے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے ایمان رکھتے ہیں۔ یہ سب لوگ، اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں، (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تیرا حکم سنا، اور قبول کر کے اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش مانگتے ہیں، اور تیری طرف ہی (ہمیں) لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جو اس نے اچھا کام کیا اسی کو فائدہ ہوا، اور جو برا کام کیا اس کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔ اے ہمارے پروردگار! اگر ہم سے بھول چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا، اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جتنا بوجھ اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا بوجھ ہم سے نہ اُٹھوانا۔ ہمارے گناہوں سے درگزر فرمانا۔ ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے، پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''

۳.....(۱) ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o ﴾ (۲) ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ o ﴾ (۳) ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o ﴾ [تینوں سورتیں پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونکیں، پھر سب سے پہلے چہرے، سر اور جسم کے سامنے والے حصے سے شروع کر کے

جہاں تک ہوسکے سارے وجود پر ہاتھ پھیریں۔اس طرح تین مرتبہ کریں۔] ❶

$......" سورة الٓم تنزيل السجدة اور سورة الملك " کی تلاوت کریں۔نبی کریم ﷺ اتنی دیر تک نہیں سوتے تھے جب تک ان دونوں سورتوں کی تلاوت نہ کر لیتے۔ ❷

%......((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) ۳۳بار،((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) ۳۳بار،((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) ۳۴بار۔ ❸

^..... ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا ، وَكَفَانَا ، وَآوَانَا ، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ.)) ❹ (ایک بار)

"سب تعریف اللہ کے لیے ہے،جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا۔ہمیں وہ کافی ہو گیا اور ہمیں اس نے جگہ دی ۔ پس کتنے ہی لوگ ہیں،جنہیں کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور نہ کوئی جگہ دینے والا ہے۔"

&.....((أَللّٰهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَأَنْتَ تَتَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا ، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا ، أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ.)) ❺ (ایک بار)

"اے اللہ! تو نے ہی میری جان پیدا کی ۔تو ہی اسے فوت کرے گا۔تیرے

---

❶ صحيح البخاری / كتاب الدعوات ، ح: ٦٣١٩ ، كتاب فضائل القرآن / باب فضل المعوذات ، ح: ٥٠١٧ كتاب الطب ، باب النفث فى الرقية، ح: ٥٧٤٧.

❷ جامع الترمذی / كتاب فضائل القرآن ، ح: ٢٨٩٢ وسلسلة الصحيحة،ح: ٥٨٥.

❸ صحيح البخاری / كتاب الدعوات ، ح: ٦٣١٨ ، صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء ، ح: ٦٩١٥.

❹ صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء ، ح: ٦٨٩٤.

❺ صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء ، ح: ٦٨٨٨.

لیے ہی اس کی موت اور زندگی ہے۔ اگر تو اسے زندہ رکھے تو اس کی حفاظت کر، اور اگر اسے موت دے تو اسے بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

* ..... ((أَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ......الخ))

[اصل اور ترجمہ، صبح و شام کے اذکار میں دیکھیں، اور بستر پر لیٹنے سے پہلے ایک بار پڑھیں۔]

)..... ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ ،وَأَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ. وَالَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ ،وَالَّذِيْ أَعْطَانِيْ فَأَجْزَلَ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ، أَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ ،وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ ، أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ.))[1] (ایک بار)

''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو مجھے کافی ہوگیا، اور اس نے مجھے جگہ دی، اور مجھے اس نے کھلایا، پلایا، اور وہی ہے کہ جس نے میرے اوپر احسان کیا اور فضیلت بخشی، اور وہی ہے کہ جس نے مجھے عطا کیا اور بہت دیا۔ ہر حال میں تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اے اللہ! جو ہر چیز کا رب اور مالک ہے، اور ہر شے کا معبود ہے، میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

(.....بستر پر داہنی کروٹ لیٹتے ہوئے درج ذیل دعائیں اور اذکار پڑھیں۔

((أَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ ، وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ ، أَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ،

---

[1] سنن ابی داؤد/ کتاب الأدب، ح: ۵۰۵۸. اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ ، اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ .))[1] (ایک بار)

''اے اللہ! سات آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے مالک! اور ہر شے کے رب! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے (اللہ)، تورات، انجیل اور قرآن کے اُتارنے والے! میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ! تو ہی اوّل ہے، پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں۔ تو ہی آخر ہے، پس تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے، پس تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو ہی باطن ہے، پس تیرے سوا کوئی چیز نہیں۔ اے اللہ! مجھ سے قرض ادا کر دے، اور مجھے فقر سے غنی کر دے۔''

A.....((اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ ، يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ .))[2] (تین بار)

''اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا، جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔''

B.....((بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ ، وَبِكَ أَرْفَعُهُ ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا ، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ .))[3] (ایک بار)

''اے میرے پروردگار! تیرے ہی نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا، اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اُٹھاؤں گا۔ پس اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم کر، اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت کر، اس چیز سے کہ جس کے

[1] صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء ، ح: ٦٨٨٩ ، سنن أبي داؤد / كتاب الأدب، ح: ٥٠٥١ ـ سنن ابن ماجة، كتاب الدعاء ، ح: ٣٧٣ .

[2] صحيح سنن أبي داؤد / كتاب الأدب ، ح: ٥٠٤٥ ـ سلسلة الصحيحة : ٢٧٥٤ .

[3] صحيح البخارى / كتاب الدعوات ، ح: ٦٣٢٠ ، صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء ، ح: ٢٧١٤ .

ساتھ تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔''

C.....((أَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ.))[1]

(ایک بار)

''اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر لیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اور اپنی پشت تیری طرف جھکا لی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ نہ تجھ سے پناہ کی کوئی جگہ ہے اور نہ بھاگ کر جانے کی، مگر تیری طرف۔ میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اُتاری ہے، اور تیرے اس نبی پر جسے تو نے بھیجا ہے۔''

D......((أَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا.))[2]

''اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مر رہا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی زندہ رہوں گا۔''

بے قراری کی بنا پر نیند نہ آ رہی ہو تو بے خوابی کی دعا:

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بے خوابی (نیند نہ آنے) کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جب نیند اُچاٹ ہو جائے اور بے قراری کی کیفیت طاری ہو تو) یوں کہا کرو:

---

[1] صحيح البخاری / كتاب الدعوات ، ح: ٦٣١١ ، ٦٣١٣، صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء ، ح: ٢٧١٠.

[2] صحيح البخاری / كتاب الدعوات ، ح: ٦٣١٤، صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء ، ح: ٢٧١١.

((أَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ، وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ. يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ! إِهْدِئْ لَيْلِيْ ، وأَنِمْ عَيْنِيْ.))[1]

''اے میرے اللہ! ستارے چھپ گئے ہیں، اور آنکھیں آرام لینے لگیں، جبکہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ تجھے نہ اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ اور قائم رہنے والے اللہ! اس شب کے سہارے مجھے آرام نصیب فرما، اور میری آنکھوں کو سلا دے۔''

فائدہ :......سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ الفاظ ادا کیے تو اللہ نے میری بے قراری دور کر دی اور مجھے نیند آ گئی۔

جمعہ والے دن کے خصوصی اذکار و وظائف

۱......((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ)) (تین بار نمازِ فجر کے بعد۔ حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔)

''میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

فضیلت :......ایسا تین بار کہنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

۲ ..... دُرودشریف:

(۲) **دُرود شــــریف** :......سیّدنا اوس بن اُوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] عمل اليوم والليله لابنِ السُّنّي ص: ٢٠١ ـ الاذكار للنووی،ص: ١٤٦.

''تمہارے سب دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن میں سیّدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اس دن میں انہیں فوت کیا گیا، اسی دن میں نفخ صور ہوگا، اور اسی دن (قیامت والی) کڑک واقع ہوگی۔ تم اس دن میں میرے اُوپر درُود زیادہ پڑھا کرو اس لیے کہ تمہارا درُود میرے اُوپر پیش ہونے والا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) آپ پر ہمارا درُود کس طرح پیش کیا جائے گا؟ جبکہ آپ کا جسدِ مبارک تو بوسیدہ ہو گیا ہوگا۔ ارشاد فرمایا: (ایسا نہیں ہوگا) اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مطہرہ کو کوئی نقصان پہنچائے۔'' [1]

درُود شریف کی فضیلت:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے دس مرتبہ صبح، اور دس مرتبہ شام کے وقت مجھ پر درُود بھیجا اسے قیامت والے دن میری شفاعت حاصل ہوگی۔'' [2]

صحیح روایات سے مروی درُود شریف کے الفاظ

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ [النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ] كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ [النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ] كَمَا

[1] صحیح سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، ح: ١٠٤٧. وسنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها، ح: ١٠٨٥. الاذكار ص: ١٧٢. الأرواء الغليل، ح: ٤ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

[2] صحيح الجامع الصغير، ح: ٦٣٥٧

بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ [فِي الْعَالَمِيْنَ] اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.)) ❶

''اے اللہ! تو (ہمارے پیارے نبی) محمد ﷺ پر، اس کی آل (تمام صحابہ، تابعین وتبع تابعین ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين) پر کہ جو اُمّی نبی ہیں اور آپ کی ازواجِ مطہرات پر، اور آپ کی ذرّیت پر اپنی رحمتیں نازل فرما (دُرود بھیج جیسے تیری شان کو لائق ہے) جیسے تو نے رحمتیں نازل فرمائی تھیں (اپنے خلیل) ابراہیم، اور آل ابراہیم (علیہم السلام) پر، بلاشبہ تو تعریفوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکت نازل فرما (ہمارے پیارے نبی) محمد ﷺ پر، اور اس محمد (ﷺ) کی آل پر کہ جو اُمی (ناخواندہ) نبی ہیں۔ اور آپ کی تمام ازواج مطہرات پر، اور آپ کی تمام ذرّیت (اولاد) پر، جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی (اپنے خلیل) ابراہیم پر، اور ابراہیم کی آل پر تمام جہانوں میں۔ بلاشبہ تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔''

۳. سورۃ الکہف کی تلاوت کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سورہ الکہف کی ابتدائی (دس) آیتیں حفظ کرلیں، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہوگیا۔'' ❷

مزید برآں رسول کریم ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کرے گا، اس کے لیے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور روشنی کیے ہوگا۔ ❸

❶ صحيح البخارى، كتاب احاديث الأنبياء، ح: ٣٣٧٠، ٤٧٩٨، ٦٣٥٧، صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، ٩٠٧، ٩٠٨، ٩١١۔ مسند الحميدى: ١٣٨/١، ابن منده: ٦٨/٢، مسند احمد: ١٦٦٢٤، و مصنف ابن ابى شيبه: ١٣٢/٢.

❷ سنن ترمذى، كتاب ثواب القرآن، رقم: ٢٨٨٦، مسند احمد٦/ ٤٤٩، سلسلة الاحاديث الصحيحة، ٥٨٢.

❸ مسند احمد٣/ ٤٣٩، مستدرك حاكم، وقال الحاكم: حديث حسن صحيح الاسناد.

صبح وشام کے عمومی اذکار

! سید الاستغفار:

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے (سید الاستغفار) یہ کلمات شام کے وقت پڑھے، اور اسی رات فوت ہو گیا، تو وہ (ان کلمات کی برکت سے) جنت میں جائے گا۔ اور جس نے صبح پڑھے اور اس دن میں فوت ہو گیا، وہ بھی جنت میں داخل ہو گا۔''

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ ، وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ، مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ ، وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْلِیْ ، فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ .)) [1]

(صبح وشام ایک ایک بار)

''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔''

@..... سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص صبح وشام کے وقت ((**سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ .**)) [2]

''اللہ اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری / کتاب الدعوات، ح: ٦٣٠٦، ٦٣٢٣.

[2] صحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء، ح: ٢٦٩٢.

سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھتا ہے، قیامت کے دن کوئی شخص اس سے زیادہ افضل عمل نہیں لا سکتا، سوائے اس شخص کے کہ جس نے اس شخص کے برابر یا اس سے بھی زیادہ بار ان کلمات کو پڑھا ہو۔

#..... سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص ((**لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.**)) ❶

''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ (ہر چیز) اسی اور اسی کی تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر ہے۔''

ایک دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھے تو اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا، اور اس کے لیے (۱۰۰) نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اور اس کے سو (۱۰۰) گناہ مٹا دیئے جائیں گے، اور یہ کلمہ اس کے لیے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوگا۔

$..... سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی چیز سکھایئے جسے میں صبح وشام پڑھا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم صبح کرو اور جب شام کرو، اور جب بستر پر لیٹو تو یہ دعا پڑھا کرو۔

((**اَللّٰـهُـمَّ فَاطِـرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ.**)) ❷

---

❶ صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء، ح: ٢٦٩١.

❷ صحيح سنن ابی داؤد / كتاب الأدب، ح: ٥٠٦٧، سنن ترمذی، كتاب الدعوات، ح: ٣٢٩٣، سلسلة الصحيحة، ح: ٢٧٥٣.

''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کو جاننے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں تیری اپنے نفس کے شر سے، اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے پناہ مانگتا ہوں۔''

%......((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا ، وَبِكَ أَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيٰى، وَبِكَ نَمُوْتُ ، وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ.)) (صبح کے وقت ایک بار)

''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی ، تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی ، تیرے نام کے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے نام کے ساتھ ہم مریں گے، اور تیری طرف ہی اُٹھ کر جانا ہے۔''

^......((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيٰى ، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ.)) [1] (شام کے وقت ایک بار)

''اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہی ہم نے شام کی، تیرے نام کے ساتھ ہی ہم زندہ ہیں، تیرے نام کے ساتھ ہی ہم مریں گے، اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔''

&......((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا ، رَبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ،

[1] صحيح سنن ابی داؤد / كتاب الأدب ، ح: ٥٠٦٨ـ سنن ابن ماجه، باب الدعاء ، ح: ٣٨٦٨.

رَبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ،وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ)) [1]

''ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے بھی شام کی ، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ، اور اسی کے لیے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر ہے۔ اے میرے رب! میں اس رات میں جو خیر ہے اور اس کے بعد جو خیر ہے اس کا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ، میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس رات میں ہے اور اس کے شر سے جو اس کے بعد ہے۔ اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔ اے میرے رب! میں جہنم میں عذاب سے اور قبر میں عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔''

نوٹ :......[شام کے وقت ایک بار۔ جب صبح ہو تو: **أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ** کی بجائے کہے: **أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ** ......یعنی ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے بھی صبح کی ۔ اور **هٰذِهِ اللَّيْلَةِ** کی جگہ **هٰذَاالْيَوْمِ**، یعنی اس دن اور **مَا بَعْدَهَا** کی بجائے کہے: **مَا بَعْدَهُ**..... یعنی اس دن کے بعد۔ صبح کے وقت بھی ایک بار]

* ......سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھنے کے بعد صبح کو ہی ان کے پاس سے چلے گئے ، اور وہ اس وقت اپنی جائے نماز میں بیٹھی تھیں، پھر آپ دن چڑھے تشریف لائے اور وہ وہیں بیٹھی تھیں، آپؐ نے فرمایا: جس وقت سے میں تمہیں چھوڑ کر گیا ہوں تم اسی طرح بیٹھی ہو، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار ایسے کلمات تین بار کہے ہیں کہ جو کچھ تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے

[1] صحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء ، ح: ٢٧٢٣، سنن ابوداؤد، کتاب الادب، ح: ٥٠٧١.

اگر اس کا ان کلمات کے ساتھ وزن کرو تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا، (وہ کلمات یہ ہیں)((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.)) ❶ (صبح کے وقت تین بار)

''اللہ پاک ہے (ہر عیب اور نقص سے) اور (وہ تعریف کیا گیا ہے) اپنی حمد (و ثناء) کے ساتھ، اپنی تمام مخلوقات کی گنتی کے برابر، اور اپنی ذات کی پسند کے برابر، اور اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے (تعریف کیے گئے) کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

)......سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو بھی شخص ہر دن کی صبح اور شام کے وقت تین دفعہ یہ دعا پڑھ لے، اسے کوئی بھی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔(دعا یہ ہے)

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.)) ❷ (صبح ۳ بار، شام ۳ بار)

''اللہ کے نام سے کہ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ (خوب) سننے والا، (خوب) جاننے والا ہے۔''

(......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی نئے مقام پر وارد ہوتے وقت یہ کلمات پڑھے گا، اس کے وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی بھی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.)) ❸

[رات کو تین بار اور ہر نئے مقام پر وارد ہوتے وقت ایک بار]

''میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو

---

❶ صحيح مسلم / كتاب الذكر بعد الدعاء، ح: ٢٧٢٦.
❷ صحيح سنن أبي داؤد / كتاب الادب، ح: ٥٠٨٨۔ ابن ماجه، باب الدعاء، ح: ٥٠٨٨
❸ صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء، ح: ٢٧٠٨.

اس نے پیدا کی۔‘‘

A ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ یہ کلمات پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے۔ (بلکہ خود پڑھا کرتے تھے)

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِيَةَ فِی الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ أَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِيَةَ فِیۡ دِيۡنِیۡ وَدُنۡيَايَ وَأَهۡلِیۡ وَمَا لِیۡ، اَللّٰهُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَاتِیۡ وَاٰمِنۡ رَّوۡعَاتِیۡ، اَللّٰهُمَّ احۡفِظۡنِیۡ مِنۡ بَيۡنِ يَدَيَّ وَمِنۡ خَلۡفِیۡ وَعَنۡ يَّمِيۡنِيۡ وَعَنۡ شِمَالِیۡ وَمِنۡ فَوۡقِیۡ وَأَعُوۡذُ بِعَظۡمَتِكَ أَنۡ أُغۡتَالَ مِنۡ تَحۡتِیۡ.)) [1]

(صبح وشام ایک ایک بار)

’’اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل وعیال اور اپنے مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔‘‘

B.....((اَللّٰهُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ بَدَنِیۡ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ سَمۡعِیۡ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ بَصَرِیۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنۡتَ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيۡ أَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡكُفۡرِ وَالۡفَقۡرِ، أَللّٰهُمَّ إِنِّيۡ أَعُوۡذُبِكَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ أَنۡت.)) [2] (تین بار صبح، تین بار شام)

---

[1] صحیح سنن أبی داؤد / کتاب الأدب، ح: ٥٠٧٤.

[2] صحیح سنن أبی داؤد / کتاب الأدب، ح: ٥٠٩٠.

''اے اللہ! مجھے میرے جسم میں عافیت دے۔ اے اللہ! مجھے میری سماعت میں عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! مجھے میری نظر میں عافیت عطا فرما۔ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اے اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

C...... (([أَمْسَيْنَا] عَلٰی فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَعَلٰی كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلٰی دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلٰی مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.))[1] (صبح وشام ایک ایک بار)

''ہم نے فطرت اسلام اور کلمۂ اخلاص پر، اپنے نبی محمد ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم حنیف (یک سو) مسلم کی ملّت پر صبح کی / شام کی۔ اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) مشرکوں میں سے نہیں تھے۔''

نوٹ: صبح کے وقت [أَمْسَيْنَا] کی بجائے [أَصْبَحْنَا] پڑھیں گے۔

D...... ((أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ.))[2] (دن میں سو بار)

''میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

E...... سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو درج ذیل کلمات کثرت سے پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا:

((أَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.))[3]

---

[1] شیخ ارناؤوط نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ مسند أحمد: ٣/٤٠٦، ٤٠٧، سنن دارمی: ٢/٣٧٨، رقم: ٢٦٨٨، مجمع الزوائد: ١١٦/٧.

[2] صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء، ح: ٦٨٥٨.

[3] صحيح البخارى، كتاب الجهاد والسر، ح: ٢٨٩٣.

''اے اللہ! میں غم اور فکر ، عاجزی اور سستی ، بخیلی اور نامردی (بزدلی) ،
قرضداری کے بوجھ اور ظالم لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

F ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ سفر بوقت سحر یوں پڑھا کرتے تھے:

((سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا ، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.)) [1]

''سننے والے (فرشتے اور دیگر مخلوقات) نے اللہ کی حمد کو سن لیا۔ (جو ہم کر رہے ہیں) اور اس کی ہم پر حسن آزمائش کو (بھی اس نے دیکھ لیا) اے ہمارے رب! (اپنی مدد کے ساتھ) ہمارے ساتھ رہ اور ہم پر اپنا فضل فرما۔ میں اللہ کی (عذاب) جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔''

G ......((أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ،وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ ،وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. أَللّٰهُمَّ! آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا. أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.)) [2]

''اے اللہ! بلاشبہ میں عاجزی اور سستی سے ،اور بزدلی و کنجوسی سے ، اور بڑھاپے اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ (پرہیز گاری) عطا فرما دے۔ اور اے اللہ! اس کا تزکیہ فرما دے، تو اس کا سب سے بہتر تزکیہ فرمانے والا ہے۔ اے اللہ! تو اس (میرے نفس) کا آقا اور اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں تیری ایسے علم سے پناہ چاہتا ہوں جو نفع نہ

[1] صحیح مسلم ، کتاب الذکر والدعاء ، ح: ٦٩٠٠.
[2] صحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء ، ح: ٢٧٢٢.

دے۔ اس دل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو (تیرے سامنے) جھک نہ سکے۔
اس نفس سے (تیری) پناہ مانگتا ہوں جو (دنیاوی لذتوں سے) سیر نہ ہو سکے،
اورایسی دعا سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جوقبول نہ ہو۔''

H......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو (ننانوے) نام ایسے ہیں کہ جس مومن آدمی نے بھی ان کو یاد کرلیا (اور انھیں صبح وشام وہ پڑھتا رہا)، وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔ اللہ طاق ہے، اور طاق (عدد) کو وہ پسند کرتا ہے۔[1]

یاد رہے کہ اللہ ذوالجلال والاکرام کے ''اسماءِ حسنیٰ'' ان ننانوے (۹۹) ناموں تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان کے علاوہ بھی اللہ رب العالمین کے نام ہیں، جن کا شمار نہیں ہے، اللہ ذوالجلال کے ''اسماءِ حسنیٰ'' اور صفات کاملہ وعالیہ کو ''غیر محدود اور دائمی ماننا، انہیں غیر معدود جاننا اور اسی بات پر ایمان رکھنا'' عقیدۂ توحید الاسماء والصفات کے پختہ ہونے کی دلیل ہے۔ جب کہ اس کے برعکس عقیدہ رکھنا ''شرک فی الاسماء والصفات'' ہے۔ اس صاف ستھرے عقیدے والی پختہ بات کے مفصل دلائل ہم نے اپنی کتاب ''تعلیم بصیرت'' (ص:۳۸تا۴۶) اور حافظ حامد محمود الخضری و ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی نے ''شرک کے چور دروازے'' (ص:۳۷تا۹۰) درج کر دیئے ہیں، بالتفصیل وہاں سے استفادہ فرمائیں۔

قرآن وحدیث میں مذکور اللہ کے اسماءِ حسنیٰ

اَللّٰهُ	البقرۃ:۱۲۸	معبود برحق (ذاتی نام)۔
اَلرَّحِيْمُ	الفاتحہ:۲	بے حد رحم کرنے والا۔

[1] صحيح البخاری / كتاب الدعوات ، ح: ٦٤١٠.

اَلْقُدُّوْسُ	الجمعہ:۱	تمام عیوب ونقائص سے پاک۔
اَلْمُوْمِنُ	الحشر:۲۳	امن دینے والا۔
اَلْعَزِيْزُ	الحشر:۲۴	زبردست وغالب۔
اَلْمُتَكَبِّرُ	الحشر:۲۳	غرور وتکبر کرنے والا۔
اَلْبَارِئُ	الحشر:۲۴	ہرمخلوق کو وجود بخشنے والا۔
اَلْغَفَّارُ	نوح:۱	بڑا بخشنے والا۔
اَلْوَهَّابُ	آل عمران:۸	سب سے زیادہ عطا کرنے والا۔
اَلْفَتَّاحُ	سبا:۲٦	رحمت ورزق کے دروازے کھولنے والا۔
اَلْقَابِضُ	ترمذی:۳۵/۷	تنگ کرنے والا۔
اَلْإِلٰـهُ	النحل:۵۱	معبود برحق۔
اَلرَّحْمٰنُ	الفاتحہ:۲	نہایت مہربان۔
اَلْمَلِكُ	ھود:۷۳	حقیقی بادشاہ۔
اَلسَّلَامُ	الحشر:۲۳	سلامتی والا۔
اَلسَّبُّوحُ	مسلم:۴۸۷	ہر برائی وعیب سے پاک۔
اَلْمُهَيْمِنُ	الحشر:۲۳	نگہبان ومحافظ۔
اَلْجَبَّارُ	الحشر:۲۳	زبردست قابو کرنے والا۔
اَلْخَالِقُ	الحشر:۲۴	پیدا کرنے والا۔
اَلْخَلَّاقُ	الحجر:۸٦	بہترین پیدا کرنے والا۔
اَلطَّيِّبُ	مسلم:۱۰۱۰	پاک۔
اَلْمُصَوِّرُ	الحشر:۲۴	تصویر بنانے والا۔

اَلْقَهَّارُ	ابراهيم:۴۸	بڑا عذاب دینے والا۔
اَلْقَاهِرُ	الانعام:۱۸	غالب وزبردست۔
اَلرَّزَّاق	الذاريات:۵۸	رزق دینے والا۔
اَلْعَلِيْمُ	التحريم:۲	سب سے زیادہ علم والا۔
اَلْعَالِمُ	الانعام:۷۳	علم والا۔
اَلْبَاسِطُ	ترمذی:۳۵/۷	کشادہ کرنے والا۔
اَلسَّمِيْعُ	المجادلة:۱	سب سننے والا۔
اَلْحَكَمُ	ابو داؤد:۴۹۵۵	فیصلہ کرنے والا۔
اَلْخَبِيْرُ	التحريم:۳	خبر رکھنے والا۔
اَلْعَظِيْمُ	البقره:۲۵۵	بڑی عظمت والا۔
اَلشَّكُوْرُ	فاطر :۳۴	بہت قدردان۔
اَلشَّاكِرُ	النسآء:۱۴۷	قدردان۔
اَلْكَبِيْرُ	الحج:۶۲	سب سے بڑا۔
اَلْمُقِيْتُ	النسآء:۸۵	ہر جاندار کو خوراک دینے والا۔
اَلجَمِيلُ	مسلم:۱۴۷	سب سے زیادہ خوبصورت۔
اَلرَّقِيْبُ	الأحزاب:۵۴	تاک میں رہنے والا۔
اَلْوَاسِعُ	البقرة :۱۱۵	وسعتوں اور فراخیوں والا۔
اَلْوَدُوْدُ	البروج:۱۴	بہت محبت کرنے والا۔
اَلشَّهِيْدُ	حٰم السجدة:۵۲	گواہ۔
اَلْوَكِيلُ	آل عمران :۱۷۳	کارساز۔

اَلْمَتِيْنُ	الذاريات:۵۸	مضبوط وطاقتور۔
اَلْمُبِيْنُ	النور:۲۵	واضح کرنے والا۔
اَلْحَمِيْدُ	الشوریٰ:۲۸	حمدوتعریف والاو
اَلْقَيُّومُ	البقرة:۲۵۵	بذاتِ خود قائم ودائم،اور ہر چیز پر محافظ ونگران
اَلصَّمَدُ	الاخلاص:۲	بے نیاز۔
اَلْمُقْتَدِرُ	الكهف:۴۵	صاحبِ اقتدار۔
اَلْمُحِيْطُ	حٓم السجدة:۵۴	گھیراؤ کرنے والا۔
اَلآخِرُ	الحديد:۳	آخر(وہ تب بھی ہوگا جب سب ختم ہوجائیں گے)
اَلْمُؤَخِّرُ	بخاری:۱۱۲۰	پیچھے ہٹانے والا۔
اَلْبَاطِنُ	الحديد:۳	پوشیدہ۔
اَلْبَرُّ	الطور:۲۸	بڑا محسن۔
اَلْبَصِيْرُ	الشوریٰ:۱۱	دیکھنے والا۔
اَللَّطِيْفُ	الملك:۱۴	باریک بین۔
اَلْحَلِيمُ	البقرة:۲۲۵	بردبار۔
اَلْغَفُورُ	الزمر:۵۳	گناہ بخشنے والا۔
اَلْعَلِيُّ	الشوریٰ:۵۱	سب سے بلند وبالا۔
اَلاَعْلٰى	الأعلیٰ:۱	بلندوبرتر۔
اَلْحَفِيظُ	هود:۵۷	حفاظت ونگہبانی کرنے والا۔
اَلْحَافِظُ	يوسف:۶۴	نگہبان ومحافظ۔
اَلْحَسِيبُ	النسآء:۶	حساب لینے والا۔

اَلْكَرِيْمُ	الإنفطار:٦	مہربان وسخی۔
اَلْمُجِيْبُ	هود:٦١	قبول کرنے والا۔
اَلْحَكِيْمُ	الحشر:١	حکمت والا۔
اَلْمَجِيْدُ	الحشر:٢٣	بزرگی والا، بڑی شان والا۔
اَلْحَقُّ	الحج:٦٢	سچا مالک۔
اَلْقَوِيُّ	الشورىٰ:١٩	سب سے زیادہ قوت والا۔
اَلْوَلِيُّ	الشورىٰ:٩	مددگار، دوست۔
اَلْحَيُّ	ابو داؤد:٤٠١٢	ہمیشہ زندہ۔
اَلْوَاحِدُ	الرعد:١٦	اکیلا یعنی یکتا۔
اَلْاَحَدُ	الاخلاص:١	ایک یعنی تنہا۔
اَلْقَرِيبُ	البقرة:١٨٦	نزدیک۔
اَلْقَدِيرُ	الملك:١	بڑا باصلاحیت، قدرت والا۔
اَلْقَادِرُ	الشورىٰ:١٩	قدرت والا، اختیار والا۔
اَلْمُقَدِّمُ	بخاری:١١٢٠	آگے کرنے والا۔
اَلاَوَّلُ	الحديد:٣	پہلا (سب سے پہلے)۔
اَلظَّاهِرُ	الحديد:٣	ظاہر وعیاں اور غالب۔
اَلْمُتَعَالُ	الرعد:٩	بہت بلند۔
اَلتَّوّابُ	الحجرات:١٢	توبہ قبول کرنے والا۔
اَلعَفُوُّ	المجادله:٢	معاف کرنے والا۔
الرَّؤُفُ	النحل:٧	نرمی کرنے والا۔

اَلرَّفِیْقُ	بخاری:۶۹۲۷	مہربان ودوست۔
اَلْحَفِیُّ	مریم:۴۷	بڑامہربان۔
اَلْمَلِیْكُ	القمر:۵۵	قدرت والا، بادشاہ۔
اَلْاَکْرَمُ	العلق:۳	بے پایاں کرم والا۔
اَلْمُحْسِنُ	صحیح الجامع:۱۸۱۹	احسان کرنے والا۔
اَلْمَنَّانُ	ابوداؤد:۱۴۹۵	احسان جتلانے والا۔
اَلْجَوَّادُ	ترمذی:۲۴۹۵	سب سے زیادہ نوازنے والا۔
اَلْغَنِیُّ	محمد:۳۸	خودمختاروبے پروا۔
اَلْمُعْطِیْ	بخاری:۳۱۱۶	عطاکرنے والا۔
اَلْمَوْلٰی	الانفال:۴۰	کارساز، مالک وآقا۔
اَلنَّصِیْرُ	النسآء:۴۵	مددگار۔
اَلْوَارِثُ	الحجر:۲۳	وارث وحامی۔
اَلْوِتْرُ	بخاری:۶۴۱	یکتا(طاق)۔
اَلرَّبُّ	النسائی:۵۷۲	پالنے والا۔
اَلسَّیِّدُ	ابوداؤد: ۴۸۰۶	سردار۔
اَلشَّافِیُّ	بخاری:۵۷۴۲	شفاعطاکرنے والا۔

M......قرآن حکیم کی فضیلت وتلاوت سے کون آگاہ نہیں؟ ان سورتوں اور آیات کی تلاوت کے علاوہ کہ جن کو نبی کریم ﷺ پر روزانہ بلاناغہ پڑھتے تھے،ان پر ہیشگی کے ساتھ ساتھ باقی قرآن کی تلاوت بھی باقاعدگی سے کرتے رہنا چاہیے اگرچہ دوچار صفحات یا ایک، دورکوع روزانہ کیوں نہ ہوں۔

اُمیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جس شخص کو قرآن مجید (میں سے قرأت کے لیے مخصوص کیے ہوئے اپنا حصہ) پڑھے بغیر یا اس میں سے کچھ حصہ کی تلاوت کیے بغیر نیند آ جائے۔ اور اس نے اس (مخصوص کردہ حصے/دو چار رکوعات یا کچھ سورتوں یا کچھ آیات) کو نمازِ فجر اور نمازِ ظہر کے درمیان پڑھ لیا، تو اللہ کی طرف سے اُسے اس طرح (اس کے کھاتے میں) لکھا جاتا ہے گویا اس نے رات کو ہی اس کی تلاوت کر لی تھی۔'' [1]

[1] صحیح مسلم / کتاب صلاة المسافرین، ح: ١٧٤٥.

جامع دُعائیں

دن کے کسی بھی حصے میں کیے جانے والے اذکار

! ...... سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب اور پسند ہیں، اور زبان پر بہت ہلکے ہیں، مگر میزان میں بہت وزنی ہیں (وہ کلمات یہ ہیں)

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ.)) [1]

''پاک ہے اللہ، (ہر عیب اور نقص سے) اور (وہ بڑی عظمت والا ہے) اپنی حمد وثنا کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ (ہر برائی وکوتاہی سے، وہ) نہایت عظمت والا ہے۔''

[تعداد مذکور نہیں ہے، ہر وقت یہ کلمات وردِ زبان رہیں]

فائدہ:......روز قیامت سب سے بڑی انسانی ضرورت ہی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ وزنی ہوں، ایسے خواہش مندوں کے لیے یہ عظیم تحفہ ہے۔ (الحضری)

@ ......سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ تو میں نے کہا: کیوں نہیں! بلکہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ضرور بتائیے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کہا کریں:

((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.)) [2]

''اللہ ذوالجلال کے سوا کسی کے ذریعے قوت اور طاقت حاصل نہیں ہوسکتی۔''

فائدہ:...... نبی ﷺ نے اس ذکر کو جنت کے خزانوں میں شمار فرمایا ہے۔ اس کی تعداد بھی حدیث میں مذکور نہیں۔ مگر اس کی فضیلت احادیث میں بہت آئی ہے۔ ہر

---

[1] صحيح البخاری، كتاب التوحيد، ح: ٧٥٦٣.

[2] صحيح البخاری، كتاب التوحيد، ح: ٧٣٨٦، صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، ح: ٦٨٦٨.

وقت ورد زبان رہے۔ (ابو یحییٰ)

......سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو کلام میں سب سے زیادہ چار کلمات محبوب ہیں، ان میں سے جس سے بھی شروع کرلو تمہیں (بلحاظ اجر کے) کوئی نقصان نہیں۔ (کلمات یہ ہیں)

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) ❶

''(ہر نقص، عیب اور برائی سے) اللہ پاک ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اللہ ذوالجلال کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور اللہ ہر شے سے بڑا ہے۔''

$ ......سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی یعنی دیہاتی صحابی رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسے کلمات سکھا دیجئے کہ جو میں پڑھا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو پڑھا کر:

((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيْـكَ لَـهُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْـحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ.)) ❷

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بڑا ہے، سب سے بڑا۔ ہر طرح کی بہت زیادہ حمد وثنا اللہ کے لیے ہے جو کہ سارے جہانوں کا رب ہے، اللہ تعالیٰ (ہر نقص، عیب اور ہر برائی سے) پاک ہے۔ اللہ ذوالجلال، ہر چیز پر غالب اور حکمتوں والے رب کے سوا نہ طاقت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ قوت۔''

---

❶ صحيح مسلم، ح: ٣١٣٧.
❷ صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعا، ح: ٢٦٩٦.

%......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہی مجلس میں سو بار درج ذیل کلمات پڑھ لیتے تھے:

((رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ.)) ❶

''اے میرے مالک! مجھے بخش دے، اور میرے اُوپر رجوع فرما۔ بلاشبہ تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور نہایت بخشنے والا ہے۔''

^......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا یوں بھی ہوا کرتی تھی:

((أَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ ، وَفُجَاءَ ةِ نِقْمَتِكَ ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ.)) ❷

''اے اللہ! میں تیری نعمت کے زوال، تیری عافیت کے پلٹ جانے، تیری اچانک پکڑ اور تیرے تمام غصے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

&......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ.)) ❸

''اے اللہ! بلاشبہ میں اس برائی کے شر سے جو میں نے (غلطی سے) کر لی ہو، اور اس فعل وعمل کے شر سے جو میں نے ابھی نہیں کیا، تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

*......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یوں بھی کہا کرتے تھے:

---

❶ جامع الترمذی، کتاب الدعوا، ح: ٣٤٣٤۔ سنن ابن ماجة، کتاب الادب، ح: ٣٨١٤، السلسلة الصحيحة، ح: ٥٥٦

❷ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، ح: ٢٣٢٩.

❸ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، ح: ٢٧١٦.

((أَللّٰهُمَّ! لَكَ أَسْلَمْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ ، وَبِكَ خَاصَمْتُ أَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، أَنْ تُضِلَّنِيْ ، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ.))[1]

''اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہو گیا ہوں۔ تیرے اوپر میں ایمان لایا ہوں۔ تیرے اوپر میں نے بھروسہ کیا ہے، اور تیری طرف میں نے رجوع کیا ہے۔ اور تیری مدد کے ساتھ ہی میں دشمنوں سے لڑا ہوں۔ اے اللہ! بلاشبہ میں تیری عزت کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے (سیدھی راہ سے) کہیں بھٹکا نہ دے، تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو وہ زندہ ہے کہ جسے کبھی موت نہیں آئے گی جبکہ تمام جن اور انسان مر جائیں گے۔''

)...... سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ.))[2]

''اے اللہ! میں محتاجی، (فقیری و مسکینی) مال (اور جمیع افعال خیر) کی کمی اور ذلت و رسوائی سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اور اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں (کسی پر) ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔''

A...... ((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ ، فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ.))[3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ح: ٢٧١٧.

[2] صحیح سنن ابو داؤد، باب فی الاستعاذۃ، ح: ١٥٤٤.

[3] سنن أبی داؤد، ح: ١٥٤٧ والنسائی، کتاب الاستعاذۃ، ح: ٥٤٦٨.

''اے اللہ! بلاشبہ میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ بلاشبہ بھوک تکلیف دہ ساتھی ہے۔ اور اے اللہ! میں خیانت سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں، اس لیے کہ بلاشبہ خیانت نہایت بری خصلت ہے۔''

B......سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اکثر) یہ دعا کیا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ ،وَالْجُنُوْنِ، وَمِنْ سَيِّءِ الْأَسْقَامِ.)) [1]

''اے اللہ! میں برص، کوڑھ، دیوانگی اور بدترین قسم کی بیماریوں سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔''

فائدہ:......انتہائی خطرناک بیماریوں سے نجات کے لیے یہ دعا کثرت سے کیا کریں۔

C......((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ ، وَالْهَرَمِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوتِ ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا)) [2]

''اے اللہ! بلاشبہ میں (اپنے اوپر کوئی) دیوار (یا چھت، پتھر وغیرہ) گرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں بلندی سے گرنے سے بھی تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اور میں پانی میں ڈوب جانے، آگ میں جل جانے اور بڑھاپے (کی عاجزی، اور تکلیف) سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے اللہ! میں اس بات سے بھی تیری پناہ کا طلب گار ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے حواس

[1] سنن أبي داؤد ، كتاب الصلوة ، ح: ١٥٥٤.

[2] سنن النسائی ، كتاب الاستعاذة ، ح: ٥٥٣٣.

باختہ کر دے، اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اے اللہ! میں تیرے راستے میں کہیں حق سے پیٹھ پھیرتے ہوئے نہ مر جاؤں۔ اور اس بات سے بھی تیری پناہ کا طلب گار ہوں کہ میں (زہریلے جانور کے) ڈسنے سے فوت ہو جاؤں۔''

D...... ((**أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى ، وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى**))[1]

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، گناہوں سے بچاؤ اور استغناء کا سوال کرتا ہوں۔''

E...... ((**رَبِّ أَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ ، وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ ، وَامْكُرْنِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ ، وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرْلِيَ الْهُدَى ، وَانْصُرْنِيْ عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ. رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا ، لَكَ رَهَّابًا ، لَكَ مِطْوَاعًا ، لَكَ مُخْبِتًا ، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيْبًا ، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ ، وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَأَجِبْ دَعْوَتِيْ ، وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ ، وَسَدِّدْ لِسَانِيْ ، وَاهْدِ قَلْبِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ.**))[2]

''اے میرے پروردگار! میرے دشمنوں پر میری مدد فرما اور میرے اوپر (غلبہ کے لیے) کسی کی مدد نہ فرما، اور میری مدد فرما، مجھ پر کسی کو مسلط نہ کر۔ میرے حق میں تدبیر فرما اور میرے خلاف تدبیر نہ فرمانا۔ (نیک کاموں کی) مجھے ہدایت نصیب فرما اور میرے لیے راہِ ہدایت کو آسان کر دے۔ اور جو مجھ پر زیادتی (بغاوت) کرتے ہیں ان لوگوں کے خلاف میری مدد فرما۔ اے

---

[1] صحیح مسلم ، ح: ٢٧٣١.

[2] صحیح جامع الترمذی / کتاب الدعوات ، ح: ٣٥٥١ ، سنن أبی داؤد ، کتاب الصلوٰۃ ، ح: ١٥١٠ وسنن ابن ماجه ، باب الدعاء ، ح: ٣٨٣٠ .

میرے رب! مجھے اپنا بہت زیادہ شکر ادا کرنے والا، تیرا بہت زیادہ ذکر کرنے والا، کثرت کے ساتھ تیری عبادت کرنے والا، تیرے لیے خشوع کرنے والا، کثرت کے ساتھ تیری آہ وزاری کرنے والا، اور (تمام معاملات میں) تیری ہی طرف رجوع کرنے والا بنا دے۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما لے اور میری لغزشوں کو دھو ڈال۔ میری دعا قبول فرما لے اور میری دلیل کو اپنے دشمنوں پر ثابت کر دے۔ میری زبان کو درست فرما دے، میرے دل کو راہِ صواب کی ہدایت فرما دے اور میرے دل کے کینہ کو نکال باہر پھینک۔''

F...... نبی کریم ﷺ نے یہ دعا اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کوسکھلائی تھی:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ. أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. أَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْعَمَلٍ. وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا.)) [1]

''اے اللہ! میں تجھ سے تمام کی تمام خیر کا سوال کرتا ہوں، چاہے وہ جلد پہنچنے والی ہو یا دیر سے ملنے والی۔ جس کا مجھے علم ہو چکا یا جس کے متعلق میں ابھی تک نہیں جان سکا ہوں۔ اور (اے اللہ!) میں تیری پناہ کا طلب گار ہوں، اس تمام کے تمام شر سے جو جلد پہنچنے والا ہو یا دیر سے آنے والا ہو، جس کے بارے

[1] سنن ابن ماجه / ابواب الدعاء، ح: ٣٨٤٦، سلسلة الصحيحة، ح: ١٥٤٢.

میں مجھے علم ہو چکا ہو یا جس کے متعلق میں تاہنوز نہ جان سکا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس (ساری) بھلائی کا سوال کرتا ہوں کہ جسے تیرے بندے اور تیرے نبی (محمد رسول اللہ ﷺ) نے تجھ سے مانگا تھا۔ اور (اے اللہ!) میں ہر اس شر سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں کہ جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی (محمد رسول اللہ ﷺ) نے پناہ مانگی تھی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول وعمل کا جو اس جنت کے قریب کر دے۔ اور اے اللہ! میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس عمل وقول سے کہ جو اس یعنی جہنم کے قریب کر دے۔ اور (اے اللہ کریم!) میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو ہر اس فیصلے کو خیر والا کر دے جو تو نے میرے بارے میں کر رکھا ہو۔''

قرآنی دعائیں

سیّدنا آدم علیہ السلام کی دعا:

اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، ان کو عزت بخشی اور پھر ان کی بیوی یعنی سیّدہ امّاں حوا علیہا السلام کو ان کی پسلی سے پیدا کیا، اور اللہ عزّ وجل نے اپنی نعمت ان پر تمام کر دی اور دونوں کو حکم دیا کہ جنت میں رہیں اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں، سوائے اس درخت کے کہ جس کا کھانا اللہ نے ان کے لئے ممنوع قرار دے دیا۔

﴿ وَلَاتَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَة ﴾ (البقرة: ٣٥)

''اور اس درخت کے قریب مت جاؤ۔''

چنانچہ شیطان ان کے پیچھے لگا رہا، انہیں طرح طرح سے بہکاتا رہا، اُن کے دل ودماغ میں یہ بات ڈالتا رہا کہ وہ اس شجرۂ ممنوعہ کو کھا لینے کے بعد ہمیشہ کے لئے جنت میں رہنے لگیں گے اور کبھی بھی اس سے نہ نکلیں گے، چنانچہ ان سے بھول ہوئی اور وہ

اس شجرۂ ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آ کر کھا بیٹھے، جس کا نتیجہ اس شکل میں نکلا کہ انہیں اپنی خفیہ شرمگاہیں نظر آنے لگیں، اس پر وہ دونوں جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے، تا کہ اپنی پردہ پوشی کریں، اور ساتھ ہی ان دونوں نے اپنی غلطی کا اللہ کے حضور اعتراف کیا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم دی کہ اپنی غلطی کی معافی کے لئے یہ دعا کریں۔

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ o ﴾ (الاعراف: ۲۳)

''(سیّدنا آدم اور ان کی بیوی سیّدہ حواء علیہما السلام اللہ سے اپنی غلطی کی معافی یوں مانگتے رہے:) اے ہمارے رب! ہم نے اپنے تئیں خود (ظلم کر کے) تباہ کر لیا ہے۔ اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا، تو بلاشبہ ہم خسارہ اُٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔''

قوم کے لیے ہلاکت کی بددعا کے بعد اپنے خاندان اور مؤمنین کے لیے سیّدنا نوح علیہ السلام کی دعا:

جب سیّدنا نوح علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ یہ سرکش قوم ہرگز نہیں سدھرے گی، اور نہ ان کی نسل سے اچھے لوگ پیدا ہوں گے، تو مجبوراً کفار پر بددعا کرنے کے بعد آخر میں اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اور تمام مؤمنین کے لیے مغفرت کی دعا کی جو ان کے گھر میں داخل ہوں۔

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًاo ﴾ (نوح: ۲۸)

''اے میرے مالک! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی، اور ہر اس شخص کو بھی جو میرے گھر میں بحالت ایمان داخل ہو، اور تمام اہل ایمان مردوں اور

مومن عورتوں کو بھی بخش دے۔مگر ظالموں (کافروں اور مشرکوں) کی تباہی میں
دن بدن اضافہ فرماتا جا۔''

سیّدنا ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کی دعائیں:

سیدنا ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کی قران حکیم میں کئی دعائیں موجود ہیں، آپ کی اولین دعا تعمیر کعبہ سے متعلق ہے، جب دونوں باپ بیٹے نے مل کر گھر کی بنیاد اونچی کر لی تو سیّدنا اسماعیل عَلَیہِ السَّلام پتھر لاتے رہے اور سیّدنا ابراہیم عَلَیہِ السَّلام جوڑتے رہے، جب مکان اونچا ہوگیا تو وہ پتھر (مقام ابراہیم) لائے، جس پر کھڑے ہوکر سیّدنا ابراہیم عَلَیہِ السَّلام جوڑتے رہے، اور سیّدنا اسماعیل عَلَیہِ السَّلام ان کو پتھر لا لا کر دیتے رہے، دونوں بیت اللہ کے ارد گرد گھوم گھوم کر جوڑتے رہے، اور کہتے رہے۔

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ o وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ o ﴾ (البقرہ: ۱۲۷، ۱۲۸)

''اے ہمارے رب! ہماری نیکی قبول فرما لے۔ بلاشبہ تو (دعا کو) سنتا ہے اور (ہماری دل کی نیت کو) خوب جانتا ہے............اور ہمارے قصور معاف کر دے بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔''

K ...... اللہ کے خلیل سیّدنا ابراہیم عَلَیہِ السَّلام نے جب اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید الٰہ العالمین کا درس دیا تو آپ سے باقاعدہ سوال وجواب ہوئے، اس گفتگو کے آخر میں آپ عَلَیہِ السَّلام نے اللہ تعالیٰ کی تعریف، اس کی حمد وثنا اور اس کی گونا گوں نعمتوں کو بیان کیا (وہ کلمات بھی دعا کے متضمن ہیں) اس اثناء کے آخر میں آپ عَلَیہِ السَّلام نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیئے، اور نہایت عجز وانکساری کے ساتھ کہا:

﴿ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ o وَاجْعَلْ لِّيْ

لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ o وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ o .... وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ o ﴾

(الشعراء: ۸۳ تا ۸۵ ، ۸۷)

''اے میرے رب! مجھے اپنے دین کی سمجھ اور قوت فیصلہ عطا فرما کر مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے۔ اور آنے والے لوگوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ اور مجھے نعمتوں بھری جنتوں کے وارثوں میں کر دے...... اور جس (قیامت والے) دن لوگ (حشر کے لیے) اُٹھائے جائیں مجھے رسوا نہ کرنا۔''

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا اظہارِ تشکر:

سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو پرندوں اور حشرات الارض کی بولیوں کا علم دیا گیا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ جب آپ علیہ السلام جنوں، انسانوں اور چڑیوں پر مشتمل اپنی ایک منظّم ومرتب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے، راستہ میں ان کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا کہ جس میں چیونٹیاں پائی جاتی تھیں، ایک چیونٹی نے اس لشکر جرار کو دیکھ کر چیونٹیوں سے کہا کہ تم سب جلد از جلد اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر لاشعوری طور پر تمہیں کچل دے، اس موقع پر سیّدنا سلیمان علیہ السلام مسکرانے لگے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ دعا مانگی:

﴿ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ o ﴾ (النمل: ۱۹)

''اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کر سکوں۔ وہ (حکومت، سلطنت اور علم وحکمت والی) نعمت کہ جو تو نے میرے اُوپر

بھی کی اور میرے والدین کو بھی عنایت فرمائی ہے۔ اور (اس بات کی بھی توفیق دے کہ) میں عمل صالح کرتا رہوں، وہ عمل کہ جس سے تو خوش ہو جائے، اور (آخرت میں) مجھے اپنی رحمت کے ساتھ اپنے صالح بندوں میں داخل فرما۔‘‘

اصحابِ کہف کی دعا:

اصحاب کہف کا واقعہ قرآن مجید میں سورۂ کہف میں تفصیلاً بیان ہوا ہے، اور اس میں ان کی یہ دعا بھی منقول ہے۔

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴾ (الکھف: ۱۰)

’’اے ہمارے مالک! ہمیں اپنی خاص رحمت عنایت فرما۔ اور ہمارے کام سے ہمارے لیے بھلائی مقدر کر دے (یا ہماری عاقبت بخیر کر)‘‘

شیاطین کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لیے آپ ﷺ کی دعا:

﴿ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ ○ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○ ﴾ (المؤمنون: ۹۷، ۹۸)

’’اے میرے مالک! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ کا طلب گار ہوں کہ وہ (شیطان) میرے پاس آئیں۔‘‘

نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس پر کثرت سے جاری رہنے والی دعا:

سورۂ بقرہ میں حج کے ذکر کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دو بڑی بڑی قسموں کا ذکر فرمایا ہے: پہلی قسم ان لوگوں کی جن کا مطمع نظر صرف دنیوی منفعت ہوتی ہے، ان کے متعلق فرمایا کہ ایسے لوگوں کے لیے آخرت کی کامیابی کا کوئی حصہ ان کو نہیں ملے گا، اِلَّا یہ کہ وہ توبہ کرلیں اور اللہ انہیں معاف کر دے۔

دوسری قسم ان لوگوں کی، جن کے پیش نظر صرف دنیا نہیں، بلکہ آخرت بھی ہوتی

ہے، اوران کی پوری زندگی ان دعائیہ الفاظ سے تعبیر ہوتی ہے۔

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ﴾ (البقرہ: ۲۰۱)

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی ہمارے لیے بھلائی مقدر کردے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچانا۔''

فائدہ:...... احادیث میں اس دعا کی بڑی فضیلت آئی ہے، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا کرتے تھے۔ ❶

ابوداؤد وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رُکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہی دعا کرتے تھے۔ ❷

سیدنا اُنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی جو سوکھ کر کانٹا ہوگیا تھا، آپ نے اسے یہی دعا کرنے کی نصیحت کی، اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی بیماری دور ہوگئی۔ ❸

سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی دعائیں

ذیل کی دونوں آیات کی احادیث مبارکہ میں بڑی فضیلت آئی ہے، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دونوں آیتیں رات میں پڑھ لے گا، وہ اس کو کافی ہوجائیں گی۔'' ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٨٩.
❷ سنن ابوداؤد: کتاب الحج، رقم: ١٨٩٢.
❸ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ٢٦٨٨، مسند احمد: رقم: ١١٩٨٨.
❹ صحیح بخاری، کتاب فضائل القران، رقم: ٥٠٠٨، ٥٠٠٩.

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں عرش کے نیچے خزانے میں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات عطا ہوئیں۔ [1] احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب یہ دعا کی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتے ہیں۔

ایک عظیم دُعا

☆ ﴿ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَاوَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ o ﴾

(البقرہ: ۲۸۵)

''(اے ہمارے پروردگار!) ہم نے (تیرا حکم) سن لیا۔ اور ہم نے (اُس کے مطابق) اطاعت اختیار کرلی۔ اے ہمارے مالک! ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور ہم نے تیری طرف ہی پلٹ کر آنا ہے۔''

☆ ﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ط رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَ اغْفِرْلَنَا وقفہ وَ ارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ o ﴾ (البقرہ: ۲۸۶)

''اے ہمارے رب! بھول چوک اور غلطی پر ہمارا مؤاخذہ نہ کر، اے ہمارے رب! اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تونے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! اور ہم پر اس قدر بوجھ نہ ڈال کہ جس کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور ہمیں درگزر فرما، اور ہماری مغفرت فرما، اور ہم پر رحم فرما، تو ہمارا آقا و مولیٰ ہے، پس کافروں کی قوم پر ہمیں غالب کردے۔''

راسخین فی العلم کی دعا:

قرآن کریم میں راسخین فی العلم کو تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایمان پر ثابت

[1] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، رقم: ٢٥٤ .

قدمی کی دعا کریں۔

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ ﴾ (آل عمران : ۸)

''اے ہمارے پروردگار! اس کے بعد کہ تو نے ہمیں سیدھی راہ سمجھا دی ہے، ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر ڈالنا (راہِ حق سے ٹیڑھا نہ ہونے دینا) اور اپنی جناب سے ہمیں خاص رحمت عنایت فرما۔ بلاشبہ تو بہت بڑا عطا کرنے والا ہے۔''

اُم المؤمنین سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یوں دعا کرتے:

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ.)) [1]

''اے دلوں کو پھیرنے والے اللہ! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔''

أولی الألباب کی پانچ رَبَّنَا پر مشتمل دعا:

اولی الالباب کی کثرت عبادت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ان کی لمبی دعا نقل فرمائی ہے، جو پانچ ''رَبَّنَا'' پر مشتمل دعاؤں کا مجموعہ ہے۔

﴿ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ق رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ج رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا

[1] تفسير القرآن العظيم لابن كثير رحمه الله عند تفسير هذا الآية

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ۝ ﴾

(آل عمران : ۱۹۱ تا ۱۹٤)

''اے ہمارے پروردگار! تو نے اس مخلوق کو بے فائدہ (بے کار) پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے (ہر لغو اور بے کار کام سے) تو ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے مالک! جس کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا (ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے) اس کو تو نے رسوا (ذلیل وخوار) کیا۔ اور مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے (تیری وحدانیت اور شریعت کی طرف) ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا (نبی محمد ﷺ یا قرآن کو) جو (تیرے ساتھ پختہ) ایمان کے لیے منادی کرتا ہے۔ (یا ہر داعی الی اللہ کہتا ہے؛ لوگو!) ایمان لاؤ اپنے پروردگار پر، تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار! پس ہمارے گناہوں کو اب بخش دے اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کردے۔ اور ہمیں دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اُٹھا۔ (نیکی کی حالت میں ہمیں موت آئے) اے ہمارے مالک! تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے وعدے کر رکھے ہیں، وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن (سب لوگوں کے سامنے) ہمیں رسوا نہ کرنا، بے شک تو خلافِ وعدہ نہیں کرتا۔''

فضیلت :......امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احکام القرآن'' میں ان آیات کے تحت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہ جو شخص نہایت ہی غمزدہ اور پریشان حال ہو وہ پانچ ''رَبَّنَا'' پڑھ لے، اللہ رب العزت اسے غم سے نجات دیں گے۔ جب ان سے تفصیل دریافت کی گئی، تو انہوں نے فرمایا: ''**وَالَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ** '' (دعا سے پہلی آیت) **لَاتُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ** تک پڑھ کر دیکھ لو۔ (ان آیات میں پانچ دفعہ لفظ **رَبَّنَا** ذکر ہوا ہے۔

روز قیامت اہل جہنم کو بتایا جائے گا کہ اہل ایمان دنیا میں یہ دعا پڑھتے تھے:

قیامت کے دن جب کفار کوجہنم میں دھکیل دیا جائے گا،تو وہ شدتِ کرب وبلا سے گھبرا کر روتے ہوئے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال دے، اگر ہم دوبارہ گناہ کریں گے، تو یقیناً ظالم ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں ٹھکرا دے گا، اور دھتکار دے گا، اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے ان سے کہے گا، کہ دنیا میں میرے مؤمن بندے اپنے ایمان وعمل کے وسیلہ سے مجھ سے مغفرت ورحمت طلب کرتے تھے، تو تم ان کی دعا کا مذاق اڑاتے تھے، تب انہیں مومنین کی ایک دعا بتائی جائے گی، جس کا وہ تمسخر اڑایا کرتے تھے۔

﴿ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ﴾

(المؤمنون : ۱۰۹)

''اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے ہیں، پس ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، بلاشبہ تو تمام رحم کرنے والوں سے بہتر ہے۔''

عبادالرحمٰن کی ایک دعا:

سورۂ فرقان میں ''رحمٰن'' کے ان نیک بندوں کی نوصفات بیان کی گئی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنے فضل وکرم سے جنت عطا فرمائے گا، اور ان کی دو دعائیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

﴿ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ ﴾ (الفرقان : ٦٥،٦٦)

''اے ہمارے رب کریم! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے۔ بلاشبہ دوزخ کا عذاب (کافروں اور گنہگاروں کے لیے) اٹل ہے۔ بلاشبہ یہ جہنم بہت بری ہے، تھوڑی دیر رہنے کے لیے بھی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے کو بھی۔''

عبادالرحمٰن کی دوسری دعا:

﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ ﴾ (الفرقان: ٧٤)

''اے ہمارے مالک! ہمیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا فرما، جن کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔''

گذشتہ مسلمانوں کے لیے مومنین کی دعا:

قرآن مجید نے بتایا ہے کہ مومنین کا وطیرہ یہ ہوتا ہے، کہ جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے دست بدعا ہوتے ہیں، تو اپنے تمام گذشتہ مسلمان بھائیوں کے لیے بھی یہ دعا کرتے ہیں:

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (الحشر: ١٠)

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو (تیرے ساتھ) ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے جا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے میل (کینہ، حسد) مت آنے دے۔ اے ہمارے رب! بلاشبہ تو نہایت شفقت والا اور مہربان ہے۔''

اہل تقویٰ کی دعا:

اہل تقویٰ جو اللہ کی جنت اور اس کی نعمتوں کے حقدار بنے ان کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکیوں کو بھی وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں:

﴿ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡلَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ﴾

(آل عمران : ١٦)

''اے ہمارے مالک! بلاشبہ ہم (تیرے اور تیرے نبی پر) ایمان لائے ہیں۔ پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔''

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے نکل کر مدین کا رخ کیا، چنانچہ بحفاظت حدودِ مصر سے نکل کر مدین کے علاقہ میں پہنچ گئے، اور چلتے چلتے ایک کنوے کے پاس جا پہنچے تو دولڑکیاں ملیں، جن کی بکریوں کو آپ علیہ السلام نے پانی پلا دیا، پھر ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے، اور دعا کی کہ میرے رب! روزی حاصل کرنے کا جو ذریعہ ابھی میرے سامنے ظاہر ہوا ہے، میں اس کا محتاج ہوں، یعنی لڑکیوں کے والد کو ایک مزدور چاہیے اور مجھے روزی کی ضرورت ہے۔

﴿ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ۝ ﴾ (القصص : ٢٤)

''اے میرے مالک! تو جو کوئی نعمت (خوراک، گھر، سواری، علم وحکمت اور بیوی کی) مجھ پہ اتارے تو میں اس کا محتاج ہوں۔''

(کنوارے طالبانِ علم کو یہ دعا کثرت سے کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ رب العالمین اُنہیں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح مذکور بالا تمام نعمتیں ضرور عطا فرما دیں گے۔)

مصائب ومشکلات سے نجات بذریعہ اذکارِ مسنونہ

قرض اورغم سے نجات

۱......سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ،وَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.))❶

''اے اللہ! بلاشبہ میں رنج اور غم ،عاجزی اور سستی بزدلی اور کنجوسی اور قرضے کے بوجھ اورلوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

۲ ......رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''اگرتم پر بہت بڑے پہاڑ کے برابرقرض ہوا تو بھی اللہ تعالیٰ یہ کلماتِ مبارکہ پڑھتے رہنے کے ساتھ تم سے اس قرض کوادا کردے گا:

((أَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ .))❷

''اے اللہ! مجھے حلال کے ساتھ حرام سے محفوظ فرمالے اور مجھے اپنے فضل کے ساتھ اپنے غیر سے مستغنی فرمادے۔''

۳ ......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دُکھ اور مصیبت کے وقت یوں دعا کیا کرتے تھے:

---

❶ صحيح البخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٦٩.

❷ صحيح جامع الترمذی / كتاب الدعوات، رقم: ٣٥٦٣.

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.)) ❶

''نہایت بردبار، حکمتوں والے اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ عرش عظیم کے مالک ، اللہ رب العالمین کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اس اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں کہ جو تمام آسمانوں اور زمین کا رب اور عرش کریم کا مالک ہے۔''

۴...... ((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ ، فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ ، وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.)) ❷

''اے اللہ! میں تیری رحمت ہی کی اُمید رکھتا ہوں۔ آنکھ کے جھپکنے کے برابر بھی مجھے اپنی ذات کے سپرد نہ کر، اور میرے تمام معاملات کی اصلاح فرما دے۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔''

۵...... ((اَللّٰهُ ، اَللّٰهُ رَبِّيْ ، لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا.)) ❸

''اللہ۔ (سب سے بڑا ہے، عظمت و رفعت والا) اللہ میرا رب ہے۔ میں اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

۶......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس آدمی کا حزن و ملال زیادہ ہو جائے، اور وہ یہ کلمات پڑھے، تو اللہ رب العالمین اس کے غم اور ملال کو دور فرما کر اسے فرحت و مسرت میں تبدیل کر دیتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَائُكَ ، أَسْئَلُكَ

---

❶ صحيح جامع الترمذى / كتاب الدعوات ، ح: ٣٤٣٥ـ سنن ابن ماجه، باب الدعاء ، ح: ٣٨٨٣.
❷ صحيح سنن أبى داؤد كتاب الأدب، ح: ٥٠٩٠.
❸ صحيح سنن أبى داؤد ، كتاب الصلوٰة، باب فى الاستغفار ، ح: ١٥٢٥.

بِـكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَـلْـقِكَ أَوْ أَنْـزَلْتَـهُ فِـيْ كِتَابِكَ أَوْ إِسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ ، وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَذِهَابَ هَمِّيْ.)) [1]

''اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں ۔ میں تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے قابو میں ہے۔ میرے حق میں تیرا حکم جاری ہے۔میرے بارے میں تیرا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہے۔ میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ جسے تو نے اپنے لیے پسند کیا ہے۔ یا اسے تو نے اپنی کتاب میں اُتارا ہے۔ یا اس کو تو نے اپنے ہاں غیب کے خزانوں میں مخفی رکھا ہے کہ قرآن کو تو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نُور بنا دے، اور تو میرے غم کو دور کرنے والا، اور میرے دُکھ کو مٹا دینے والا بنا دے۔''

انتہائی مصیبت کے وقت

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیّدنا یونس بن متی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مچھلی کے پیٹ میں جو دعا کی تھی ، اُسے کوئی بھی مسلمان آدمی اپنی کسی بھی مصیبت اور مشکل میں مانگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبولیت بخشتے ہیں۔ دعا یوں ہے:

﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. ﴾

(الأنبياء: ٨٧)

---

[1] عمل اليوم والليلة لابن السني (٣٣٤) ومسند أحمد (٣٧١٢) وابن حبان رقم: ٢٣٧٢ مستدرك الحاكم: ٥٠٩/١، ٥١٠ امام حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

''اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو (ہر نقص، عیب اور برائی سے) پاک ہے۔ بلاشبہ میں ہی اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔'' ❶

قنوت نازلہ

اللہ کے حضور خشوع وخضوع کو''قنوت'' کہتے ہیں اور نازلہ کے معنی مصیبت میں گرفتار ہونے کے ہیں، لہٰذا زمانے کے حوادثات میں پھنسے وقت، نماز میں عجز وانکساری کے ساتھ مصائب سے نجات پانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنا''قنوت نازلہ'' کہلاتا ہے۔

دنیا میں مصائب وآلام کئی طرح کے ہوتے ہیں مثلاً دنیا کے کسی خطہ میں مسلمانوں پر کفار ومشرکین یا یہود ونصاریٰ ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہوں، دن رات ان کو پریشانیوں میں مبتلا کیے ہوئے ہوں، ان کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیے ہوئے ہوں اور کمزور و لاغر مسلمان ان کے ظلم وستم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہوں یا کسی علاقے میں قحط سالی اور بد حالی کے ایام ہوں یا وباؤں، زلزلوں اور طوفانوں کی زد میں کوئی علاقہ آ چکا ہو، تو ان تمام حالات میں قنوت نازلہ پڑھی جاتی ہے، اور یہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام، فقہاء ومحدثین اور سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین کا طریقہ رہا ہے۔

دعا کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور دعا کریں کہ یا اللہ! ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو ان مصائب وآلام سے محفوظ فرما۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں قنوت اس لیے کرتا ہوں، تاکہ تم اپنے پروردگار کو پکارو اور اس سے اپنی ضروریات کے بارے میں سوال کرو۔'' ❷

---

❶ صحيح جامع الترمذى / كتاب الدعوات، ح: ٣٥٠٥، التعليق الرغيب: ٢٧٥/٢

❷ مجمع الزوائد: ٢٧٣/٢، رقم: ٢٨٣٠، علامہ ہیثمی نے سند کو''حسن'' کہا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

((كَانَ لَا يَقْنُتُ فِيهَا إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ أَوْ دَعَا عَلَى قَوْمٍ)) [1]

''نبی کریم ﷺ اس وقت قنوت کرتے جب کسی قوم کے حق میں دعا کرنا ہوتی یا کسی قوم کے خلاف بددعا کرنا ہوتی تھی۔''

سوال:......کون کون سی نمازوں میں قنوت کی جا سکتی ہے؟

جواب:...... نبی کریم ﷺ نے مصیبت، پریشانی اور رنج وغم کے پیش نظر کبھی پانچوں نمازوں میں قنوت کی اور کبھی بعض نمازوں میں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام اور تابعین سے کہتے:

((وَاللّٰهِ لَأُقَرِّبَنَّ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَكَانَ أَبُوْهُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ ، وَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ، وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ .)) [2]

''اللہ کی قسم! میں تمہاری نسبت رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ قریب ہوں، پھر سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور فجر کی نماز میں قنوت کرتے، اور مومنوں کے لیے دعائے خیر، اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔''

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت کرتے تھے۔ [3]

((عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَلَاةِ الْعَتْمَةِ شَهْرًا .)) [4]

---

[1] صحيح ابن خزيمه / باب القنوت. حديث: ٦٢٠ ـ قال الدكتور محمد مصطفىٰ ''إسناده صحيح'' الفتح الرباني: ٣٠٤/٣ بتحقيق احمد شاكر رحمه الله.

[2] صحيح مسلم / كتاب المساجد / ح: ٦٧٦.

[3] صحيح مسلم: كتاب المساجد، ح: ١٥٥٥.

[4] صحيح سنن ابى داؤد / كتاب الوتر / باب القنوت فى الصلاة ، ح: ١٤٤٢.

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں ایک ماہ تک قنوت کیا۔''

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح /کتاب المساجد میں قنوتِ نازلہ کے ضمن میں یوں باب باندھا ہے: ''اس بارے میں باب کہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت (بصورتِ جنگ وطوفان وغیرہ) نازل ہوتو نمازوں میں بلند آواز سے قنوت پڑھنا اور اللہ کی ذاتِ اقدس کی پناہ طلب کرنا مستحب ہے۔ اور اس کا نماز میں مقام ومحل آخری رکعت کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے۔ اور صبح کی نماز میں قنوت پر دوام مستحب ہے۔''

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کبھی ایک نماز میں، کبھی دو، تین اور کبھی پانچ نمازوں میں قنوت کرتے تھے۔ تو ہمیں بھی حالات و واقعات کے مطابق ایسا کرنا چاہیے اور یہ معاملہ اس وقت تک جاری رہے جب تک دشمنوں کی مکمل سرکوبی نہیں ہو جاتی اور مسلمانوں کے مصائب و آلام میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد قنوت کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ'' کہتے تو اپنی قنوت میں کہتے: ''اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! ضعیف مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! اپنا عذاب قبیلہ مضر پر سخت کر دے۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسے قحط ڈال دے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دعا کرنی چھوڑ دی۔ تو لوگوں نے کہا کہ تم دیکھتے نہیں، جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے تھے وہ آ گئے ہیں۔ یعنی کفار کے غلبہ سے انہیں نجات مل گئی ہے۔ [1]

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، ح: ٦٧٥.

دعا کرتے وقت جب امام مختلف دعائیں پڑھے تو پیچھے مقتدی آمین کہتے جائیں۔اس کا ثبوت درج ذیل حدیث میں ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِيْرَةِ يَدْعُوْ عَلَى اَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى رِعْلٍ وَّ ذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ.)) [1]

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ متواتر ایک مہینہ ظہر،عصر،مغرب،عشاء اور صبح کی ہر نماز کی آخری رکعت میں ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہتے تو قنوت کرتے،اور ''بنوسلیم'' کے چند قبیلوں رِعل، ذکوان اور عصیہ پر بد دعا کرتے تھے اور مقتدی آمین کہتے۔''

قنوت نازلہ میں ہاتھ اُٹھانا مسنون ہے،جیسا کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ.)) [2]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو صبح کی نماز میں دیکھا کہ آپ نے ہاتھ اُٹھائے اور دشمنانِ اسلام پر بد دعا کی۔''

سوال:......قنوت کے لیے کوئی دعا مقرر ہے یا حالات کے مطابق کمی بیشی ممکن ہے؟

جواب:......قنوت نازلہ سے مقصود مظلوم و مقہور مسلمانوں کی نصرت و کامیابی اور سفاک و جابر دشمن کی ہلاکت و بربادی ہے، اس لیے اس مقصد کو جو دعا بھی پورا

---

[1] صحیح ابو داؤد: باب القنوت فی الصلوٰة ، ح:١٤٤٣.

[2] اسنادہ صحیحٌ: مسند احمد: ١٣٧/٣.

کرے، وہ مانگی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

((وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يَتَعَيَّنُ فِيهِ دُعَاءٌ مَخْصُوصٌ بَلْ يَحْصُلُ بِكُلِّ دُعَاءٍ وَفِيهِ وَجْهٌ ، أَنَّهُ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِالدُّعَاءِ الْمَشْهُورِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ ...... الخ والصَّحِيحُ أَنَّ هَذَا مُسْتَحَبٌّ لَا شَرْطٌ .)) [1]

''اور صحیح بات یہ ہے کہ اس بارے میں کوئی مخصوص دعا متعین نہیں، بلکہ ہر اس دعا کو پڑھا جاسکتا ہے، جس سے یہ مقصود حاصل ہوتا ہو اور ''اللهم اهدني فيمن هديت.........'' آخر تک پڑھنا مستحب ہے شرط نہیں۔''

اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ مذکورہ دعا بھی پڑھی جائے اور اس کے بعد وہ دعائیں بھی پڑھی جائیں جو قرآن مجید اور احادیث نبوی میں موجود ہیں۔ مختلف دعائیں مانگنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ سے ثابت ہے، جیسا کہ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جب رمضان المبارک میں تراویح پڑھاتے اور آخری آدھے ایام میں قنوت یعنی مخالفین اسلام کے لیے بددعا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود اور مسلمانوں کے لیے استغفار کرتے تھے۔

صحیح ابن خزیمہ (۲/۱۵۵۔۱۵۶) کے حوالہ سے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے قیام رمضان ص:۳۲ پر لکھا ہے:

((وَكَانُوا يَلْعَنُونَ الْكَفَرَةَ فِي النِّصْفِ : اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ...... الى آخره))

''(صحابہ کرام نصف رمضان میں) کافروں پر لعنت کرتے اور کہتے: اے اللہ! ان کافروں کو جو تیرے راستے سے روکتے ہیں، اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں، اور تیرے وعدوں پر ایمان نہیں لاتے، تباہ کردے، ان کے

[1] شرح مسلم للنووی: ۱/ ۲۳۷.

گھ جوڑ میں مخالفت ڈال دے، ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان پر
اپنا عذاب نازل فرما۔''

پھر نبی کریم ﷺ پر درُود پڑھتے، اور اپنی استطاعت کے مطابق مسلمانوں کے لیے بھلائی کی دعائیں کرتے، پھر مومنوں کے لیے استغفار کرتے تھے۔

قنوتِ نازلہ کی دُعائیں:

۱......((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِیْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .))[1]

''اے اللہ! تو مجھے راہِ ہدایت نصیب فرما، ان لوگوں کی راہ کہ جنہیں تو نے سیدھی راہ پر چلائے رکھا۔ اور مجھے عافیت دے، ان لوگوں جیسی عافیت کہ جنہیں تو نے پوری پوری عافیت دے رکھی۔ اور اے اللہ! تو مجھے اپنا دوست بنالے، اُن لوگوں کی طرح کہ جنہیں تو نے پورا پورا اپنا دوست بنالیا۔ (اور پھر اُن کی مدد بھی کرتا تھا۔) اور جو تو نے مجھے نعمتیں عطا کر رکھی ہیں اُن میں میرے لیے برکت دے۔ اور مجھے اس تقدیر کے شر سے بچالے کہ جس کا تو نے (میرے حق میں) فیصلہ کر رکھا ہو۔ اس لیے کہ بلا شبہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے اور تیرے اوپر فیصلہ (مسلّط) نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ کہ بلا شبہ جس کو تو دوست بنالے وہ ذلیل نہیں ہوسکتا۔ اور جس سے تو دشمنی کر لے وہ عزت والا نہیں ہوسکتا۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور نہایت بلند

---

[1] صحيح سنن ابی داؤد : ١٤٢٥، كتاب الصلوٰة ، جامع الترمذی ، كتاب الوتر ، ح: ٤٦٤ سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها ، ح: ١١٧٨، ارواء الغليل، ح: ٤٢٩.

مرتبہ والا ہے۔''

۲......((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ .)) [1]

''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیری سزا سے تیری معافی کا طلبگار ہوں۔ اور تجھ سے (کہ تو حالت غضب میں ہو) تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف کو تیرے لیے شمار نہیں کرسکتا۔ (اتنی مجھ میں صلاحیت نہیں ہے۔) جیسے تو بذاتِ خود اپنی تعریف کرسکتا ہے، بعینہ اپنی ذاتِ اقدس میں تو ایسا ہے۔''

۴......امام نووی رحمہ اللہ نے "الأذکار" میں أمیر المؤمنین سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی قنوت کی دعا یوں بھی نقل کی ہے۔ اور اس میں سے بعض الفاظ السنن الکبریٰ للبیہقي میں بھی درج ہیں۔

((أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ ، وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْلَعُ مَنْ يَفْجُرُكَ . أَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ، نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ ، إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ. اَللّٰهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَاءَ كَ . أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.

[1] سنن ابی داؤد ، کتاب الصلوة ، ح: ١٤٢٧ ، جامع الترمذی ، کتاب الدعوات، ح: ٣٥٦٦ ، صحيح ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوٰة ، ح: ١١٧٩.

وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ. وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ وَاجْعَلْ فِي قُلُوبِهِمُ الإِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلَى مِلَّةِ رَسُولِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ.)) ❶

''اے اللہ! ہم صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں، اور تجھی سے بخشش کے طلبگار ہیں۔ ہم تیری اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرے ساتھ کفر نہیں کرتے۔ ہم تو تیرے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور جو تیرے ساتھ گنہگاری میں نڈر ہو جائے ہم اس سے تعلق ختم کر دیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے لیے ہی نماز ادا کرتے، تجھی کو سجدہ کرتے، تیری طرف ہی کوشش کرتے اور جلدی کرتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کی اُمید رکھتے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ تیرا نہایت بڑا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔ اے اللہ! ان کافروں کو سخت سزا دے جو تیرے راستے سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور تیرے دوستوں (اہل ایمان) سے وہ لڑائی (قتال و جنگ) کرتے ہیں۔ اے اللہ! مومن مردوں اور مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے۔ ان کے درمیان اصلاح فرما دے اور ان کے دلوں میں باہمی الفت ڈال دے۔ اپنے اور ان کے دشمنوں پر ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! ان کے دلوں میں ایمان وسنت راسخ کر دے اور انھیں اپنے رسول سیّدنا محمد ﷺ کے طریقہ ومنہج پر ثابت قدمی عطا فرما۔''

۴ ...... سیدنا عبداللہ بن أبی أوفی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی:

---

❶ ارواء الغلیل: ۲/ ۱۷۰ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.)) [1]

''کتاب (قرآنِ مجید) کو اتارنے والے اور جلد حساب لینے والے اے اللہ! کافر جماعتوں کو شکست دے۔ اے اللہ! انھیں شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے۔''

۵ ......صحابہ کرام بطور خاص اور مومنین کو بطور عام مشرکین سے اعلان برأت کی تاکید فرماتے ہوئے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قلت وکمزوری کے باوجود اور پھر دشمنوں کی کثرت کے باوجود، اللہ کے دشمنوں سے برأت کا اعلان کرنے میں ذرا بھی تأمل سے کام نہیں لیا، کسی رشتہ داری کا خیال تک نہیں کیا، پس اسی طرح مشرکین سے اظہار برأت کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ بھی تعلیم دی کہ اپنے رب سے ہمیشہ دعا کرتے رہیں:

((رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ﴾(الممتحنة : ٥)

''اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لیے فتنے کا سبب نہ بنا دینا (کہ وہ ہم پر غالب آ جائیں یا ہماری اخلاقی کمزوری دیکھ کر وہ ایمان ہی نہ لائیں۔) اور اے ہمارے مالک! ہمیں بخش دے۔ بلاشبہ تو ہی زبردست ہے، (بڑی) حکمت والا۔''

٦ ......سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی عظیم کامیابی اور فرعونیوں کی رُسوا کن شکست کے بعد بنی اسرائیل کے نوجوان فرعونیوں سے ڈر اور خوف کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير ح: ٢٩٣٣ ، صحيح مسلم / كتاب الجهاد والسير، ح: ٤٥٤٣ .

ایمان لے آئے ، اور جب بنی اسرئیل پر فرعون کے تکبر اور ظلم کے آثار نمودار ہوئے تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے میری قوم! اگر تم لوگ اللہ پر ایمان لے آئے ہو، تو پھر اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ اسی پر بھروسہ کرو، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اللہ پر توکل کیا، اور دعا کی :

((رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝)) (یونس : ۸۵،۸٦)

''اے ہمارے مالک! ہمیں ان ظالموں کی قوم کے ظلم کا (کہیں) نشانہ نہ بنادینا۔ اور اپنی خاص رحمت کے ساتھ ہمیں کافر لوگوں (کے پنجے) سے نجات دے۔''

۷ ...... قرآن کریم نے اللہ کے مجاہدین کی عملی خوبیاں اور صفات کے بیان کے بعد ان کے قول کی خوبی بیان کی ہے کہ وہ لوگ اللہ کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، توبہ، استغفار کرتے ہیں، اور اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں کہ:

((رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيْٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝)) (آل عمران : ۱٤۷)

''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے، اور ہمارے دینی معاملے میں ہماری زیادتی معاف فرمادے۔ اور (دشمن کے مقابلے میں) ہمارے پاؤں جمادے۔ اور کافروں کی قوم پر ہمیں فتح عطا فرما۔''

۸...... ((رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝)) (البقرة : ۲۵۰)

''اے ہمارے پروردگار! ہمارے اوپر صبر (ثابت قدمی) نازل فرمادے، اور

ہمارے پاؤں (میدانِ جنگ میں) جما دے۔ اور کافروں کی قوم پر ہمیں فتح نصیب فرما۔''

۹...... جب دشمن مقابلہ پر ہی آمادہ ہو تو جم کر اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے، اور ایسے موقعہ پر اس دعائے مسنونہ کا پڑھنا ضروری ہے:

((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.)) ❶

''(اپنی) کتاب (قرآن مجید) کو اتارنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور کافر جماعتوں کو شکست دینے والے اے اللہ! ان (تمام اپنے دشمنوں) کو شکست سے دوچار کر دے اور ہمیں ان پر فتح نصیب فرما۔''

۱۰...... ((اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.)) ❷

''اے اللہ! ہم تجھی کو ان (بدبخت کافروں اور مشرکوں) کے مقابلے میں کرتے ہیں، اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔''

۱۱...... الأذکار للنووی (رحمہ اللہ) کے مطابق قنوتِ نازلہ میں درج ذیل اذکار اور دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.)) ❸

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، ح: ٢٩٦٦، ٣٠٢٥.

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، ح: ١٥٣٧ اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

❸ صحیح البخاری، کتاب التوحید، ح: ٧٤٢٦ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ح: ٦٩٢١.

''غیر محیط علم والے، نہایت بردبار اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ عرشِ عظیم کے مالک اللہ رب العالمین کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ تمام آسمانوں کے مالک و خالق، ساری زمین کے مالک و خالق اور نہایت معزز عرش کریم کے مالک اللہ کریم کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔''

۱۲ ...... ((**يَا قَدِيْمَ الإِحْسَانِ ، يَا مَنْ إِحْسَانُهُ فَوْقَ كُلِّ إِحْسَانٍ ، يَا مَالِكَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ، يَا ذَالْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ ، يَا مَنْ لَا يُعْجِزُهُ شَيْئٌ وَلَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْئٌ ، اُنْصُرْنَا عَلَى أَعْدَائِنَا هٰؤُلَآءِ وَغَيْرِهِمْ وَأَظْهِرْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ عَافِيَةٍ وَسَلَامَةٍ عَامَّةٍ عَاجِلًا.**))[1]

''قدیم زمانے سے احسان کرنے والے ،اے وہ ذاتِ اقدس کہ جس کا احسان ہر نیکی پر غالب ہے۔ اے دنیا وآخرت کے مالک! ہمیشہ کے لیے زندہ اور قائم رہنے والے اللہ! اے صاحب جلال اور عظمت و بزرگی والے اللہ! اے وہ ذات کہ جسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی اور نہ کوئی اس سے عظیم ہوسکتا ہے۔ ہمارے تمام دشمنوں پر ہماری مدد فرما۔ جلد پہنچنے والی ہر طرح کی عافیت اور عام سلامتی کے ساتھ ہمیں ان پر غالب فرما۔''

۱۳ ...... ((**رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝**))

(البقرة: ٢٨٦)

---

[1] الأذكار للنووی، ص: ٣٠٥.

''اے ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول گئے ہوں یا ہم نے کوئی خطا کر لی ہو، تو اس پر ہمارا مواخذہ نہ کرنا۔ اے رب کریم! جیسے پہلے لوگوں پر تو نے (شریعت کے سخت احکام والا) بھاری بوجھ ڈالا تھا، ویسا بوجھ ہم پر مت ڈالنا۔ اے ہمارے خالق و مالک، ہمارے پروردگار! جس بوجھ کے اُٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں، وہ ہم سے نہ اُٹھوا۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا حامی و مددگار اور آقا ہے، کافروں کی قوم پر (ان کے مقابلے میں) ہماری مدد فرما۔'' **اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.**

رزق کی فراوانی کے لیے:

شروع کتاب میں جن حالات، اوقات اور مقامات کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان میں دوسرے حالات، اوقات اور مقامات کی نسبت دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے، ان میں سے کسی بھی وقت، حالت اور مقام کا موقع محل دیکھ کر، نہایت یکسوئی، خضوع وخشوع اور کامل ایمان و یقین کے ساتھ اپنے رب کریم، اللہ ذوالجلال والاکرام کے سامنے (جتنی اللہ توفیق دے نوافل ادا کرنے کے بعد کہ ان نوافل سے پہلے نہایت اچھے طریقے سے وضو کرلیا ہو۔) اپنے تنگدست ہاتھوں کو اُٹھا کر نہایت عاجزی کے ساتھ مانگیے۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ آپ کی بہتر روزی کا کیسے انتظام فرماتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں ربّ کائنات کا وعدہ ہے:

﴿ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۝ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ ﴾

(الطلاق: ۲،۳)

''اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ (ہر آفت میں) اُس کے

لیے ایک آسانی کا راستہ نکال دیتا ہے۔ اور اُسے وہاں سے روزی پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو وہ اس کے لیے کافی ہوجاتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تو اپنا کام ضرور پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا اندازہ ٹھہرا چکا ہے۔''

درج ذیل احادیث مبارکہ کی روشنی میں آپ کی مشکل حل کرنے میں ایک نہایت مفید راستے کا تعین ہوا ہے، عمل کیجیے۔

❀ ......''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً بلاناغہ ہر روز رات کے وقت میں (دوتہائی شب کے بعد) ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس میں اگر کوئی مسلمان آدمی دُنیا اور آخرت کی بھلائیوں میں سے کچھ مانگ رہا ہو تو رب کریم یہ چیز اُس کو ضرور عطا کر دیتے ہیں۔'' [1]

❀ ......''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہمارا پروردگار، اللہ تعالیٰ ہر رات کو جب آخر تہائی حصہ رات کا رہ جاتا ہے تو آسمانِ دُنیا پر نزول کر کے ارشاد فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہو کہ میں اس کی دُعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اُس کو عطا کر دوں؟ اور کون ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور میں اُس کو معاف کر دوں؟'' [2]

صحیح مسلم میں ان الفاظ کا بھی اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم/ كتاب صلاة المسافرين/ حديث: ١٧٧٠.

[2] صحيح البخاری / كتاب الدعوات / ح: ٦٣٢١ ، وصحيح مسلم ، كتاب صلوٰة المسافرين، ح: ٧٣ ، ١٧٧٢.

((فَلاَ یَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یُضِیْءَ الْفَجْرُ))

''وہ باری تعالیٰ اپنی اسی مقدس حالت میں پکارتا رہتا ہے، حتی کہ فجر روشن ہوجاتی ہے۔''

تو اس مبارک وقت میں کم ازکم دو رکعات ادا کرنے کے بعد اپنے پروردگار کے سامنے ہاتھ پھیلا کر پہلے یہ دعا پڑھیں:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ ، أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ ، وَلَكَ الْحَمْدُ ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ، وَمَنْ فِيْهِنَّ ، أَنْتَ الْحَقُّ ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ ، وَالنَّارُ حَقٌّ ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. أَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ ، أَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.))[1]

''اے اللہ! ہر قسم کی حمد وثناء تیرے ہی لیے ہے۔ تو تمام آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا ہے، اور تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو تمام آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے۔ تیرے ہی لیے تعریف ہے کہ تو ہی تمام آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اُن کا رب (پروردگار اور پالنہار) ہے۔ تو خود حق ہے، تیرا وعدہ سچا ہے۔ تیرا فرمان حق ہے اور تیری ملاقات بھی حق۔ جنت بھی حق (سچ) ہے، جہنم بھی حق ہے اور قیامت بھی حق، اے اللہ! میں نے تیری اطاعت اختیار کر لی ہے اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا ہوں، تجھ پر میں توکل کرتا ہوں۔ تیری طرف جھکتا ہوں۔ تیرے

[1] صحیح مسلم / کتاب صلاۃ المسافرین / ح: ۱۸۰۸.

ساتھ ہو کر اوروں سے میں جھگڑتا ہوں اور تیرا ہی میں فیصلہ تسلیم کرتا ہوں۔
سوتو میرے اگلے، پچھلے، چھپے اور علانیہ گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ! تو ہی
میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔''

(2) اس کے بعد دُرودِ ابراہیمی کہ جس کا مکمل متن اور ترجمہ پیچھے گزر چکا ہے۔

(3) اس کے بعد درج ذیل دُعائیں نہایت خشوع سے پڑھیں:

۱...... ﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o ﴾ (البقرة: ۲۰۱)

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی بھلائی دے، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچائے رکھنا۔''

۲...... ﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَo ﴾ (المائدة: ۱۱٤)

''اے اللہ! اے ہمارے رب کریم! آسمان سے ایک دسترخوان ہم پر اُتار دے، جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں (آنے والی نسل) کے لیے عید ہو۔ اور (یہ دسترخوان) تیری (قدرت کی) ایک نشانی ہو۔ اور ہمیں رزق عطا فرما، جبکہ تو بہتر رزق دینے والا ہے۔''

۳...... ﴿ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌo ﴾ (القصص: ۲٤)

''اے میرے رب! (اس وقت) جو کوئی نعمت تو مجھ پر اُتارے، میں (ہرقسم کی روزی کا) محتاج ہوں۔''

۴...... ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ ،

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.))[1]

''نہایت بردبار سب سے عظیم (عظمتوں والے) اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ اُس اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ تمام آسمانوں اور زمین کے رب اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عرشِ کریم کا مالک ہے۔''

۵...... ((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ ، وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.))[2]

''اے اللہ! میں تیری رحمت ہی کی اُمّید رکھتا ہوں۔ پس تو مجھے ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر اور میرے لیے میرے تمام کام درست کر دے۔ تیرے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔''

۶...... ((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ.))[3]

''اے اللہ! میں تیری نعمت کے چھن جانے سے اور تیری عافیت کے پھر جانے سے، اور ناگہانی عذاب سے اور تیرے ہر طرح کے غصے سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔''

۷...... ((أَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ ، وَالْقِلَّةِ ، وَالذِّلَّةِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ.))[4]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الدعوات ح: ٦٣٤٦۔ صحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء / ح: ٦٩٢١

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب ح: ٥٠٩٠ ومُسند أحمد: ٥/٤٢. شیخ ألبانی اور الأرناؤوط رحمهما اللّٰه نے اسے ''حسنٌ'' کہا ہے۔

[3] صحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء، ح: ٦٩٤٣.

[4] صحیح سنن ابی داؤد، ابواب الوتر، ح: ١٥٤٤.

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں محتاجی (فقر و فاقہ)، مال کی کمی اور ذلت و رسوائی سے، جیسا کہ میں اس بات سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا میرے اوپر ظلم کیا جائے۔''

۸...... ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ)) [1]

''اے اللہ! تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے راہِ ہدایت نصیب فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔''

۹...... ((أَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ.)) [2]

''اے اللہ! تو اپنے رزق کو میرے بڑھاپے اور میری عمر کے ختم ہونے تک میرے اوپر کشادہ فرما دے۔''

۱۰..... ((أَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ.)) [3]

''اے اللہ! تو (تمام مخلوقات کے خالق! اُن) سب سے پہلے ہے۔ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ تو ہی سب سے آخر میں رہے گا، تیرے بعد کوئی چیز نہ ہوگی۔ تو ظاہر و غالب ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ تو (لوگوں کی نظروں سے اوجھل) باطن ہے۔ تیرے بغیر کوئی چیز نہیں یعنی تجھ سے زیادہ چھپی ہوئی۔ اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارا قرض ادا فرما دے اور ہم سے محتاجی دُور کر کے ہمیں امیر

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ح: ٦٨٥٠.
[2] مستدرك الحاكم: ١/٥٤٢ وصحيح الجامع الصغير: ١٢٦٦.
[3] صحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء / ح: ٦٨٨٩.

کردے۔''

۱۱.....((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِالْقَبْرِوَعَذَابِ الْقَبْرِوَمِنْ فِتْنَةِالنَّارِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ. أَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.))[1]

''اے اللہ! میں سستی ، بڑھاپے کی کمزوری، گناہ اور تاوان سے، قبر کے فتنے (آزمائش) سے، عذابِ قبر، جہنم کی آزمائش اور عذابِ جہنم سے۔ اور مالداری کی آزمائش والے شر سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ (اے اللہ!) میں محتاجی کی آزمائش سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور (اے اللہ!) میں مسیح دجّال کی آزمائش (فتنے) سے بھی تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! مجھ سے میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھودے، اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک صاف کردے، جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے پاک صاف کردیا، اور میرے اور میرے گناہوں میں اتنی دوری کردے، جتنی مشرق اور مغرب میں دُوری ہے۔''

اور آخر میں ایک بار پھر درودِ ابراھیمی پڑھیے۔ اللہ کریم ہماری اور آپ کی مشکلات آسان کرکے ہماری روزی میں برکت ڈال دے، اور اللہ رب العالمین صرف اپنے ہی دربار میں جھکنے کی توفیق دے، اور وہ ہماری ہر مشکل میں ہماری طرف سے کافی ہوجائے۔ اللہ کسی اور کا محتاج نہ کرے۔[آمِیْنَ، أَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.]

❁❁❁❁

[1] صحیح البخاری / کتاب الدعوات / ح: ٦٣٦٨ وحدیث: ٦٣٧٦.

مختلف مناسبات پر اذکارِ مسنونہ

آدابِ سفر

سفر کے کچھ آداب بھی ہیں، مثلاً:

۱۔ سفر میں نماز قصر ادا کرنا (چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھنا)

۲۔ اور اگر سفر میں سستانے کی ضرورت پڑے تو راستہ سے ہٹ کر سستانا اور بیٹھنا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر راستے پر بیٹھ بھی جائیں، تو چند چیزوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

(ا) نگاہیں نیچی رکھنا یعنی غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھنا، اسی طرح عورتیں غیر محرم مردوں کو نہ گھوریں۔

(ب) اگر راستے پر کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ہو تو اس کا ہٹا دینا (جیسے کانٹے دار جھاڑی، اینٹ، پتھر وغیرہ) اسی طرح اگر کسی کی گاڑی خراب ہو جائے تو اس کو دھکا لگا کر ایک سائیڈ پر کرا دینا بھی اس میں داخل ہے۔

(ج) سلام کا جواب دینا۔

(د) نیکی کا حکم دینا۔

(ھ) اور برائی سے روکنا۔ [1]

اس کے متعلق مولانا محمد داؤد راز دھلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''دعائیں التجائیں''

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب افنية الدور والجلوس فيها والجلوس على الصعدات، ح: ٢٤٦٥، وصحيح مسلم كتاب اللباس والزينة ،باب النهى عن الجلوس فى الطرقات واعطاء الطريق حقه، ح: ٢١٢١۔

میں اچھا نوٹ لکھا ہے، قارئین کے پیش خدمت ہے، ''فخر کائنات احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی مقدس تعلیم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر ایک گوشے کے متعلق بہترین رہنمائی فراہم کرتی ہے، اور یہی آپ ﷺ کی صداقت کی ایک ناقابل تردید دلیل ہے، سفر کے متعلق بیش قیمت ہدایات مختصر لفظوں میں ملاحظہ فرمائیے۔

رسول اللہ ﷺ کے تعلیم فرمودہ آدابِ سفر ایسے پاکیزہ ہیں کہ ان کو ملحوظ رکھنے سے اپنے نفس کو اور جملہ ساتھیوں کو بھی آرام ملے گا۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کسی اہم ترین سفر کے لئے جمعرات کے دن صبح سویرے گھر سے نکلنا پسند فرماتے تھے۔ [1]

۲۔ رات کو تنہا سفر کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

۳۔ فرمایا کہ قافلہ کی شکل میں جب سفر کرو تو جس بھائی کے پاس فالتو سواری ہو وہ اپنے بھائی کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے، اور جس کے پاس فالتو توشہ (راشن) ہو وہ بھی اس نادار کو دے دے۔ [3]

۴۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔'' [4]

پس یہ سفر معقول ضرورت ہی کے لیے اختیار کرنا چاہیے۔

۵۔ (آپ کی) عادت مبارک تھی کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف لے جاکر دو رکعت نماز شکرانہ ادا فرماتے، پھر لوگوں کو شرفِ ملاقات بخشتے۔ [5]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب من اراد غزوة فورّی بغیرها، ح: ۲۹٤۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب السیر وحده، ح: ۲۹۹۸.

[3] صحیح مسلم، کتاب اللقطه، باب استحباب، المواساة بفضول المال، ح: ۱۷۲۸.

[4] صحیح بخاری، کتاب العمرة، باب السفر قطعة من العذاب، ح: ۱۸۰٤) صحیح مسلم، کتاب الأمارة باب السفر قطعة من العذاب، ح: ۱۹۲۷.

[5] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب الصلاة اذا قدم من السفر، ح: ۳۰۸۷، ۳۰۸۸) صحیح مسلم، کتاب الصلاة المسافرین، باب استحباب رکعتین، فی المسجد لمن قدم من سفر اوّل قدومه، ح: ۷۲٤، ۷۱۵، ۷۱٦.

۶۔ فرمایا کہ اگر اجتماعی شکل میں سفر ہو رہا تو ایک کو اپنے میں سے قائد قافلہ بنا لو، تا کہ شانِ اجتماعیت قائم رہے، اس کو امیر سفر کہا جاتا ہے۔ ❶

۷۔ سفر میں جو نیک دعائیں کی جائیں، وہ جلد درجہ قبولیت حاصل کر لیتی ہیں، یہ جملہ ہدایات اپنی اپنی جگہ پر بڑی اہمیت اور بڑے فوائد ومصالح پر مبنی ہیں، اللہ پاک سمجھنے اور عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

۸۔ اسی طرح سفر سے واپسی پر فوراً گھر میں مت داخل ہوں، بلکہ ممکن ہو تو پہلے سے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع دیں، تا کہ آدمی کو اس کی بیوی پراگندہ حالت میں نہ ملے، اور آپ کے آنے کی اطلاع پا کر وہ اپنے آپ کو بنا سنوار لے، اور بال وغیرہ مونڈ لے۔ ❷

۹۔ اور اگر آپ کے پاس گاڑی یا دوسری کوئی سواری ہے تو واپسی پر آتے ہوئے جو بچہ آپ کو ملے اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر لے آئیں۔ ❸

سوار ہونے کی دعا

((بِسْمِ اللّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی القوم یسافرون یؤمرون احدهم، ح: ٢٦٠٨، ٢٦٠٩
اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن صحیح کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب تستحد المغیبة و تمتشط الشعثة، وباب طلب الولد، ح: ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧.

❸ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب استقبال الغزاة ح: ٣٠٨٢، و صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عبدالله بن جعفر رضی اللہ عنهما، ح: ٢٤٢٧، ٢٤٢٨.

الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ .))❶

''اللہ کے نام کے ساتھ، سب تعریف اللہ کے لیے ہے، پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اس سواری (یا سفر) کو ہمارے لیے مسخر کر دیا، حالانکہ ہم اسے ملنے والے نہیں تھے، اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، پاک ہے تو اے اللہ! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، پس مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔''

سفر کی دعا

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ، وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى ، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى ، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا ، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ.))❷

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ہمارے لیے اس سواری (یا سفر) کو مسخر کر دیا، حالانکہ ہم اسے ملنے والے نہ تھے۔ اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں۔ اور اس عمل کا جسے تو پسند کرے سوال کرتے ہیں،

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، ح: ٢٦٠٢، سنن ترمذی، کتاب الدعوات، ح: ٣٤٤٦ اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم / کتاب الحج / باب استحباب الذّکر إذا رکب دابته ...... الخ، ح: ٣٢٧٥.

اے اللہ! ہمارا یہ سفر ہم پر آسان فرما دے، اور اس کی دوری ہم سے طے کر دے، اے اللہ! تو ہی سفر میں میرا ساتھی اور گھر والوں میں میرا نائب ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت سے، مال اور اہل میں غم والے منظر سے اور ناکام لوٹنے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

اور جب لوٹتے تو یہی کلمات کہتے، البتہ یہ الفاظ زیادہ کہتے:

((آئِبُوْنَ ، تَائِبُوْنَ ، عَابِدُوْنَ ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ .)) ❶

''ہم واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب ہی کی حمد کرنے والے ہیں۔''

بستی یا شہر میں داخل ہونے کی دعا

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ ، أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ أَهْلِهَا وَشَرِّ مَافِيْهَا .)) ❷

''اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جن پر انہوں نے سایہ کیا ہے، اور ساتوں زمینوں کے رب اور جن چیزوں کو انہوں نے اُٹھایا ہے، اور شیطانوں کے رب اور ان چیزوں کے جنہیں انہوں نے

---

❶ مسلم / کتاب الحج / باب استحباب الذّکر إذا رکب دابته ...... الخ ، ح: ۳۲۷۵.

❷ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے: مستدرك حاكم: ۱/۴۴۶ ابن السني: ۵۲۵ حافظ نے الاذکار کی تخریج میں اسے حسن کہا ہے: ۵/۱۵۴ ابن باز نے فرمایا: اسے نسائی رحمہ اللہ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ تحفة الاخیار، ص: ۳۷.

گمراہ کیا ہے، اور ہواؤں کے رب اور جو کچھ انہوں نے اُڑایا ہے۔ میں تجھ سے اس بستی کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی خیر کا سوال کرتا ہوں جو اس میں ہے۔ اور میں اس کے شر سے اور اس کے رہنے والوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے جو اس میں ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

بازار میں داخل ہونے کی دعا

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص بازار میں داخل ہوکر یوں کہے، اللہ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ دس لاکھ خطائیں اُس سے معاف کر دیتے ہیں اور دس لاکھ درجات بلند کر دیتے ہیں:

((لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَـرِيْكَ لَـهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْـحَـمْـدُ ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) [1]

''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے حمد، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ زندہ ہے مرتا نہیں ہے۔ اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر ہے۔''

مسافر کی دعا جب وہ صبح کرے

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو صبح کرتے ہوئے یہ کلمات کہا کرتے تھے:

((سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَـلَائِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا

---

[1] سنن ترمذی، كتاب الدعوات، رقم: ٣٤٢٨، ٣٤٢٩، مستدرك حاكم: ١/ ٥٣٨ ـ صحيح الترمذی: ٢/ ١٥٢

وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا ، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ .)) ❶

''ایک سننے والے نے (ہماری زبان سے ادا کردہ) اللہ کی حمد اور اس کے ہم پر اچھے انعامات (پر شکر) کو سنا، اے ہمارے رب! ہمارا ساتھی بن اور ہم پر فضل فرما۔ (میں) آگ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے (یہ دعا کرتا ہوں)''

دورانِ سفر کسی منزل پر اُترتے وقت

سیّدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو بھی شخص کسی جگہ پڑاوَ ڈالتا ہے یعنی ستانے کے لیے ٹھہرتا ہے، اور یہ دعا پڑھتا ہے، تو وہاں سے دوبارہ چلنے تک اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (انشاء اللہ)

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .)) ❷

''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''

سفر سے واپسی کی دعا

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنگ یا حج سے لوٹتے تو ہر جگہ پر تین دفعہ [اَللّٰهُ اَكْبَرُ] کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے:

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، آئِبُوْنَ ، تَائِبُوْنَ ، عَابِدُوْنَ ، سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ،

---

❶ صحيح مسلم / كتاب الذكر والدعاء، ح: ٦٩٠٠ .

❷ صحيح مسلم / ايضًا. ح: ٦٨٧٨.

وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.))❶

''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے، اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر ہے۔ ہم واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، صرف اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا، اور اپنے بندے کی مدد کی، اور (اُس) اکیلے نے لشکروں کو شکست دی۔''

کسی کے ہاں کھانا کھانے کے بعد

((أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ ، فَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.))❷

''اے اللہ! اس رزق میں جو تو نے ان کو عطا کر رکھا ہے برکت ڈال دے۔ پس ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔''

اور جو کوئی دُودھ وغیرہ پلائے، اس کے لیے کہے:

((أَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِيْ ، وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ.))❸

''اے اللہ! تو اسے کھلا دے جس نے مجھے کھلایا، اور جس نے مجھے پلایا تو اسے بھی پلا دے۔''

خود اپنا کھانا کھا کر دعا

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے کہ ''تم میں سے کوئی بھی آدمی جب کھانا کھانے لگے تو پہلے ((بِسْمِ اللّٰهِ)) پڑھ لے، اور اگر شروع میں بھول جائے تو جب یاد آئے ((بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ)) پڑھ لے۔''❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسر، ح: ۲۹۹۵، صحیح مسلم، کتاب الحج، ح: ۳۲۷۸.

❷ صحیح مسلم، کتاب الأشربه ح: ۵۳۲۸. ❸ صحیح مسلم، ایضاً ح: ۵۳۶۲.

❹ صحیح الترمذی، کتاب الاطعمة، ح: ۱۸۵۸، ۱۶۷/۲.

پھر کھانے سے فارغ ہو کر کہے:

ا ......((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ.))[1]

''سب طرح کی اچھی تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے یہ کھانا عطا فرمایا۔''

فضیلت :......سیدنا معاذ بن اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی شخص کھانا کھاتا ہے (اور کھانے کے بعد) یہ دعا پڑھتا ہے تو اللہ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔''

۲......((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.))[2]

''تمام اعلیٰ تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، بہت زیادہ تعریف، نہایت پاکیزہ کہ جس میں برکت رکھی گئی ہے کہ جسے نہ ہی کافی سمجھا گیا ہے (کہ مزید تعریف کی ضرورت نہ ہو) نہ چھوڑا گیا ہے اور نہ ہی اے ہمارے پروردگار! اُس سے بے پرواہی کی گئی ہے۔''

۳......((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا.))[3]

''سب (پاکیزہ، اعلیٰ واَرفع) تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں کہ جس نے کھلایا،

---

[1] سنن أبي داؤد، كتاب اللباس ، ح: ٤٠٢٣ سنن ابن ماجه، ح: ٣٢٨٥ وصحيح الترمذي: ١٥٩/٣.

[2] صحيح البخاري / كتاب الأطعمة / باب ما يقول إذا فرغ من طعامه ، ح: ٥٤٥٨ وجامع الترمذي ، كتاب الدعوات، ح: ٣٤٥٦. حَمْدًا......کا اضافہ جامع الترمذی میں ہے۔

[3] صحيح الترمذي للألباني ، رقم: ٣٤٥٨۔

پلایا، کھانے اور پینے کو نگلنے کے لائق کر دیا، اور اس کے اخراج کا (بذریعہ نظام انہضام) راستہ بنا دیا۔''

مصیبت زدہ کو دیکھ کر دُعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یوں پڑھ لیا، اُسے کوئی آزمائش (مصیبت) نہیں پہنچے گی:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا.)) ❶

''ہر طرح کی حمد وثنا اس اللہ کے لیے ہے کہ جس نے مجھے اس چیز سے عافیت دی، جس میں تجھے مبتلا کیا اور اس نے مجھے اپنے پیدا کردہ بہت سارے لوگوں پر بڑی فضیلت بخش رکھی ہے۔''

کفارۂ مجلس کی دعا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یوں کہہ لے، تو اس کی اس مجلس میں لغویات کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.)) ❷

''اے اللہ! تو (ہر نقص وعیب سے) پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ (تو تعریف کیا گیا ہے) میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔

---

❶ جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما يقول اذاری مبتلی، ح: ٣٤٣٢ سلسلة الصحيحة، ح: ٢٧٣٧.

❷ صحيح جامع الترمذی، باب ما يقول إذا قام من المجلس، ح: ٣٤٣٣۔

میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

۸......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کم ہی کوئی ایسا موقع ہوتا ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء، صحابہ کرامؓ کے لیے مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ دعا نہ کی ہو:

((أَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ ، وَمِنَ الْيَقِينِ مَاتُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا ، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا ، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا ، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا ، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا ، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا ، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا.)) [1]

''اے اللہ! ہمیں اپنے خوف کا حصہ اس قدر وافر عطا فرما کہ جو ہمارے اور ہماری نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے (اور ہمیں غلطیاں نہ کرنے دے) اور اپنی اطاعت کا حصہ بھی اس قدر وافر عطا فرما کہ اس کے ذریعے تو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے۔ اور یقین سے ہمیں اس قدر وافر حصہ عطا فرما کہ اس کے سبب تو ہم پر دنیاوی مسائل کو نہایت معمولی بنا دے، اور ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور اپنی قوت سے فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما جب تک ہم زندہ رہیں، انہیں آخر تک قائم رکھ، اور ہمیں ان لوگوں سے بدلہ لینے دے کہ جو ہم پر ظلم کرتے ہیں، اور ہمیں ان لوگوں پر کامیاب فرما جو ہمارے ساتھ دشمنی کریں۔ ہمیں ہمارے دین میں کوئی مصیبت نہ پہنچا اور دنیا کے حصول کو

[1] جامع الترمذی/ کتاب الدعوات، ح: ۳۵۰۲۔ صحیح الکلم الطیب، للألبانی ح: ۱۶۹/۲۲۵.

ہمارا عظیم مقصد نہ بنا اور نہ اسے ہمارے علم کی غرض و غایت بنا۔ اور (اے اللہ!) ان لوگوں کو ہمارے اُوپر مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہیں کرتے۔''

نیند میں خوف زدہ ہونے پر دُعا

& ...... رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے کہ؛ تم میں سے کوئی شخص جب نیند میں خوف زدہ ہو جائے تو وہ یوں پڑھے:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.))[1]

ترجمہ:......''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ، اللہ کی ناراضگی، اس کے عذاب ، اس کے بندوں کے شر، شیطانوں کے چوکے لگانے اور اس بات سے کہ یہ شیطان میرے قریب بھٹک سکیں، اللہ رب العالمین کی پناہ کا طلب گار ہوں۔''

[تو وہ (خواب میں دکھائی دینے والے انسان اور جن) اُسے ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔]

رات کو آنکھ کھلنے پر دُعا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو بیدار ہونے پر یہ دعا پڑھے، پھر کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ''اے اللہ! مجھے بخش دے'' یا کوئی اور دعا کرے تو وہ قبول ہو جاتی ہے، اور اس کے بعد اگر اس نے وضو کر کے نمازِ تہجد پڑھی تو وہ بھی قبول کر لی جاتی ہے۔ دعا یہ ہے:

ا ......((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.))[2]

---

[1] جامع الترمذی، کتاب الدعوات، ح: ٣٥٢٨۔، الکلم الطیب: ٣٥/٤٨۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، سوائے اس جملے کے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اپنے ان بچوں کو جو بلوغت کو پہنچ جاتے، انہیں ان کلمات کی تعلیم دیتے، اور جو بالغ نہ ہوتے ان کے گلے میں یہ کلمات لکھ کر لٹکا دیتے، تاکہ وہ انہیں یاد کرتے رہیں۔ [2] صحیح البخاری / کتاب التهجد، ح: ١١٥٤.

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی (ملک و ملکیت) سب اُسی کی ہے، اور ہر طرح کی حمد وثنا بھی اُسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کی ذات (ہر عیب، نقص اور برائی سے) پاک ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی کو گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے، اور نہ ہی نیکی کرنے کی ہمت۔''

۲ ...... امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب الدعوات کے اندر ایک باب یوں قائم کرکے بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ. ''رات میں آدمی کی آنکھ کھل جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے؟'' درج ذیل دعا درج فرمائی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ کہتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا ، وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا ، وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا ، وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا ، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا ، وَفَوْقِيْ نُوْرًا ، وَتَحْتِيْ نُوْرًا ، وَأَمَامِيْ نُوْرًا ، وَخَلْفِيْ نُوْرًا ، وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا.)) [1]

''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میری سماعت میں نور پیدا کر، میرے دائیں طرف نور پیدا کر، میرے بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اُوپر نور پیدا کردے، میرے نیچے نور پیدا کردے، میرے آگے نور پیدا کر۔ میرے پیچھے نور پیدا کردے اور مجھے نور عطا فرمادے۔''

۳ ...... صبح وشام کے خصوصی اذکار اور دعاؤں والی فصل میں ہم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ذکر درج کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، حدیث: ٦٣١٥.

نے اُسے بھی مندرجہ بالا باب کے تحت ذکر فرمایا ہے۔

علم میں اضافہ کی دعائیں

رسول اللہ ﷺ یوں اپنے رب کے سامنے عرض کیا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ ، وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ ، وَزِدْنِیْ عِلْمًا)) [1]

''اے اللہ! مجھے اس علم سے فائدہ عطا فرما کہ جسے تو نے مجھے عطا کیا ہے، اور مجھے ایسا علم عطا کر دے جو میرے لیے فائدہ مند ہو، اور میرے علم میں اضافہ فرما۔''

۴.....قرآن مجید میں اللہ کریم نے اپنے حبیب وخلیل نبی محمد ﷺ کو علم میں اضافہ کے لیے دعا کی تعلیم فرمائی کہ آپ فرمائیں:

﴿ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا. ﴾ (سورۂ طه: ۱۱٤)

''اے میرے رب! مجھے اور زیادہ علم دے۔''

۵.....سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب اس (مندرجہ بالا) آیت کی تلاوت کرتے تو یوں دعا کرتے:

((أَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ إِيْمَانًا وَّ تَصْدِيْقًا.)) [2]

''اے اللہ! میرے ایمان وتصدیق میں اضافہ فرما دے۔''

---

[1] جامع الترمذی / کتاب الدعوات، ح: ۳۵۹۹، علامہ البانی نے آخری جملہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ...... کو چھوڑ کر باقی کو "صحیح" کہا ہے۔ سنن ابن ماجه / ابواب الدعاء، ح: ۳۸۳۳.

[2] معالم التنزیل (تصدیق سے مراد علم ہے۔)

اِنشراح صدر، قوت حافظہ اور ملکہ گویائی کے لیے ایک اہم وظیفہ

۷......سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضمن میں اللہ سے یوں دعا کی تھی:

((رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ o وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ o وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ o یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ o)) (طٰہٰ: ۲۵ تا ۲۸)

''اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے، اور میرا کام (دعوت الی اللہ اور علم شریعت کے حصول والا) مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ (لُکنت کو) کھول دے۔ (فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرنے لگوں، تاکہ) وہ میری بات کو سمجھیں۔''

فائدہ:......آپ بھی ان کلماتِ مقدسہ کو بکثرت پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ علم و معرفت شریعت کے لیے آپ کا بھی سینہ کھول دے گا، اور فصاحت لسانی کے لیے آپ کی زبان صاف کر دے گا۔

نیک اولاد کے لیے دعا

جس شخص کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ (سیّدنا زکریا علیہ السلام کی طرح) اللہ سے درج ذیل الفاظ کے ساتھ دعا کرے، اللہ اُسے ضرور اولاد سے نواز دیں گے۔ ان شاء اللہ

﴿ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴾

(آل عمران: ۳۸)

''اے میرے رب! مجھے بھی اپنی طرف سے (نیک اور) پاکیزہ اولاد عنایت فرما دے۔ بلاشبہ تو دعا کو (خوب) سننے والا (اور قبول کرنے والا ہے)''

﴿ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ o ﴾

(الأنبیآء: ۸۹)

''اے میرے رب! مجھے (دنیا میں) اکیلا (بے اولاد) مت چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر (وارث) ہے۔''

دعائے استخارہ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہمارے تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

''جب تم میں سے کسی کو کوئی اہم معاملہ پیش آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ فرضوں کے علاوہ دو رکعات پڑھے اور پھر یوں دعا مانگے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ،وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ. فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ.)) [1]

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت خیر طلب کرتا ہوں۔ اور تیری قدرت کی بدولت تجھ سے طاقت مانگتا ہوں۔ اور تیرے فضل عظیم کا میں طلب گار ہوں کہ تو ہی قدرت رکھتا ہے اور مجھے کوئی قدرت نہیں۔ اور تو ہی علم رکھتا ہے، میں علم نہیں رکھتا (کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہوگا یا نہیں؟) جبکہ تو تمام پوشیدہ باتوں

[1] صحیح البخاری، کتاب التهجد، ح: ١١٦٢.

کو جاننے والا ہے۔ اے میرے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام کہ جس کے لیے
ہیں استخارہ کر رہا ہوں، میرے دین و دنیا اور میرے کام کے انجام کے اعتبار
سے میرے لیے بہتر ہے، تو اسے میرے نصیب میں کر دے اور اس کا حصول
میرے لیے آسان کر دے اور پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دے۔
اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور میرے کام کے انجام کے
اعتبار سے برا ہے، تو اسے مجھ سے دُور کر دے اور مجھے بھی اس سے دُور کر
دے۔ اور میرے لیے خیر مقدر فرما دے، وہ جہاں بھی ہو اور اس سے میرے
دل کو مطمئن بھی کر دے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا کہ استخارہ کرنے والا اَنَّ **هٰـذَا الْأَمْـرَ** کی بجائے...... اپنے
کام کا نام لے۔''

فوائد:

۱۔ اللہ مالک الملک سے مشورہ وغیرہ طلب کرنے کا نام استخارہ ہے، اس عمل یعنی استخارہ کرنے کے بعد حالات اور قلبی ارادہ کا مطالعہ کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے، گویا وہی اللہ تعالیٰ کا مشورہ ہے اور اس میں بھلائی ہے۔

۲۔ استخارہ سے کاموں میں برکت پیدا ہوتی ہے، یہ ضروری نہیں کہ استخارہ کے بعد کوئی خواب بھی دیکھا جائے، یا کسی دوسرے ذریعہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ پیش آمدہ معاملہ میں کون سی روش مناسب ہوگی، اس طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ طبعی رجحان ہی کی حد تک کوئی بات استخارہ سے دل میں پیدا ہو جائے۔

حدیث میں استخارہ کے یہ فوائد کہیں بیان نہیں ہوئے ہیں، اور واقعات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ استخارہ کے بعد بعض اوقات ان میں سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی، بلکہ استخارہ کا مطلب صرف طلب خیر ہے، جس کام کا ارادہ ہے یا جس معاملہ میں آپ

الجھے ہوئے ہیں، گویا استخارہ کے ذریعے آپ نے اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت پر چھوڑ دیا ہے، اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پوری طرح اس پر توکل کا وعدہ کرلیا جیسا کہ دعا کے الفاظ ہیں ''میں تیرے علم کے واسطے سے......'' یہ توکل اور تفویض نہیں تو اور کیا ہے؟ اور پوری دعا کے آخری الفاظ ''میرے لئے خیر مقدر فرما دیجئے، جہاں بھی ہو......'' یہ رضا بالقضاء کی دعا ہے اللہ کے نزدیک معاملہ کی جو نوعیت صحیح ہے کام اس کے مطابق ہو، اور پھر اس پر بندہ اپنے لئے ہر طرح اطمینان کی بھی دعا کرتا ہے کہ دل میں اللہ کے فیصلے کے خلاف کسی قسم کا خطرہ بھی نہ پیدا ہو، دراصل استخارہ کی اس دعا کے ذریعے بندہ اوّل تو توکل کا وعدہ کرتا ہے، پھر ثابت قدمی اور رضا بالقصاء کی دعا کرتا ہے کہ خواہ معاملہ کا فیصلہ میری خواہشات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، وہ خیر و بھلائی ہے اور میرا دل اس سے مطمئن ہو جائے اور راضی بھی ہو جائے، اگر واقعی کوئی خلوص دل سے اللہ کے حضور دونوں باتیں پیش کر دے تو اس کام میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے برکت یقیناً ہوگی۔ استخارہ کا صرف یہی فائدہ ہے، اس سے زیادہ اور کیا چاہیے؟

۳۔ ہر کام جو انسانی زندگی کے کسی بھی حصہ سے تعلق رکھتا ہو، اس کے لیے ایک مسلمان کو استخارہ کرنا چاہیے، (اور حرام کام کرنے کا تو مسلمان کو تصور بھی نہیں کرنا چاہیے) اس کا طریقہ یہ ہے کہ اوقاتِ ممنوعہ کے علاوہ کسی بھی وقت دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھ لے، اور اس کام کو ابن حجر نے مندوب تک کہا ہے۔ [1]

ایک اہم بات!

سب سے اہم بات یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں بعض لوگوں نے استخارہ کو کاروبار

[1] فتح الباری: ۱۸۶/۱۱

بنا رکھا ہے، اور یہ طریقہ ایک وبائی صورت اختیار کر گیا ہے، لوگوں نے جگہ جگہ استخارہ کرنے کے اڈے بنا رکھے ہیں۔ حالانکہ مسنون تو یہ ہے کہ آدمی خود استخارہ کرے کسی دوسرے سے استخارہ کروانا نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ استخارہ کروانے والوں نے پھر یہ اعتقاد بنالیا ہے کہ فلاں بزرگ سے استخارہ کراؤں گا تو مجھے کوئی پکی بات مل جائے گی، جس پر میں عمل کرلوں گا، اور وہ خواب دیکھ کر صحیح صورتحال سے آگاہ کردیں گے، حالانکہ استخارہ ضرورت مند آدمی اللہ وحدہ لاشریک سے کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا، اور کسی جانب اس کی توجہ مبذول کردے گا، (انشاء اللہ) اچھے کام کے لیے استخارہ کے علاوہ اصحاب الخیر سے مشورہ بھی جاری رکھنا چاہئے۔ (الخضری)

کوئی مشکل پیش آنے پر دُعا

سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ (مشکل زدہ) آدمی یوں پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا.)) [1]

''یا اللہ! کوئی کام آسان نہیں ہوسکتا، مگر جسے تو آسان کردے اور تو جب چاہتا ہے تو غم کو آسان کردیتا ہے۔''

۲......کوئی دُکھ پہنچنے پر قرآنی تعلیم (سورۃ البقرہ:۱۵۵) کے مطابق یہ الفاظ وردِ زبان ہو جائیں، تو اللہ کریم وہ دُکھ دور کردیتا ہے۔

﴿ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾

[1] صحيح ابن حبان، ح: ٢٤٢٧، الأذكار للنووي ص: ١٨٧ علامہ الأرناؤوط نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

''بلا شبہ ہم اللہ کی ملکیت ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم اُسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔''

مریض کی عیادت کے وقت

۱......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت فرماتے تو (اس کے پاس بیٹھ کر) کہتے:

((لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ.)) ❶

''کوئی حرج نہیں، اگر اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں کو دھو ڈالے گی۔''

۲...... مریض پر دم والے الفاظ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی ایسا مسلمان بندہ نہیں کہ جو اپنے کسی ایسے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے آئے جو سوائے مرض الموت کے کسی اور بیماری میں مبتلا ہو اور وہ (۷) بار یوں پڑھے:

((أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ)) ❷

''میں اللہ بزرگ و برتر سے، جو عرش عظیم کا رب ہے، بھیک مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں تندرست کر دے۔''

مگر یہ ہے کہ اُسے (اس مرض سے) عافیت مل جاتی ہے۔

۳...... سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی کسی مریض کی تیمارداری کے لیے آئے تو یوں کہے:

---

❶ صحیح البخاری ، کتاب الدعوات، ح: ٣٦١٦.

❷ جامع الترمذی / کتاب الطب / ح: ٢٠٨٣ وصحیح الترمذی: ٢/ ٢١٠ وصحیح الجامع الصغیر: ١٨٠/٥.

((اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ ، یَنْکَأُ لَكَ عَدُوًّا اَوْ یَمْشِيْ لَكَ إِلٰی صَلَاةٍ.)) ❶

''اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے کہ تیری راہ میں (اپنے اور تیرے) دشمن کو زخمی کرے یا (پھر صحت یاب ہو کر) تجھے راضی کرنے کے لیے کسی نماز کی طرف چلے۔''

موت کے قریب کر دینے والی تکلیف کے وقت

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت کہ جب اسے سخت قسم کی تکلیف پہنچے ہرگز موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ ضرور کچھ کہنا چاہتا ہو تو یوں کہے:

((اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِيْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِي.)) ❷

''اے اللہ! جب تک زندگی میرے لیے بہتر (خیر والی) ہے تب تک تو مجھے زندہ رکھ۔ اور جب وفات (موت) میرے لیے بہتر (خیر والی) ہو جائے اس وقت مجھے دنیا سے اُٹھا لینا یعنی موت دے دینا۔''

کسی عزیز کی فوتیدگی پر دُعا

اُم المؤمنین سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو بھی مصیبت زدہ یہ کلمات پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دُور فرما

---

❶ سنن ابی داؤد / کتاب الجنائز / ح: ۳۱۰۷، الاذکار للنووی، ص: ۲۰۰) المستدرك للحاکم: ۱/ ۳۴۴، ۵۴۹ امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے جب کہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

❷ صحیح البخاری / کتاب المرض، ح: ۵۶۷۱ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء ح: ۶۸۱۴.

دے گا، اور اسے اس کا بدل عطا فرمائے گا۔''

((إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ o أَللّٰهُمَّ أُجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا.)) [1]

''بلاشبہ ہم سب اللہ کی ملکیت ہیں اور بلاشبہ ہم سب اُسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما، اور اس کا نعم البدل عطا فرما۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) وفات پا گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق یہ دعا پڑھنا شروع کر دی، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر خاوند، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے۔

کسی سے تعزیّت کے وقت

((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى ، وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.)) [2]

''بلاشبہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے (باقی سب کچھ) جو اس نے عطا کر رکھا ہے، اور ہر چیز اس کے پاس ایک مقرر مدت تک ہے۔ پس تمہیں چاہیے کہ صبر کرو اور اجر و ثواب کی نیت رکھو۔''

جنازہ کی دعائیں

دوسري تکبیر کے بعد:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، ح: ٢١٢٧.

[2] صحيح مسلم / كتاب الجنائز، ح: ٢١٣٥.

عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰیٓ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.)) [1]

''اے اللہ! تو رحمت نازل فرما (نبی آخر الزمان سیّدنا) محمد پر، اور محمد (رسول اللہ ﷺ) کی آل (اولاد، بیویوں اور اُمت کے تمام صلحاء) پر۔ جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی تھی (اپنے خلیل جد الأنبیاء سیدنا) ابراہیم پر، اور آل ابراہیم پر۔ بلاشبہ تو تعریفوں والا (نہایت تعریف کیا گیا) اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکت نازل فرما (اپنے آخری حبیب وخلیل نبی) محمد پر، اور محمد (رسول اللہ ﷺ) کی آل (اولاد، بیویوں اور تمام صلحاء اُمت) پر۔ جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی تھی ابراہیم پر، اور آل ابراہیم پر۔ بلاشبہ تو تعریفوں والا اور (بلندشان اور نہایت) بزرگی والا ہے۔''

تیسری تکبیر کے بعد:

ا..... **((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا ، وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا ، وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا ، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا أَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِيْمَانِ. أَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ.))** [2]

''اے اللہ! ہمارے زندوں، ہمارے مُردوں، ہمارے حاضر، ہمارے غائب،

---

[1] الأذكار للنووی، ص: ۲۲۹

[2] جامع الترمذی / كتاب الجنائز، ح: ۱۰۲٤ مگر آخری الفاظ جامع ترمذی کے نہیں ہیں۔ سنن أبی داؤد، كتاب الجنائز، ح: ۳۲۰۱، صحيح ابن ماجه، كتاب الجنائز: ۱٤۹۸/۱ ومسند احمد: ۳٦۸/۲.

ہمارے چھوٹوں ، ہمارے بڑوں ، ہمارے مَردوں اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔اے اللہ! تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے، اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے تو فوت کرے اُسے ایمان پر موت دے۔اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کرنا۔''

۲...... ((أَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جَوَارِكَ وَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.)) [1]

''(پہلے فلان کی جگہ مرنے والے کا نام اور دوسرے فلان کی جگہ اس کے باپ کا نام لیں)......اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری پناہ میں ہے۔ اسے قبر کی آزمائش اور جہنم کے عذاب سے بچا دے، جبکہ تو وفا اور حق والا ہے۔اے اللہ! تو اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ یقیناً تو نہایت ہی بخشنہار اور بے حد مہربان ہے۔''

۳...... ((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ.)) [2]

---

[1] سنن أبی داؤد / کتاب الجنائز ، ح: ٣٢٠٢.

[2] صحیح مسلم / کتاب الجنائز ، ح: ٢٢٣٢/٩٣٦.

''اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے عافیت دے اور اس سے درگزر فرما۔ اس کی باعزت مہمانی فرما اور اس کے (دوسرے جہان میں) داخل ہونے کی جگہ کھلی کر دے۔ اسے یعنی اس کے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو ڈال۔ اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے، جس طرح تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیتا ہے۔ اسے اس کے (دنیاوی) گھر کے بدلے بہتر گھر، (دنیاوی) گھر والوں کے بدلے بہتر گھر والے اور (دنیا میں ملنے والی) بیوی کے بدلے بہتر بیوی عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل فرما، اسے عذابِ قبر اور جہنم کی آگ سے پناہ دے دے۔''

۴......((**أَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ لَهُ فَاغْفِرْ لَهُ.**))[1]

''اے اللہ! تو اس (فوت شدہ) کا رب ہے، تو نے ہی اسے پیدا فرمایا، اور تو نے ہی اسے اسلام کی طرف ہدایت دی۔ تو نے ہی اس کی رُوح کو قبض کیا ہے اور تو ہی اس کے پوشیدہ احوال اور ظاہری معاملات کو خوب جانتا ہے۔ ہم اس کے لیے (تیرے سامنے) سفارشی بن کر آئے ہیں، پس تو اسے بخش دے۔''

۵......((**أَللّٰهُمَّ (هٰذَا) عَبْدُكَ وَابْنُ أَمَتِكَ ، اِحْتَاجَ إِلٰى رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ. [أَللّٰهُمَّ] إِنْ كَانَ مُحْسِنًا**

---

[1] سنن أبی داؤد / کتاب الجنائز، ح: ۳۲۰۰ وأخرجه الطبراني فی الدعاء وهو حديثٌ حسنٌ كما قال الحافظ فی تخريج "الأذكار" للنوی رحمه اللّٰه.

فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ.)) [1]

''اے اللہ! (یہ مرنے والا) تیرہ بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہے۔ یہ تیری رحمت کا محتاج ہو گیا ہے، جبکہ تو اسے عذاب دینے سے مستغنی ہے۔ (اے اللہ!) اگر وہ نیکی کرنے والا تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما، اور اگر وہ برائی کرنے والا تھا تو اس سے درگزر فرما۔''

٦...... **((أَللّٰهُمَّ (هٰذَا) عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ (مِنَّا). إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَاغْفِرْلَهُ. لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.))** [2]

''اے اللہ! یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہے۔ یہ اس بات کی گواہی دیا کرتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ اور بلاشبہ سیّدنا محمد (ﷺ) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ اور تو (ہماری نسبت) اس کے بارے میں خوب جانتا ہے۔ (اے اللہ!) اگر یہ نیکوکار تھا تو اس کی نیکی میں اضافہ فرما دے اور اگر وہ گنہگار ہو تو (اس کے گناہوں سے تجاوز کرتے ہوئے) اسے بخش دے۔ اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں (کہیں) فتنہ میں نہ ڈال دینا۔''

٧...... بچے کے جنازے پر یہ دعا بھی پڑھیں:

---

[1] مستدرك حاكم: ١/٣٥٩. اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

[2] زوائد ابی یعلیٰ الموصلی، ح: ٤٦٨ مسند ابی یعلیٰ الموصلی برقم: ١١/ ٦٥٩٨ امام ابو یعلیٰ نے کہا ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے والے تمام لوگ ثقہ ہیں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

((أَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقِهِ بِرَحْمَتِكَ مِنْ عَذَابِ الْجَحِيْمِ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِوَالِدَيْهِ فَرَطًا وَّ سَلَفًا وَّاجْعَلْهُ لَهُمَا ذُخْرًا وَّ أَجْرًا. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَهُمَا شَفِيْعًا مُجَابًا وَّ ثَقِّلْ بِهٖ مَوَازِيْنَهُمَا. اَللّٰهُمَّ اعْظِمْ بِهٖ أُجُوْرَهُمَا وَافْرِغِ الصَّبْرَ عَلَى قُلُوْبِهِمَا وَأَلْحِقْهُ بِصَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنَ. اَللّٰهُمَّ لَا تَفْتِنْهُمَا بَعْدَهٗ وَلَا تَحْرِمْهُمَا أَجْرَهٗ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.)) [1]

''اے اللہ! اسے عذابِ قبر سے بچا اور اپنی رحمت کے ساتھ اُسے جہنم کے عذاب سے بچا۔ اے اللہ! اُسے اس کے والدین کے لیے پہلے جا کر مہمانی کی تیاری کرنے والا اور آگے چلنے والا بنا دے (جو انہیں اور ہمیں آگے آگے چلتا ہوا جنتوں میں لے جائے) اور اسے ان دونوں کے لیے نیکیوں کی ذخیرہ اندوزی کرنے والا اور اجر وثواب دلانے والا بنا دے۔ اے اللہ! اسے اپنے والدین کے لیے ایسا سفارشی بنا دے کہ جس کی دعا (اور شفاعت) قبول کی جاتی ہو۔ اور اس کے ساتھ ان دونوں کے ترازو بھاری کر دے۔ اے اللہ! اس کے ذریعے ان کے اجر بڑھا دے۔ اور ان دونوں (یعنی اس کے ماں باپ) کے دلوں پر صبر کے ذریعے قوت برداشت عطا فرما۔ اور اسے صالح اہل ایمان کے ساتھ ملا دے۔ اے اللہ! اس کے والدین کو اس کے بعد آزمائش میں نہ ڈالنا اور نہ انہیں اس کے اجر سے محروم رکھنا۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے رب کریم!''

---

[1] صحيح البخاری ، كتاب الجنائز ، باب قرأة فاتحة الكتاب على الجنازة ، معلقاً.

قبرستان میں مدفون اہل ایمان کے لیے دعا

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ ، وَإِنَّا، إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ، أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.)) [1]

''اے گھروں والو! اے مومنو! اے مسلمانو! تم پر سلام ہو اور ہم میں سے (اللہ کے پاس) پہلے جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر اللہ رحم فرمائے۔ ہم ان شاء اللہ تمہیں ضرور ملنے والے ہیں۔ میں تمہارے اور اپنے لیے اللہ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

نمازِ استسقاء اور بارش کے لیے دعائیں

اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں منبر رکھنے کا حکم فرمایا اور لوگوں سے اس دن عید گاہ کی طرف (نمازِ استسقاء کے لیے) نکلنے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ اس دن سورج کا کنارہ جب ظاہر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (پرانے کپڑے پہنے ہوئے، خشوع اور عاجزی سے چلتے ہوئے) وہاں تشریف لے گئے، اور منبر پر بیٹھ کر اللہ عزوجل کی بڑائی اور حمد و ثناء بیان کی۔ (لوگوں کو اپنے گناہوں سے تائب اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لیے نصیحتیں فرمائیں) پھر فرمایا: (لوگو!) تم نے اپنے علاقوں میں قحط سالی اور بروقت بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تم اُسی کو پکارا کرو اور اُس نے تم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تمہاری دعا کو قبول کرے گا۔

---

[1] صحيح مسلم / كتاب الجنائز / باب ما يقال عند دخول القبور والدعا لأهلها ، ح: ٢٢٥٦، ٢٢٥٧.

اس کے بعد نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ لوگوں کی طرف پشت کر کے قبلہ رُخ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اپنی چادر کو اس کے کناروں سے پکڑ کر اُلٹ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے، ہاتھوں کو اُٹھاتے ہوئے اتنا لمبا کیا کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف (اور ہتھیلیاں زمین رُخ) تھیں۔ مسند احمد اور صحیح البخاری میں ہے کہ مقتدی بھی اپنی اوپر والی چادریں اس موقع پر اُلٹیں اور امام کی طرح وہ بھی خشوع و خضوع سے دعائیں کریں۔ [1]

پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کرتے ہوئے بآواز بلند یوں کہا:

۱ ......((**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ. أَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ. أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا إِلٰى حِيْنٍ.**))

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ روزِ جزا کا مالک ہے۔ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی وہ اللہ ہے کہ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ تو سخی اور بے پروا ہے اور ہم (تیرے) محتاج اور فقیر (بندے) ہیں۔ ہم پر بارش برسا اور جو بارش تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے ایک مدت تک قوت اور (مقاصد تک) پہنچنے کا ذریعہ بنا۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے اُونچی قرأت کے ساتھ عیدین کی طرح دو رکعات نماز پڑھائی۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے درج ذیل دعائیں بھی مانگیں:

۲ ......((**اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ**

[1] صحیح بخاری، کتاب الاستقاء، ح: ۱۰۲۹، مسند احمد: ٤ / ٤١.

عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ.))

''اے اللہ! ہمیں ایسی بارش (والا پانی) پلا جو ہماری طلب پوری کرنے والی، ہلکا پھلکا کرنے والی (جلدی ہضم ہونے والا یا نیک انجام والا پانی) غلہ اُگانے والی، فائدہ دینے والی، نہ کہ نقصان پہنچانے والی، جلدی آنے والی ہو نہ کہ دیر کرنے والی۔''

۳...... **((اَللّٰهُمَ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ.))** [1]

''اے اللہ! اپنے بندوں کو، جانوروں (چوپایوں، درندوں، پرندوں اور دیگر سب حیوانات) کو بارش کا پانی پلا، اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنے بنجر (مردہ) ملک کو (اس بارش کے ساتھ) زندہ (اور آباد) کر دے۔''

۴...... خطبہ جمعہ کے دوران بھی نبی کریم ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی۔ اس کے الفاظ یوں تھے:

((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا.)) [2]

''اے اللہ! ہمیں بارش کا پانی پلا دے۔ اے اللہ! ہمیں بارش کا پانی پلا دے۔ اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے۔ اے اللہ! ہمیں نفع بخش موسلا دھار بارش عطا فرما۔''

۵...... اور جب بارش خوب برس چکی، رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی تو اگلے خطبۂ جمعہ میں دونوں ہاتھ اُٹھا کر یوں دعا کی:

---

[1] سنن أبی داؤد / کتاب صلاۃ الاستسقاء، ح: ۱۱۶۹، ۱۱۷۳، ۱۱۷۶ ـ صحیح البخاری / کتاب الاستسقاء، ح: ۱۰۱۳ تا ۱۰۳۳، صحیح مسلم / کتاب صلاۃ الاستسقاء، ح: ۲۰۷۰ تا ۲۰۸۳.

[2] صحیح البخاری، کتاب الاستقاء، ح: ۱۰۱۳، ۱۰۳۲.

((أَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا ، أَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ .)) [1]

''اے اللہ! (جہاں ضرورت ہے وہاں) ہمارے اطراف و جوانب میں بارش برسا، ہم پر نہ برسا (شہروں اور قصبہ جات میں)۔ اے اللہ! ٹیلوں، پہاڑیوں، وادیوں کے اندر اور باغات پر برسا کہ انہیں سیراب کر دے۔''

۶......آپ ﷺ ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا ، أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا ، أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا .)) [2]

''اے اللہ! تو ہماری فریاد سُن لے، اے اللہ! تو ہماری فریاد سُن لے، اے اللہ! تو ہماری فریاد سُن لے۔''

۷......((أَللّٰهُمَّ جَلِّلْنَا سَحَابًا كَثِيْفًا ، قَصِيْفًا ، دَلُوْقًا ، ضَحُوْكًا زِبْرِجًا ، تُمْطِرُنَا مِنْهُ رَذَاذًا قِطْقِطًا ، سَجْلًا بُعَاقًا يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)) [3]

''اے اللہ! تو ہمارے اُوپر ایسا گھنا بادل لے آ جو کڑ کنے، گرجنے والا، موسلا دھار بارش برسانے والا اور بجلیاں چمکانے والا ہو۔ اس سے اے اللہ! تو ہم پر چھوٹی بڑی بوندیں خوب برسا دے، اے عظمت اور بزرگی والے اللہ!''

۸......امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛ بارش کے لیے یہ دعا بھی کی جا سکتی ہے جو تمام مذکورہ بالا دعاؤں کا مجموعہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَّرِيْئًا غَدَقًا مُجَلِّلًا سَحًّا عَامًّا طَبَقًا دَائِمًا . اَللّٰهُمَّ عَلَى الظِّرَابِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاستقاء، ح: ۱۰۱٤ وصحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ الاستقاء، ح: ۲۰۷۸.

[2] صحیح البخاری، کتاب الاستقاء، ح: ۱۰۱٤.

[3] مسند ابی عوانہ: ۵۳۱/۱، رقم: ۲۰۲۲، بلوغ المرام، ح: ٤۸۵. ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔

وَبُطُوْنِ الأوْدِيَةِ. أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ أَنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَارْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا. اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ. اَللّٰهُمَّ أَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَأَدِرَّ لَنَا الضَّرْعَ وَاسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَآءِ وَأَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ. أَللّٰهُمَّ ارْفَعْ عَنَّ الْجَهْدَ وَالْجُوْعَ وَالْعُرْيَ، وَاكْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ مَالَا يَكْشِفُهُ غَيْرُكَ.)) [1]

''اے اللہ! ہمیں ایسی بارش کا پانی پلا جو ہماری طلب پوری کرنے والا، خوش گواری کے ساتھ ہلکا پھلکا من پسند ہو، خوب برسنے والا، جل تھل کر دینے والا، موسلا دھار ہو جو ہر جگہ پر برسے اور ہمیشہ (انگوریوں کے ذریعے) زمین کو ڈھانپنے والا ہو۔ اے اللہ! اس بارش کو ٹیلوں، پہاڑوں اور باغات پر اور وادیوں میں برسا۔ اے اللہ! بلاشبہ ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تو نہایت بخشنہار ہے۔ تو ہم پر موسلا دھار برسنے والا بادل بھیج دے۔ اے اللہ! تو ہمیں بارش (سے پانی) پلا دے اور ہمیں مایوس ہونے والوں میں نہ کر دینا۔ اے اللہ! تو ہمارے لیے کھیتی اُگا دے اور ہمارے جانوروں کے تھنوں میں دُودھ کی کثرت فرما دے۔ اور ہمیں آسمان کی برکتوں سے سیراب کر دے اور ہمارے لیے زمین کی برکات اُگا دے۔ اے اللہ! ہم سے محنت، مشقت، بھوک اور برہنہ پن اُٹھا لے۔ اور اے اللہ! ہم سے آزمائش کو کھول دے کہ اُسے تیرے علاوہ (ہم سے) کوئی دور نہیں کر سکتا۔''

تیز ہوا چلتے وقت

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ

[1] الاذکار للنووی، ص: ٢٥٦.

بِهٖ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا وَشَرِّمَا أُرْسِلَتْ بِهٖ.))[1]

''اے اللہ! میں تجھ سے اس ہوا کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا بھی جو اس میں ہے۔ اور اس چیز کی خیر کا بھی جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے بھی جو اس میں ہے، اور اس برائی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جو اس کے ذریعے بھیجی گئی ہے۔''

بادل کی گرج سن کر دُعا

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب بادل کی گرج سنتے تو گفتگو چھوڑ دیتے اور یوں پڑھنے لگتے:

ا ......((سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ.))[2]

''پاک ہے وہ ذات الٰہی کہ جس کی تسبیح بادل کی گرج بیان کرتی ہے اور اُس کے ڈر سے فرشتے بھی تسبیح بیان کرتے ہیں۔''

نیا چاند دیکھ کر

((اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، أَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى ، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ))[3]

''اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! تو اس چاند کو ہم پر امن و ایمان، سلامتی اور

---

[1] صحيح مسلم / كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ٢٠٨٥.

[2] مؤطا الامام مالك، كتاب الكلام / باب القول إذا سمعت الرعد، ح: ١٩٣٤.

[3] سنن الدارمی عن ابن عمر رضي الله عنهما: ٣٣٦/١ وصحيح الترمذی: ١٥٧/٣.

اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ اور (اسے) اس چیز کی توفیق کے ساتھ (ہم پر طلوع فرما)، جس سے تو محبت کرتا اور جس سے تو راضی ہوتا ہے۔ (اے نئے طلوع ہونے والے چاند!) ہمارا رب اور تیرا رب (ایک) اللہ ہے۔''

روزہ کھولتے وقت کی دُعا

۱...... ((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ.)) ❶

'' (اللہ کے حکم سے) پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں اور (اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے) اجر ثابت ہوگیا۔''

۲...... سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روزہ کھولتے وقت یوں کہتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِيْ.)) ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کے ساتھ سوال کرتا ہوں، جس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے کہ؛ تو مجھے بخش دے۔''

کسی کے ہاں روزہ افطار کرنے کی دُعا

((أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ.)) ❸

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، ح: ۲۳۵۷ وصحیح الجامع الصغیر: ۴/ ۲۰۹.

❷ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاذکار کی تخریج میں اسے حسن کہا ہے۔ دیکھیے: شرح الاذکار: ۴/ ۳۴۲.

❸ سنن أبی داؤد، کتاب الأطعمة، ح: ۳۸۵۴. شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب الکلم الطیب ص: ۷۰ میں شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ وانظر "الاذکار" ص: ۲۷۶.

''تمہارے پاس روزے دار روزہ افطار کرتے رہیں، تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تمہارے اُوپر اللہ کی رحمتیں نازل کرتے ہیں یعنی تمہارے لیے فرشتے نیک دعائیں کرتے رہیں۔''

لیلۃ القدر میں بکثرت پڑھنے کے لیے

۱......((أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ)) [1]

''اے اللہ! بلاشبہ تو نہایت درگزر کرنے والا، بہت زیادہ جودوسخا والا ہے۔ تو معافی کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھ سے درگزر فرما۔''

نوٹ: ......لمبی قرأت کے ساتھ نوافل ادا کریں۔ قرآن کی تلاوت کریں۔ مسنون اذکار کرتے رہیں۔ اللہ توفیق دے تو لیلۃ القدر مسجد حرام میں یا بحالتِ اعتکاف اللہ کی عبادت میں گزاریں۔ اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں (۸۳ سال چار مہینوں) کی عبادت سے زیادہ فضیلت والی (کہ جس میں لیلۃ القدر شامل نہ ہو) اور بموجب احادیث صحیحہ زندگی کے پچھلے تمام گناہوں سے معافی کا ذریعہ اور زندگی کے مشکلات ومصائب سے نجات دلا دیتی ہے۔

چھینک آنے پر کیا کہے؟ اور اس کا جواب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو کہے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ))

''ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔''

سننے والا اُس کا مسلمان بھائی جواباً کہے:

((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ))

---

[1] صحیح جامع الترمذی، کتاب الدعوات، ح: ۳۵۱۳، سنن ابن ماجه، باب الدعاء، ح: ۳۸۵۰.

''اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔''

چھینک مارنے والا اُسے اس کے جواب میں کہے:

((يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ))❶

''اللہ تمہاری راہنمائی فرمائے، اور تمہارے حال کو درست فرما دے۔''

دُولہا کے لیے دعا

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ .))❷

''اللہ تیرے لیے (اس شادی میں) برکت کر دے، اللہ تجھ پر بھی برکت نازل فرمائے، اور وہ اللہ رب العالمین تم دونوں (میاں بیوی) کے درمیان خیر اور بھلائی میں اتفاق پیدا کر دے۔''

شبِ زفاف کی دعا

پہلی ملاقات کے وقت اپنی دُلہن کی پیشانی کے بال پکڑ کر دُولہا یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ.))❸

''اے اللہ! میں تجھ سے اس (بیوی) کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔ اور اے اللہ! میں اس (بیوی) کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے

---

❶ صحيح البخاری / كتاب الأدب ، ح: ٦٢٢٤.

❷ سنن أبي داؤد ، كتاب النكاح، ح: ٢١٣٠ وصحيح جامع الترمذی ، كتاب النكاح، ح: ١٠٩١.

❸ سنن أبي داؤد ،ايضاً، ح: ٢١٦ وصححه الحاكم : ١٣٨/٢ وصحيح ابن ماجه: ٣٢٤/١.

اسے پیدا کیا ہو۔''

بوقتِ جماع

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس (بغرض ہمبستری) آئے، اور یہ دعا پڑھے تو اگر اس وجہ سے ان کی تقدیر میں بچہ لکھ دیا گیا ہوگا تو (پیدا ہونے یا پیدا ہونے سے پہلے) شیطان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

((بِسْمِ اللّٰهِ أَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا.)) [1]

''اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور جو (اولاد) تو ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچا۔''

بچے کی ولادت پر

بموجب روایات سنن اَبی داوٗد (ح:۵۱۰۶) وصحیح البخاری (ح: ۳۹۰۹، ۵۴۶۹) اور صحیح مسلم (ح:۵۶۱۶ تا ۵۶۲۰) بچے کی ولادت کے پہلے دن ہی کوئی صالح آدمی بچے کو گھٹی دے اور اس کا اچھا سا (انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں پر) نام رکھے۔ اور اُسے برکت کی دعا دے۔ یہ سب مسنون ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح **کتاب العقیقہ** میں ایک باب یوں قائم کیا ہے: ''بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَمْ يَعُقَّ عَنْهُ وَتَحنِيكِهِ...... ''اگر بچے کے عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو پیدائش کے دن ہی اس کا نام رکھنا اور اس کو گھٹی دینا۔''

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الدعوات، ح: ٦٣٨٨۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، ح: ٣٥٣٣.

''بچہ عقیقہ کے بدلے رہن ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی طرف سے ساتویں دن جانور (لڑکے کی طرف سے دو جانور...... مینڈھے، چھترے یا بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور) ذبح کیا جائے۔ بچے کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔''❶

بچوں کے مکروہ قسم کے غیر اسلامی نام نہیں رکھنے چاہئیں۔

غصے کی حالت میں دُعا

نبی ﷺ نے فرمایا کہ؛ غصے کی حالت میں یوں پڑھنے سے غصہ رفع ہو جاتا ہے:

((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.))❷

''میں مردود شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

دل کو خوش کرنے والی چیز دیکھ کر دُعا

۱...... ((مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.))❸

''جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے۔ جو کچھ اختیار ہے، وہ اسی کا ہے۔''

۲...... ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.))

''ہر طرح کی حمد وثناء اس اللہ کے لیے ہے کہ جس کی نعمت کے ساتھ پسندیدہ چیزیں تکمیل کو پہنچتی ہیں۔''

ناپسندیدہ چیز کو دیکھ کر دُعا

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.))❹

---

❶ صحيح سنن الترمذى للألبانى ، كتاب الأضاحى ، ح: ١٥٢٢.

❶ صحيح البخارى / كتاب الأدب / باب الحذر من الغضب ، ح: ٦١١٥.

❷ تفيسر ابن كثير سورة الكهف ، آيت: ٣٩.

❹ ابن السنّي اليوم والليلة۔ الاذكار للنووى ، ص: ٤٥٩.

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ہر حال میں۔''

کسی قوم سے ڈر کے وقت

((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ.))[1]

''اے اللہ! تو ان (ظالموں) سے جس طریقے سے چاہے میرے لیے کافی ہو جا۔''

سرکش شیطانوں کی خفیہ تدبیروں کا توڑ

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، وَبَرَأَ وَذَرَأَ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا ، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.))[2]

[اس ذکر کو صبح وشام باقاعدہ گھر میں پڑھا جائے۔]

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ کا طلب گار ہوں کہ جن سے کوئی نیک اور بد آگے نہیں گزر سکتا۔ ہر اس چیز کے شر سے کہ جسے اُس نے تخلیق فرمایا ، پیدا کیا اور آگے پھیلایا۔ اور ہر اس شر سے جو آسمان سے (بصورتِ قضاء و تقدیر) نازل ہو۔ اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ اور ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے زمین میں پھیلائی اور ہر اس چیز کے شر سے جو

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب الزهد ، ح: ٧٥١١.

[2] مسند أحمد: ٤١٩/٣ باسناد صحيح ، عمل اليوم والليلة لابن السني برقم: ٦٣٧. مجمع الزوائد: ١٢٧/١٠.

اس زمین سے نکلتی ہے۔ اور شب و روز کے فتنوں کے شر سے۔ اور ہر رات کو آنے والے (شیطان) کے شر سے۔سوائے اس رات کو آنے والے کے، جو اے اللہ رحمٰن! (نہایت رحم کرنے والے) خیر و برکت کے ساتھ آئے۔''

شیطانوں اور خبیث جنّوں کو گھر سے دور کرنے کے لیے

ا...... سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رات کو سوتے وقت پڑھنے کے لیے یہ دعا سکھایا کرتے تھے، تاکہ گھبراہٹ (اور شیطان کے اثر) سے محفوظ رہیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ ، أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ)) [1]

''شروع اللہ کے نام سے، میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ اللہ کی ناراضگی، اس کی سزا، اس کے بندوں کے شر، شیطانوں کے کچوکے لگانے اور اس بات سے کہ یہ شیطان، جن میرے قریب بھٹک سکیں، اللہ رب العالمین کی پناہ کا طلب گار ہوں۔''

اس کی تعلیم تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب و خلیل نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں بایں الفاظ دی ہے:

﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ ﴾ (المؤمنون: ۹۷،۹۸)

''اور (اے ہمارے پیارے نبی!) یوں دعا کیا کرو: اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اے میرے رب کریم! میں تیری پناہ کا اس بات سے بھی طلب گار ہوں کہ وہ (شیطان اور خبیث جنّ)

[1] صحيح جامع الترمذی ، كتاب الدعوات، ح: ۳۵۲۸۔ الكلم الطيب، ۳۵/۴۸.

میرے پاس آئیں۔''

۳......صبح وشام کے اور خصوصی حالات ومواقع کے مسنون اذکار، گھر کا ہر فرد باقاعدگی سے پڑھا کرے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''اس گھر کی مثال کہ جس میں (باقاعدہ) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہوایک زندہ آدمی کی طرح ہے، اور وہ گھر کہ جس میں (باقاعدہ) اللہ کا ذکر نہ کیا جاتا ہوایک مردہ آدمی کی طرح ہے۔'' ❶

۳......گھر میں داخل ہونے کی دعا، اس کے بعد مسنون سلام، گھر میں گانے بجانے اور جانداروں کی تصویروں سے مکمل طور پر صفائی، شرک و بدعات اور تعویذ گنڈوں سے نفرت، بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا، بیت الخلا سے باہر نکل کر پڑھنے والی دعا، عورتوں اور بچوں کی فرض نمازوں اور بالغوں کی فرضوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں پر پابندی اور قرآن کی عمومی تلاوت باقاعدہ ہو۔ گھر کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک، صاف رکھا جائے۔ خوشبو کا استعمال سب کی عادت ہو۔ گھر سے باہر نکلنے کی دعائیں باقاعدگی سے گھر کا ہر فرد پڑھے۔

۴......گھر میں بلا ناغہ سورۃ البقرہ کی (جتنی ممکن ہو) تلاوت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (کہ جہاں اللہ کا ذکر اور نماز نہ ہو سکے) بلاشبہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے کہ جس میں (باقاعدہ) سورۃ البقرہ کی تلاوت کی جائے۔'' ❷

۵......اسی طرح دوسرے ثابت شدہ (صحیح احادیث میں مذکور) اذکار...... مثلاً: سوتے وقت گھر کا ہر فرد ''آیۃ الکرسی'' سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں: ﴿ آمَنَ الرَّسُوْلُ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب صلوٰة المسافرين، ح: ١٨٢٣.

❷ صحيح مسلم / كتاب صلاة المسافرين، ح: ١٨٢٤.

سے...... عَلَى الْكَافِرِيْنَ o تک ﴾، سورة السجده، سورة الملك اور دیگر مسنون اذکار...... بحالتِ طہارت پڑھ کر سب لوگ سوئیں۔

والدین کے لیے دعائیں

۱...... ﴿ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِo رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ o ﴾

(ابراهيم: ٤٠ ، ٤١)

''اے میرے پروردگار! مجھے نماز کا پابند (قائم کرنے والا) بنا دے۔ اور میری اولاد میں سے بھی لوگوں کو اسی طرح نماز کا پابند بنا، اور اے ہمارے خالق و مالک! میری دعا کو قبول فرما۔ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش دے، اور سب ایمان والے مسلمانوں کو بھی اس دن بخش دینا، جس دن حساب ہوگا۔''

۲...... ﴿ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا o ﴾

(بنی اسرائيل: ٢٤)

''اے میرے رب! ان دونوں (میرے ماں باپ) پر رحم فرما، جیسے ان دونوں نے (مجھ پر رحم کر کے) مجھے بچپن میں پالا ہے۔''

مسلمان بھائی کے لیے مال، اولاد میں برکت کی دعا

((أَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ)) [1]

''اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو بڑھا دے، اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں اسے برکت عطا فرما۔''

---

[1] صحيح البخاری، ح: ٦٣٣٤.

شہادت کی دُعا

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ (قَبْرِيْ) فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ ﷺ)) [1]

''اے اللہ! اپنی راہ میں مجھے شہادت نصیب فرما اور میری موت (یا میری قبر) اپنے رسول (محمد ﷺ) کے شہر میں (میرے لیے مقدر) کر دے۔''

دُعائے اسمِ اعظم

نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا وہ یوں دُعا مانگ رہا تھا:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.))

''اے اللہ! میں تجھ سے ہی مانگتا ہوں یہ ایمان رکھتے ہوئے کہ بلاشبہ میں گواہی دیتا ہوں؛ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ تو یکتا وفردا، بے نیاز ہے (اپنی مخلوق کی عبادات سے) تو وہ ذاتِ اقدس ہے کہ جس کا کوئی بیٹا، بیٹی نہیں اور نہ تو کسی کا بیٹا ہے کہ تجھے جنا گیا ہو۔ اور نہ تیرا کوئی ہمسر ہے، تو اکیلا (ہی رب العالمین) ہے۔''

فرمایا: ''اُس ذاتِ اقدس کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس شخص نے اللہ کریم کے اُس اسمِ اعظم کے ساتھ مانگا ہے کہ جب اس اسم کے ساتھ اُس (اللہ) کو پکارا جائے تو وہ دُعا کو قبول کرتا ہے، اور جب اس اسمِ اعظم کے ساتھ اُس

---

[1] صحیح البخاری / کتاب فضائل المدینة / ح: ۱۸۹۰.

سے مانگا جائے تو وہ عطا کرتا ہے۔'' ❶

مرغ کی اذان سن کر دُعا

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .)) ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

گدھے اور کتے کی آواز سن کر دُعا

((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ .)) ❸

''میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ کا طلبگار رہوں۔''

قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت

((إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. إِنَّ صَلَا تِيْ وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ وَمِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ .)) ❹

''بلاشبہ میں اپنی جبینِ نیاز کے ساتھ اُس ذاتِ اقدس کی طرف ملّت ابراہیمی پر نہایت یکسو ہو کر متوجہ ہوا کہ جس نے تمام آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے

---

❷ جامع الترمذی / کتاب الدعوات / ح: ٣٤٧٥ وسنن ابی داؤد / ح: ١٤٩٢ ، ابن حبان، (رقم: ٢٣٨٣) مستدرك حاكم (١ / ٥٠٤)۔ سنن ابن ماجة، باب الدعاء ، ح: ٣٨٥٧.

❷ صحیح البخاری / کتاب بدء الخلق / ح: ٣٣٠٣ وصحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء / ح: ٦٩٢٠ / ٢٧٢٩.

❸ حواله سابقه.

❹ مسند احمد: ٣/٣٥٦، ٣٧٥۔

اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری حیات وممات ایک اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے (کہ میں اپنی عبادات کی تمام اقسام وانواع اُسی ایک اللہ کے لیے خالص کردوں) اور میں اُس کے مطیع و فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! مجھ سے (یہ قربانی) اس طرح قبول فرمالے، جیسے تو نے اسے اپنے خلیل ابراھیم اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ سے قبول فرمالیا تھا۔ اللہ کے نام سے (میں یہ جانور ذبح کرنے لگا ہوں) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

آبِ زمزم پینے کی دُعا

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ.)) [1]

''اے اللہ! بلاشبہ میں تجھ سے نفع بخش علم، کھلے رزق اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔''

ہنسی کی دُعا

اپنے کسی مسلمان بھائی کو ہنستا دیکھ کر یوں کہنا مسنون ہے:

((أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ.)) [2]

''اللہ تمہیں ہمیشہ خوش وخرم رکھے۔''

بدبختی سے پناہ کی دُعا

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ

[1] مستدرك حاكم، ص: ٤٧٣، سنن الدار قطني: ٢/ ٢٨٨.
[2] صحيح البخاري / كتاب الأدب / ح: ٦٠٨٥.

وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ.)) ❶

''اے اللہ! میں آزمائش کی مشقت، بدبختی کے ملنے (تباہی تک پہنچ جانے)، قضاء وقدر کے (میرے حق میں) برا لکھے جانے اور دُشمنوں کے خوش ہونے سے میں تیری ذات اقدس کی پناہ مانگتا ہوں۔''

زوالِ نعمت سے پناہ مانگنے کی دُعا

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ.)) ❷

''اے اللہ! میں تیری نعمت کے چھن جانے، تیری عافیت کے پھر جانے، تیرے ناگہانی عذاب (کے اُتر آنے) اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

محتاجی اور ذلت سے پناہ مانگنے کی دُعا

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَ أَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ.)) ❸

''اے اللہ! میں فقر وفاقہ، مال کی کمی (محتاجی) اور ذلت ورسوائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور میں اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔''

❶ صحیح البخاری / کتاب الدعوات / ح: ٦٣٤٧، صحیح مسلم / کتاب الذکر والدعاء / ح: ٦٨٧٧ / ٢٧٠٧.

❷ صحیح مسلم / کتاب الذّکر والدعاء / ح: ٦٩٤٣ / ٢٧٣٩.

❸ سنن ابی داد / کتاب الوتر / ح: ١٥٤٤، سنن النسائی / باب الاستعاذة، ابن حبان: ٢٤٤٢ الموارد.

دوسرا باب

قرآنی آیات
اوراذکارِ مسنونہ کے ذریعے علاج

یہ انتہائی اہم موضوع ہے۔ غیر عربی مسلم معاشرے میں بالخصوص اور عربی مجتمع میں بالعموم ''دم جھاڑ اور تعویذ گنڈوں'' کے ذریعے علاج معالجے نے آخری چند صدیوں سے کچھ ایسی فضا قائم کر رکھی ہے کہ اس ضمن میں افراط وتفریط کی انتہا ہو چکی ہے۔ بعض لوگ بذریعہ دم مسنون علاج کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ جبکہ ان کے برعکس مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت نے جعلی قسم کے مشرکانہ ''دم جھاڑ اور تعویذ گنڈوں'' کی بھی پروا نہ کرتے ہوئے اس کاروبار میں ملوث ''جاھل، مطلب پرست، شیطانی گروہ کے نمائندوں اور دھوکے بازوں'' کی گرم بازاری کو ہوا دینے اور ان کے کاروبار کو چمکانے میں خوب مدد دی ہے۔ ہمارا پاک و ہند کا عجمی معاشرہ تو اس کاروبار کی ایک کھلی مارکیٹ ہے۔ جگہ جگہ، ہر گلی کوچے، محلے میں یہ شیطانی سنٹر سرعام کھلے نظر آتے ہیں۔ عقائد واعمال کی تباہی کے ساتھ ساتھ ان شیطانی دوکانداروں کے ہاتھوں عزتوں کی نیلامی اور غیرت کی پامالی سے کون صاحب عقل وشعور آگاہ نہیں؟

ہاں! البتہ عقل وشعور، ایمان باللہ میں پختگی اور قرآن وسنت کا علم رکھنے والے کچھ لوگ آج بھی بحمداللہ العزیز موجود ہیں، جو اس معاملے میں افراط وتفریط کا شکار نہیں ہوتے۔ نہ ہی وہ اس جعلی اور جاہلانہ قسم کی پھونکا پھانکی، تعویذ گنڈے اور بیوقوفانہ طرز کی حرکتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ وہ سراسر ''علاج بالرُّقٰی''، یعنی قرآن وسنت سے علاج

ہی کا انکار کرتے ہیں۔

چنانچہ ایسے ہی ''اصحاب الایمان والعقل والدین والفہم'' کے لیے ہم اس فصل میں قرآن وسنت سے پیش کیا گیا بذریعہ دم علاج معالجہ آپ کی خدمت میں پیش کیے دیتے ہیں، تاکہ آپ اس سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں۔فضیلۃ الشیخ رسعید بن علی بن وہف القحطانی حفظہ اللہ اپنی کتاب "الدعاء ویلیه العلاج بالرّقیٰ من الکتاب والسنة" میں خطبہ مسنونہ کے بعد لکھتے ہیں:

''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قرآنِ کریم اور نبی کریم ﷺ سے ثابت کلام کے ذریعے دم (جھاڑ پھونک) کرنا ایک مفید علاج اور مکمل شفا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ﴾ (فصّلت: ٤٤)

''کہہ دیجیے! قرآن، ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

(الإسراء: ٨٢)

''اور ہم قرآن سے جو اُتارتے ہیں، وہ اہلِ ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے۔''

یعنی سارا قرآن ہی (رُوحانی وجسمانی بیماریوں کے لیے) شفا ہے۔جیسا کہ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾(یونس: ٥٧)

''(دُنیا جہان میں قیامت تک آنے والے ہر ہر خطے کے) اے لوگو!

تمہارے پاس تمہارے مالک کی طرف سے نصیحت (بصورتِ قرآن) آچکی ہے اور یہ دلوں میں جو (کفر اور شرک وشک کی) بیماریاں ہیں ان کی (اور تمام جسمانی بیماریوں کی) دوا ہے۔ اور اہل ایمان کے لیے مکمل ہدایت اور رحمت ہے۔''

چنانچہ قرآن کریم تمام کی تمام جسمانی اور روحانی بیماریوں کی مکمل شفا ہے۔ مگر ہر شخص بذریعہ قرآنِ مجید شفا حاصل کرنے کا نہ اہل ہوتا ہے اور نہ ہر ایک کو اس کی توفیق ہی ملتی ہے۔ اور جب بیمار آدمی قرآن کے ذریعے اپنا علاج مکمل صدق و ایمان، پختہ اعتقاد اور اس کی تکمیل شروط کے ساتھ کرلیتا ہے، تو بیماری اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ یہ بیماریاں تمام آسمانوں اور زمینوں کے رب، اللہ تعالیٰ کے کلام کا سامنا کیسے کرسکتی ہیں کہ جسے اگر پہاڑوں پر اُتارا جاتا تو انہیں وہ ریزہ ریزہ کر دیتا۔ زمین پر نازل کرتا تو اسے وہ درہم برہم کر دیتا۔ دلوں اور جسموں کی بیماریوں میں سے کوئی ایسی بیماری نہیں، مگر یہ ہے کہ قرآنِ مجید میں اس کے سبب، اس کے علاج اور اس سے بچنے کی طرف راہنمائی کا راستہ ہر اس شخص کے لیے مذکور ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کا فہم عطا فرمادے۔

اللہ کریم نے قرآنِ مجید میں دلوں اور جسموں کی بیماریوں کا ذکر بھی فرمایا ہے اور ان بیماریوں کا علاج بھی۔ دلوں کی بیماریاں دو طرح کی ہوتی ہیں:

(1) شک وشبہ کی بیماری۔ (2) سرکشی اور خواہشات نفسانی کی بیماری۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ دلوں کی بیماریاں مفصّل بیان کرتے ہوئے ان بیماریوں کے اسباب اور ان کا علاج بھی بتلاتے ہیں۔ [1] چنانچہ فرمایا:

﴿ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ

[1] زاد المعاد: ٤/ ٦، ٤/ ٣٥٢.

فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾(العنکبوت: ۵۱)

''کیا ان لوگوں کو یہ نشانی بس نہیں کہ ہم نے تم پر قرآن اتارا جو انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس میں اہلِ ایمان کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''جس کو قرآن شفا نہ دے سکے اسے اللہ تعالیٰ شفا نہ ہی دے۔ اور جس کو قرآن کفایت نہ کرے اسے اللہ بھی ناکافی ہو جائے۔ [حوالہ سابقہ]

دَوا اور دَم کے متعلق اصول وضوابط:

۱ ......سیّدنا عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم زمانۂ جاہلیت میں دم جھاڑ (پھونکا پھانکی) کرلیا کرتے تھے۔ (جب مسلمان ہوگئے تو) ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ ، لاَ بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ .)) ❶

''اپنے دم جھاڑ میرے سامنے پیش کرو۔ (درست ہوئے تو ٹھیک! ورنہ مت کرو۔ اور یاد رکھو!) دم جھاڑ کرنے میں تب تک کوئی حرج نہیں، جب اس میں شرک نہ ہو۔''

۲ ......سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ)) ❷

''ہر بیماری کے لیے دوا ہے۔ پس جب دوا بیماری کو پالے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا مل جاتی ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم ، كتاب السلام ، ح: ۵۷۳۲.

❷ صحيح مسلم ، كتاب السلام ، ح: ۵۷۴۱.

یعنی آدمی کا پختہ یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ شفا دم اور دوا میں نہیں ہوتی، بلکہ اُس میں پائے جانے والے اللہ کے حکم میں ہوتی ہے۔

۳......سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَنْزِلْ دَاءً إِلَّآ أَنْزَلَ لَهُ شِفَآءً عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ .))[1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری، مگر اس کے لیے شفا بھی نازل کردی ہے۔ جس نے اس (بیماری کے علاج میں دوا اور دم کے ذریعے) شفا کے بارے جان لیا اسے اس کا علم ہوگیا، اور جو اس سے ناواقف رہا وہ لاعلم رہا۔''

اس لیے جن لوگوں کو مسنون طریقۂ علاج بذریعہ دم و دوا معلوم نہ ہو، وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان سے علاج ہی درست نہیں ہے۔ اُنہیں ضرور اپنی جہالت کا علاج کرنا چاہیے۔

دم اور دوا کے بارے میں جو لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ تو تقدیر سے مقابلہ ہوا؟ ان کو اس حدیثِ مبارکہ پر غور کرنا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ علاج کرنا بھی تو تقدیر ہے۔'' اس لیے تقدیر سے مقابلہ کیسے ہوا؟

۴......علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''**تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذی**'' میں ''**ابواب الطب / باب ماجآءَ فِی الرّخصة فی ذٰلك (یعنی فی الرَّقیّة)**'' کے تحت حافظ ابن الاثیر الجزری کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ دم (اور علاج بذریعہ پھونکا پھانکی) جو عربی زبان اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفاتِ حسنیٰ کے علاوہ ہو تو وہ نہایت مکروہ ہے۔ اس کے برعکس قرآنی آیات، اللہ کے

[1] صحيح الجامع الصغير للألباني: ١٨٠٩، مستدرك حاكم: ٤/ ١٩٦.

اسماءِ حسنیٰ اور مسنون مروی دم نہایت مفید ہیں۔

پھراس بات کی دلیل میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب جاہلی دم جھاڑ کا ذکر ہوا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُنہیں میرے سامنے پیش کرو۔'' ہم نے انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو فرمایا: ''ان میں کچھ حرج نہیں یہ تو مضبوط عہد و پیمان ہیں۔'' تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ ایسے دم وغیرہ کے الفاظ میں کوئی ایسے کلمات داخل نہ ہوں، جنہیں وہ پڑھتے ہوں، اور وہ جاہلیت کے شرکیہ الفاظ ہوں کہ ان پر وہ کہیں اعتقاد نہ رکھ بیٹھیں۔

آگے علامہ مبارکپوری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: ''غیر عربی الفاظ میں دم جھاڑ کے وہ الفاظ کہ جن کا کوئی معنی مفہوم نہ ہو، اور نہ اُن کی صحت ہی کا یقین ہو تو ان کا استعمال قطعاً جائز نہیں ہے۔''

جہاں تک جسمانی بیماریوں کا تعلق ہے تو قرآنِ حکیم نے ان کے طبی اُصول، ان بیماریوں کے پنپنے کی جگہوں اور ان کے قواعد سے متعلق مکمل راہنمائی کر دی ہے۔

جسمانی طب کے تمام قاعدے قرآنِ عظیم میں مذکور ہیں، اور یہ تین طرح کے ہیں:

! صحت کی حفاظت۔

@ بیماری پیدا کرنے والی اشیاء سے بچاؤ۔

تکلیف دہ فاسد مادوں سے فراغت حاصل کرنا۔

سورۃ الفاتحہ کی تاثیر

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ میں میرے اوپر ایک وقت گزرا کہ میں بیمار ہو گیا، اور مجھے کوئی طبیب نہیں مل رہا تھا، اور نہ کوئی دوا ہی میسر آ رہی تھی۔ چنانچہ میں نے اپنا علاج ''سورۃ الفاتحہ'' سے شروع کر دیا۔ اور پھر میں نے اس کی حیران کن تاثیر دیکھی۔ میں آبِ زمزم کا چند گھونٹ پانی لے کر اس پر کئی بار سورۃ الفاتحہ پڑھتا

اور پھر اس پانی کو پی لیتا۔ اس سے مجھے مکمل شفا مل گئی۔ پھر تو میں بہت ساری تکلیفوں میں اس دم کو اختیار کرنے لگا، اور مجھے اس سے انتہا درجے کا فائدہ پہنچتا۔ چنانچہ میں ہر اُس شخص کو جو کسی بھی قسم کی تکلیف کی شکایت کرتا، اُسے یہ علاج بتلانے لگا۔ اور اُن میں سے بہت سارے لوگ اس کے ذریعے بہت جلد شفایاب ہونے لگے۔ [1]

ا:......سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام سفر میں تھے۔ دورانِ سفر وہ ایک عرب قبیلے کے پاس جا کر فروکش ہوئے۔ صحابہ کرام نے چاہا کہ قبیلے والے انہیں اپنا مہمان بنالیں، مگر انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کردیا۔ اتفاق سے اسی قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا۔ قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی، مگر ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ اسے کوئی بھی علاج معالجہ فائدہ نہیں دے رہا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا: چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو قریب میں آکر فروکش ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم جھاڑ کی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا: ارے نیک لوگو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی ہے، مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی دم کرنے کی چیز ہے؟ تو ایک صحابی کہنے لگے: ہاں! اللہ کی قسم! میں اسے دم کردوں گا۔ مگر بات یہ ہے کہ ہم نے تم لوگوں سے میز بانی کے لیے کہا اور تم نے اس سے انکار کردیا تھا۔ اس لیے اب میں بھی تمہیں دم نہیں کروں گا، حتیٰ کہ تم ہمارے لیے اُجرت طے کرو۔ چنانچہ بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔

وہ صحابی گئے اور اُس شخص پر ''سورۃ الفاتحۃ'' پڑھ پڑھ کر پھونک مارتے رہے۔

---

[1] زاد المعاد: ٤/ ١٧٨، الجواب الکافی، ص: ٢١.

آخر میں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے اُس مریض کی رسی کھول دی گئی ہو اور وہ سردار اُٹھ کر چلنے لگا۔ تکلیف اور درد کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا۔

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر اُنہوں نے طے شدہ اُجرت صحابہ کرام کو ادا کردی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو۔ مگر جنہوں نے دم کیا تھا وہ کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کرلیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سب حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دم کرنے والے صحابی سے پوچھنے لگے: ''یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ''سورۃ الفاتحہ'' بھی ایک دم ہے؟'' اور اس کے بعد خود ہی ارشاد فرمایا: ''تم لوگوں نے ٹھیک کیا۔ ان اُجرتی بھیڑ بکریوں کو باہم تقسیم کرلو، اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگاؤ۔'' یہ فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں چار مقامات پر بیان کیا ہے۔ مندرجہ بالا ترجمہ جس متن کا ہے وہ '' **کتاب الاجارہ / ح: ۲۲۷۶** '' کا ہے۔ اسی طرح ''**کتاب الطب**'' میں امام صاحب نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے: [**بابُ الرُّقٰی بِفاتحۃِ الکتابِ** ......سورۃ الفاتحہ سے دم کرنا۔] اور یہاں والے متن میں اس بات کا اضافہ بھی ہے کہ پھر یہ دم کرنے والے صاحب (سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) دم کرتے وقت سورۃ الفاتحہ پڑھنے لگے اور اس شخص پر دم کرنے میں منہ کا لعاب بھی اس جگہ پر ڈالنے لگے۔ اس سے وہ شخص اچھا ہو گیا۔ [یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔]

۲ : ......سیّدنا خارجہ **بن الصلت التمیمی** کے چچا علاقہ بن صُحار رضی اللہ عنہما کا واقعہ سیّدنا خارجہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ پھر لوٹ کر ایک قوم کے پاس آئے۔ ان کے پاس ایک دیوانہ آدمی زنجیر سے بندھا ہوا

تھا۔ اُس کے اہل خانہ کہنے لگے: ہم نے سنا ہے کہ آپ لوگوں کے یہ صاحب (محمد رسول اللہ ﷺ) خیر و برکت لے کر آئے ہیں۔ تو کوئی چیز (علاج معالجے والی) کیا تمہارے پاس ایسی ہے کہ جس سے تم اس آدمی کا علاج کرسکو؟ سیّدنا علاقہ بن صحار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس دیوانے پر ''سورۃ الفاتحہ'' پڑھتا رہا اور وہ اچھا ہوگیا۔ اس پر اُنہوں نے مجھے سو بکریاں دیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو واقعہ بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے صرف یہی سورت پڑھی؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں!''

دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس سورت کے علاوہ تم نے اور کچھ نہیں پڑھا؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' فرمایا: ''ان بکریوں کو لے لو، میری عمر کی قسم! لوگ تو جھوٹے منتروں پر روٹی کھاتے ہیں۔ جبکہ تم نے تو سچے دم پر کھایا ہے۔''

اس سے اگلی روایت میں ہے کہ خارجہ بن الصّلت کے چچا نے اس آدمی کو سورۃ الفاتحہ کے ساتھ تین دن صبح و شام اس طرح سے دم کیا تھا کہ جب سورت ختم کر لیتے تو اپنا لعاب اپنی پھونک کے ساتھ اس کے اوپر مارتے۔ اس سے وہ یوں درست ہوتا گیا، جیسے کسی کی رسیاں کھول دی گئی ہوں۔ [1]

مسنون دم کے فوائد

اسی طرح صحیح اسناد سے ثابت ''نبوی دم'' بھی تمام دواؤں سے زیادہ فائدہ مند ہیں۔ اور دُعا جب ممنوعات سے محفوظ ہو تو وہ تکلیف دہ چیزوں کے دور کرنے اور حصولِ مطلوب کے لیے انتہائی نفع بخش اسباب میں سے ایک سبب ہوتی ہے اور نفع بخش دواؤں میں سے ایک دوا۔ چنانچہ سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

[1] سنن أبی داؤد / کتاب الطب / ح: ۳۸۹۶، ۳۸۹۷.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قضا (تقدیر) کو صرف دُعا ہی پلٹا سکتی ہے۔ اور عمر میں صرف نیکی ہی اضافہ کرسکتی ہے۔'' ❶

قرآنی آیات وکلماتِ مسنونہ کے ساتھ دم، ایک دُعا ہی تو ہوتی ہے کہ جس کی قبولیت پر اللہ کریم مریض کو شفا دے دیتا ہے۔ یہاں پر چند باتوں کا سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

!...... بلاشبہ قرآنی آیات، اذکارِ مسنونہ اور دم کے لیے استعمال کیے جانے والے مسنون کلمات طیّبہ کہ جن کے ساتھ دم کیا جاتا ہے اور ان کے ذریعے شفا حاصل کی جاتی ہے۔ بنفسھا انتہائی نفع بخش ہوتے ہیں، مگر ان کی تاثیر اور قبولیت کے لیے کچھ چیزیں مریض کی طرف سے مطلوب ہوتی ہیں اور کچھ دم کرنے والے کی طرف سے۔

@...... یہ مسنون دم انسانی وجود میں اپنی قبولیت، قوتِ مؤثرہ اور اپنی تاثیر کا متقاضی ہوتا ہے۔ چنانچہ جب بھی اس سے شفا حاصل نہ ہو تو یہ مؤثر ہونے والی تاثیر کی کمزوری کی وجہ سے ہوگا، یا متأثر کے عدم قبول کی وجہ سے اور یا پھر اس میں کوئی نہایت مضبوط مانع ہوگا، جو اس بات میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہوتا ہے کہ اس میں دوا اثر نہ کرے۔

#...... ''علاج بذریعہ دم'' ...... دونوں اطراف سے مل کر مؤثر ہوتا ہے۔ مریض کی طرف سے بھی اور معالج کی طرف سے بھی۔ مریض کی طرف سے یوں کارگر اور موثر ہوتا ہے کہ

۱...... اس کی توجہ اللہ رب العالمین کی طرف صدق دل سے ہو۔

---

❶ جامع الترمذی، کتاب القدر، ح: ۲۱۳۹ صحیح الجامع الصغیر ۱۵۱/۳۲، ح: ۳۴۰۳

ب ......قوتِ نفس مضبوط ہو۔ دل چھوڑ بیٹھا تو پھر دم بھی موثر نہیں ہوگا۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی (حدیث نمبر: ۳۶۱۶ اور ۵۶۵۶) سے ثابت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اَعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے ۔ آپ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں، انشاء اللہ یہ بخار گناہوں کو دھودے گا، آپ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ ((لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) کوئی حرج نہیں انشاء اللہ گناہوں کو دھو دے گا۔ اس اعرابی نے اس پر کہا: آپ کہتے ہیں کہ یہ بخار گناہوں کو دھونے والا ہے، ہرگز نہیں ۔ یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے۔

یا راوی نے کہا "تَثُـورُ" کہ بخار ایک بوڑھے پر جوش مار رہا ہے، جو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں چھوڑے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اچھا تو پھر یوں ہی ہوگا۔

فائدہ :...... اس حدیث کی شرح میں مولانا داؤد راز دھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''یعنی تو اس بیماری سے مر جائے گا'' حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا، جس کو طبرانی نے نکالا ہے، اس میں یہ ہے کہ دوسرے روز وہ مر گیا، جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔''

ج ......اس کا اعتقاد اس بات پر نہایت قوی ہو کہ اللہ کا کلام قرآنِ مجید اہلِ ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ اس کے ذریعے مجھے شفا ضرور ملے گی۔

جہاں تک معالج کا تعلق ہے تو اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' (۱۰/۱۹۶) میں ایک بزرگ عالم دین ابنُ التِّین رحمہ اللہ کی عبارت یوں درج کی ہے:

''معوّذات کے ساتھ دم کرنا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ...... وہ ''روحانی طب'' ہے کہ جب یہ نیک لوگوں کی زبان سے ہو تو اللہ کریم کے حکم سے شفا ضرور حاصل ہوتی ہے۔'' یعنی معالج اگر خود بدعمل اور فاسد العقیدہ ہو تو اس کا کیا ہوا

علاج کبھی بھی مؤثر نہیں ہوگا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری کے اسی مقام پر لکھا ہے کہ ''درج ذیل تین شرطوں کے جمع ہوجانے کی بنا پر علماءِ اُمت کا دم جھاڑ کے جواز پر اجماع ہے۔

ا ......''دم جھاڑ'' ...... اللہ تعالیٰ کے کلام یا اُس کے اسماءِ حسنیٰ وصفاتِ کاملہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے ساتھ ہو۔

ب ......دم عربی زبان میں ہو۔یعنی قرآن وحدیث کے اصل متن کے ساتھ۔

ج ......اس بات پر عقیدہ رکھا جائے کہ یہ ''دم جھاڑ'' بذاتِ خود کوئی تاثیر نہیں رکھتا۔ (اور نہ ہی دم کرنے والا)، بلکہ اس دم میں تاثیر پیدا کرنے، دعا کو قبول کرنے والا اور اس سے شفا دینے والا صرف ایک اللہ رب العالمین ہے۔دم تو اس ضمن میں ایک سبب ہے۔

جادو کا علاج

جادو کی حقیقت کے بارے میں علماء کا باہم اختلاف ہے۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ محض تخّیل ہوتا ہے، اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی۔جیسا کہ اللہ رب العالمین نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى o فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى o قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى o وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ط اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ط وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى o ﴾ (طٰهٰ: ٦٦ تا ٦٩)

''(جب موسیٰ علیہ السلام کا مصر کے جادوگروں سے مقابلہ ہونے لگا تو اُنہوں نے کہا: موسیٰ! کیا تم پہلے اپنی لاٹھی پھینکو گے یا ہم اپنی لاٹھیاں اور رسیاں وغیرہ پھینکیں؟

تو......) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (جب تم میری بات نہیں مانتے تو) تم ہی پہلے (اپنی رسیاں، لاٹھیاں) پھینکو۔ (چنانچہ اُنہوں نے اپنا کرتب دکھایا اور) موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو سے ایسا معلوم ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں۔ موسیٰ (علیہ السلام) اپنے دل میں سہم گئے۔ (اور اُنہوں نے وحی کا انتظار کیا) ہم نے (بذریعہ وحی) فرمایا: سیّدنا موسیٰ ڈرومت، تم ہی ان سب پر غالب رہو گے۔ اور جو عصا تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے اس کو (میدان میں) پھینک دو۔ (اور اللہ کی قدرت دیکھ) یہ لاٹھی کہ اُنہوں نے جو ڈھونگ کیا ہے اس کو (ایک دم میں) ہڑپ کر جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے، اس کی حقیقت کچھ نہیں صرف جادو کا تماشہ ہے، اور جادوگر جہاں جائے (یا جہاں بھی آئے گا) کبھی فلاح نہیں پا سکے گا۔''

دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ٥ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ٥ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ ﴾ (الأعراف: ١١٦ تا ١١٨)

''موسیٰ (علیہ السلام) نے (اپنے مقابلے پر آنے والے جادوگروں سے کہا:) پہلے تم اپنی لاٹھیاں، رسیاں پھینکو۔ (چنانچہ) جب جادوگروں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) پھینکا تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا یعنی نظر بندی کر ڈالی اور اُن کو (اس نظر بندی کے ذریعے) ڈرا دیا۔ اور (لوگوں کا خیال ہے کہ) وہ بڑا جادو لے کر (میدان میں) آئے تھے۔ اور ہم نے (اسی وقت) موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کر دی کہ تم بھی اپنی لاٹھی پھینکو۔ (چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے جونہی لاٹھی پھینکی)

وہ لکڑی (اژدھا بن کر) جادوگروں کے سارے سوانگ کو نگلنے لگی۔ آخر جو سچی بات تھی وہ رہ گئی (لاٹھی قائم رہی) اور جادوگروں کا کیا کرایا سب ہوا ہوگیا۔''

(موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اس معجزہ کو قرآن نے حق اور جادو کو باطل سے تعبیر فرمایا ہے۔)

جمہور علماءِ حق اھل السنہ والجماعہ، علماء اھل الحدیث کا مسلک یہ ہے کہ ہر جادو محض تخیّل نہیں ہوتا، بلکہ ''سحر'' کئی قسم کا ہوتا ہے۔ بعض قسم کا جادو واقعی تخیّل ہوتا ہے، مگر بعض قسم کے جادو مبنی برحقیقت ہوتے ہیں۔ اس لیے سرے سے جادو کی حقیقت کا انکار صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کی درج ذیل آیت سے اس بات کا پتہ صاف چل رہا ہے:

﴿ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾

(البقرہ: ۱۰۲)

''(ان یہودیوں کی ایک خباثت یہ بھی ہے کہ انہوں نے کتاب اللہ ...... تورات و زبور ...... کو پس پشت ڈال دیا) اور سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے زمانہ بادشاہت میں شیطان جو (جادو اور کفر کی چیزیں) پڑھا کرتے تھے۔ اس کی وہ پیروی اور اتباع کرنے لگے۔ حالانکہ سلیمان (علیہ السلام) نے تو ایسا کوئی کفر نہیں کیا

تھا۔(وہ تو اللہ کے نبی تھے اور انبیاء ایسے جادوگری کا کام نہیں کرتے۔) بلکہ یہ کفر تو شیطانوں نے کیا تھا۔ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اور (جادو کی) وہ باتیں جو (ملکِ عراق کے) شہر بابل میں ھارُوت اور ماروت نامی دو فرشتوں پر (کہ جو یہاں انسانی شکل میں رہ رہے تھے) اُتاری گئی تھیں، (ان کی یہ ظالم اتباع کرنے لگ گئے تھے۔ ھاروت اور ماروت کا واقعہ درحقیقت یہ ہے کہ) وہ دونوں کسی کو جادو تب تک نہ سکھلاتے جب تک انھیں یہ نہ کہہ دیتے؛ ہم تو اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔ اس لیے (جادو سیکھ کر) تم کافر نہ ہوجانا۔ اس پر بھی (جولوگ اپنا ایمان ضائع کرلینا پسند کرتے) وہ اُن سے ایسی باتیں سیکھتے، جن کی وجہ سے خاوند اور بیوی میں وہ جدائی کروا دیتے، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر جادو کے ذریعے کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اور وہ (جادوگر) ایسی باتیں سیکھتے ہیں کہ جن میں ان کو فائدہ کچھ نہیں، نرا نقصان ہی نقصان ہے۔ اور البتہ بالتحقیق یہودیوں کو معلوم ہے کہ جو کوئی (اپنا ایمان دے کر) جادو خریدے گا، اس کے لیے آخرت میں (سکون اور آرام، سکھ اور چین کا) کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور نہایت ہی برا ہے (وہ دنیاوی مفادات کا سودا) کہ جس کے بدلے اُنہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے۔ کاش کہ وہ اس بات کا علم رکھتے ہوتے۔''

اس آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو کے اثر سے دو آدمیوں کے درمیان بُعد اور دشمنی پیدا ہوجاتی ہیں۔ علاوہ ازیں جادو کی تاثیر احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے کہ آدمی پر جادو ہوجاتا ہے۔ اکثر علماءِ کرام نے حُبّ و بُغض کا عمل کرنا، اسی طرح طلسمات وشعبدہ جات، حاضرات اور مسمریزم وغیرہ کو سحر (جادو) میں داخل کیا ہے۔ جو شخص متبع سنت ہو اس کو ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ ہمارے عجمی معاشرے کی

عورتیں تو ،توہمات کا بہت جلد شکار ہو جاتی ہیں۔ انھیں ہمیشہ یہ دُعا ورد ِزبان رکھنی چاہیے:

((اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ ، وَلَا يَصْرِفُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.)) [1]

'' اے اللہ! تیرے سوا کوئی اچھائیاں لانہیں سکتا اور نہ ہی تیرے سوا کوئی برائیوں (اور بیماریوں ،مصیبتوں) کو پھیر سکتا ہے۔ اور اللہ کے سوا نہ کوئی (اس کی) طاقت رکھتا ہے اور نہ قوت۔''

آج کل پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستانی، ہندوستانی اور بنگالی معاشرے میں بالخصوص حبّ وبغض کی عملیات ،طلسمات وشعبدات، حاضرات ومسمریزم وغیرہ کا جو بازار گرم ہے اور آخری درجہ کے جاھل، دھوکے باز اور لوگوں کی عزتوں سے کھیلنے والے یہ عامل، جادوگر اور کاہن قسم کے لوگ جو سادہ لوح عوام کو دھوکہ دے کر اُنہیں بے وقوف بنائے پھرتے ہیں، ان کے بارے میں محدّث العصر، اللہ کے ولی، علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'' جادو وغیرہ کے (مسلمان) مریض کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی بیماری دریافت کرنے یا علاج معالجہ کی غرض سے ان کاہنوں، نجومیوں، (جادوگروں، شعبدہ بازوں اور مسمریزم کا عمل) کرنے والوں کے پاس جائے کہ جو پوشیدہ باتوں کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہوں۔ نہ ہی کسی مسلمان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ان کی بتلائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرے۔ اس لیے کہ یہ لوگ (کسی حقیقت کو جانے بغیر) بن دیکھے نرے تیر تُکّے چلاتے ہیں۔ یا پھر ان کے پاس (شیطانی نسل کے) جنات ہوتے ہیں، جنہیں

---

[1] اشرف الحواشی ، ص: ٢٠ وفتح الباری: ١٠/٢٦٤ ، صحیح البخاری / کتاب الطب / بابُ السِّحر ١٠/٢٧٢ ، ٢٨٤ پر نہایت مبسوط اور مفید بحث لکھی ہے۔

وہ حاضر کر کے اپنی مرضی کی اُن سے مدد لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا معاملہ ''کفر اور سراسر گمراہی'' والا ہے، اس لیے کہ وہ علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ أَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً .)) ❶

''جو شخص کسی نجومی (کاہن، عامل) کے پاس آیا اور اُس سے کسی (پوشیدہ) بات کے متعلق دریافت کیا، تو چالیس دنوں تک اُس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَتٰى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ)) ❷

''جو شخص حائضہ کے پاس (جماع اور صحبت کے لیے) آیا، یا اُس نے کسی (اپنی یا بیگانی) عورت سے اُس کی پائخانے والی جگہ میں صحبت کی، یا وہ کسی کاہن (نجومی، عامل) کے پاس آیا اور اُس کی (بات کی) اُس نے تصدیق کی (کہ یہ نجومی، کاہن وغیرہ سچ کہہ رہا ہے) تو اُس نے محمد (رسول اللہ ﷺ) پر اُتاری گئی شریعت کا انکار کر دیا۔''

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بایں الفاظ درج کیا ہے:

((مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ)) ❸

''جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا، اور اُس نے اس کی بات کو سچا جانا تو

---

❶ صحيح مسلم، كتاب السلام، ح: ٥٨٢١.

❷ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، ح: ٦٣٩، سنن ابی داؤد / كتاب الكهانة والتطيّر / ح: ٣٩٠٤. علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ارواء الغليل، ح: ٢٠٦.

❸ امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ مستدرك حاكم: ٨/١، رقم: ١٥.

اُس نے محمد (رسول اللہ ﷺ) پر اُتاری گئی شریعت کا انکار کیا۔‘‘

مسند البزار میں ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تُطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ ، أَوْ تُكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ ، وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ)) [1]

’’وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بدفالی کرے یا جس کے لیے (اس کی رضامندی یا کہنے پر) بدفالی کی جائے یا وہ خود غیب کی باتیں بتلائے (کہانت کرے) یا اس کو (اس کی رضامندی اور کہنے پر) غیب کی باتیں بتلائی جائیں۔ یا وہ جادو کرے یا اس کے لیے (اس کی رضامندی اور کہنے سے کسی پر) جادو کیا جائے۔ اور جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اُس نے اس کی (کسی پوشیدہ) بات کی تصدیق کی تو ان میں سے ہر شخص نے محمد (رسول اللہ ﷺ) پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔‘‘

ان احادیث مبارکہ میں نجومیوں، کاھنوں، جادوگروں اور عاملوں وغیرھم کے پاس جا کر اُن سے اپنے مسائل ومصائب کے بارے دریافت کرنے، اور ان کے بتائے ہوئے جوابات اور عملوں کی تصدیق پر سخت وعید موجود ہے۔ [2]

ایک عربی سلفی عالم دین فضیلۃ الشیخ / وحید بن عبدالسلام بالی نے مندرجہ بالا موضوع پر اپنی مشہور ومعروف تصنیف ’’**اَلصَّارِمُ الْبَتَّارُ فِی التَّصدِّی لِلسَّحَرَةِ الْأَشْرَارِ**‘‘ (طبع دار ابن الهيثم بالقاهره،ص: ٤٣) میں جادوگر کو پہچاننے کی (۱۳ عدد) نشانیاں بھی بتلائی ہیں، اور شریعت اسلامیہ میں جادو کے حکم پر کبار آئمہ کرام کے فتاویٰ درج کرنے کے بعد ’’جادو کا توڑ‘‘ کے نام سے عنوان قائم کر کے اس کے

---

[1] مسند البزار باسنادٍ جيّدٍ.

[2] حكم السِّحر والكهانة وما يتعلق بها ، ص: ٤ تا ٧ الطبعة الثالثة عام ١٤٢٣ ه برئاسة إدارة البُحوث العلمية والإفتاء والدعوة والارشاد بالرياض.

ذیل میں جادو کے ذریعے پیدا ہونے والی گیارہ عدد بڑی بڑی خرابیوں ،مصیبتوں اور بیماریوں کا ذکر کرکے اُن کا علاج بھی قرآن وسنت کی روشنی میں بتلایا ہے۔یعنی بذریعہ جادو پیدا ہونے والی ہر بیماری کا الگ الگ علاج۔ بعینہ ان کی کتاب ’’وقایة الاِنسان مِنَ الْجِنّ وَالشَّیْطَانِ‘‘ بھی ہمارے زیر بحث موضوع کے لیے نہایت مفید ہے۔اسی طرح دکتور عمر سلیمان الأشقر حفظہ اللہ نے بھی اپنی کتاب ’’عالم الجنّ وَالشَّیَاطِیْن‘‘ میں اپنے موضوع پر دلائل جمع کرنے میں حق ادا کر دیا ہے۔

ممتاز علماء کرام ڈاکٹر عبدالله بن أحمد الطّیّار وکیل وزارة الشؤن الاسلامیة والأوقاف والدعوة والارشاد لشئون المساجد بالمملكة السعودية اور فضيلة الشيخ / سامی بن سلمان المبارك حفظهما الله کی کتاب ’’فَتْحُ الحقّ المُبين فِی علاجِ الصَّرع والسِّحر وَالْعَيْن ‘‘ بھی ہمارے پیش نظر ہے جس کا اُردو ترجمہ ’’جادوٹونے ،مرگی اور نظر بد کا علاج‘‘ حال ہی میں ’’دار الاندلس، لاہور‘‘ نے طبع کیا ہے۔

جادو سے بچنے کی تدابیر

مذکور بالا تمام علمائے کرام نے جادو کے علاج سے پہلے ہر مسلمان کے لیے جادو سے ہر وقت بچاؤ کے لیے قرآن وسنت سے تدابیر پیش کی ہیں، ہم انہیں بالترتیب بیان کیے دیتے ہیں،عمل کیجیے اور فائدہ اٹھائیے:

!......شیخ ابن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت اور اتمام نعمت کے طور پر اپنے بندوں کے لیے ایسے وظائف واذکار جائز اور مشروع قرار دیے ہیں کہ جن کے ذریعے وہ جادو کے اثر سے پہلے ہی اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔سب سے مؤثر اور فائدہ مند طریقہ یہ ہے کہ شرعی اذکارِ مسنونہ، دعاؤں، آیات قرآنیہ اور معوّذات کے

ذریعے اپنے آپ کو جادو سے محفوظ رکھا جائے۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ

ا...... ہر فرض نماز کے بعد دیگر اذکار کر کے آیت الکرسی ضرور پڑھیں۔ (یہ آیت پیچھے صبح و شام کے اذکار میں ترجمہ سمیت گزر چکی ہے۔) اسی طرح سونے سے پہلے اس کی تلاوت ضرور کریں۔

ب......قرآن کی آخری تینوں سورتیں...... ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ oاور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o ﴾ ہر نماز کے بعد ایک ایک بار۔ نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد تین تین بار اور سوتے وقت تین تین بار تلاوت کریں۔ [1]

ج......اسی طرح سونے سے پہلے سُورۃ البقرہ کی آخری دو آیات (جو کہ سونے کے اذکار میں درج کر دی گئی ہیں) کی تلاوت ضرور کریں۔

د......اسی طرح: ((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .))......

''اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے میں اس کے شر سے اللہ کے جملہ کلمات کے وسیلے سے پناہ کا طلب گار ہوں۔'' کے کلمات طیبّہ بالعموم صبح و شام ہر وقت زبان پر رہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق کسی بھی وقت، کسی بھی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت، خواہ مکان ہو، عمارت ہو یا صحراء، فضا، ہوا ہو یا سمندر ان کلمات کو بالخصوص پڑھنا چاہیے۔ [2]

ھ......دن کے آغاز میں اور رات سونے سے پہلے تین تین بار یوں بھی پڑھنا (جادو وَغیرہ کے اثر سے بچنے کے لیے) بے حد مفید ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.)) [3]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، ح : ٥٠١٧ .

[2] صحیح مسلم ،کتاب الذکر والدّعاء، رقم: ٦٨٧٨ وسنن الترمذی، ح: ٣٤٣٧.

[3] جامع الترمذی، کتاب الدعوات ،رقم: ٣٣٨٨ ، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ٥٠٨٨ وسنن ابن ماجه ،باب فضل الدعاء، رقم: ٣٩١٥ . اسے علامہ البانیؒ نے صحیح کہا ہے۔

''اللہ کے نام سے شروع کہ جس کے نام سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکتی، اور وہ خوب سننے اورخوب جاننے والا ہے۔''

جوشخص صدق دل، اللہ کے ساتھ پختہ ایمان اور اُس پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے ان اذکار وتعوذات کو باقاعدگی سے پڑھا کرے گا، اس کے لیے یہ اذکار جادو وغیرہ کے شر سے بچنے کے لیے بہترین ذریعہ ہیں۔اور یہی اذکار جادو، ٹونے کے اثرات کے بعد اسے زائل کرنے میں بہت بڑے ہتھیار کا کام دیتے ہیں۔

و ...... جادو کا قدرتی علاج (بذریعہ اذکارِ مسنونہ) دوطرح کا ہوتا ہے۔ (1): جادو کے اثر انداز ہونے سے پہلے اس کا علاج اور وہ یہ ہے کہ مسلمان پر تمام فرائض وواجبات کی پابندی، تمام محرمات کو چھوڑ دینے کا عہد اور تمام گناہوں سے مکمل توبہ کی جائے۔

ز ...... بلاناغہ روزانہ قرآن کی تلاوت کی جائے، اگرچہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ عمل آدمی کا وظیفہ بن جانا چاہیے۔

ح ......((لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ .))

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ساری بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔''

بلاناغہ روزانہ سو بار پڑھا جائے۔ [1]

ط ......صبح وشام کے دیگر اذکارِ مسنونہ اور وظائف پر محافظت اور نمازوں کے آخر میں اذکار، سونے، جاگنے کے اذکار، گھر میں داخل ہونے، گھر سے نکلنے کے اذکار، بیت الخلاء میں داخل ہونے اور اس سے باہر آکر پڑھنے والے اذکار پر مداومت

[1] صحیح البخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٠٣ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ح: ٦٨٤٢

کی جائے۔ بلاشبہ ان پر مواظبت و مداومت کے ساتھ اللہ کے حکم سے جادو، بدنظری اور جنات وغیرہ سے بچاؤ رہتا ہے۔ یہی اذکار جادو ہوجانے کے بعد بھی اس کا اثر زائل کردینے میں انتہائی موثر ہوتے ہیں۔ [1]

ی ...... رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''جو شخص صبح کے وقت (نہار منہ یا پھر بہت جلد مدینہ منورہ کی) سات عدد عجوہ کھجوریں کھالیتا ہے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی جادو۔'' [2]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب قائم کیا ہے: [بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ] ...... ''عجوہ کھجور جادو کے لیے بڑی عمدہ دوا ہے۔'' جبکہ صحیح مسلم کی روایت میں عجوہ کھجور کے لیے مدینہ منورہ کے مضافات کا تعیّن بھی نبی کریم ﷺ نے ...... بَيْنَ لَا بَتَيْهَا ...... ''مدینہ منورہ کے دونوں میدانوں کے اندر کی کھجور۔'' فرما کر کردیا ہے۔ اور امام مسلم کی صحیح پر امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب بھی اسی طرح کا قائم کیا ہے: [بَابُ فَضلِ تَمْرِ الْمَدِيْنَةِ] ...... یعنی ''مدینہ منوّرہ کی کھجور کی فضیلت۔'' ''لَا بَتَيْهَا'' ...... سے مراد وہ دو پتھریلے میدان ہیں کہ جن کے درمیان مدینہ منورہ شہر واقع ہے۔ یہ دونوں میدان شرقاً غرباً واقع ہیں۔ ایک کا نام "واقم" ہے اور دوسرے کا نام "وبرہ"۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(مدینہ منوّرہ کا نجد کی طرف آٹھ میل تک والا علاقہ) ''العالیہ'' کی عجوہ کھجور میں شفا ہے۔ یا (راوی کو شک

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: (١) زاد المعاد: ١٢٦/٤. (٢) مجموع فتاوی فضیلة الشیخ عبدالعزیز بن عبدالله بن باز رحمه الله: ٢٧٧/٣ .

[2] صحیح البخاری ، کتاب الطب ، ح : ٥٧٦٨ ، ٥٧٦٩ ، وصحیح مسلم ، کتاب الاشربة ، باب فضل تمر المدینة ، رقم : ٥٣٣٨ ، ٥٣٣٩.

ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:) وہ تریاق ہے علی الصبح کھانے کے ساتھ۔'' ❶

دارالسلام بالریاض کے طبع شدہ نسخہ صحیح مسلم (الطبعة الثانيه محرم ١٤٢١ھ) میں فیصلۃ الشیخ رمحمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ کی لفظ ''العالیہ'' پر تشریح یوں درج ہے: ''مدینہ منورہ کے مشرق اور جنوب مشرق والی جانب جو (مدینہ منورہ کے مضافات میں) بستیاں، باغات اور عمارتیں ہیں انھیں ''العالیہ'' کہا جاتا ہے۔''

فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام خطابی رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کیا ہے: ''عجوہ کھجور کی وجہ سے زہر اور جادو کا اثر نہ کرنا مدینہ منورہ کی کھجور کے لیے نبی کریم ﷺ کی دُعا کی برکت کی وجہ سے ہے، اس کھجور کی اپنی کوئی خاصیت نہیں۔'' ❷

بَیْنَ لَابَتَیْهَا ...... والی ''صحیح مسلم'' کی مذکور بالا حدیث پر فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کی تعلیق اس طرح سے ہے: جیسا کہ ''صحیح مسلم'' کی روایت میں مذکور ہے زیادہ راجح بات تو یہ ہے کہ یہ عجوہ کھجور مدینہ منورہ کے اسی علاقہ کی ہو، جس کا اوپر ذکر ہوا ہے، بصورتِ دیگر صحیح بات یہی ہے کہ اس کھجور کا اثر قیامت تک کے لیے جادو اور زہر کے مدّ مقابل اس میں رکھ دیا گیا ہے، اور اس میں نہ زمانے کی قید ہے، اور نہ ہی مدینہ منورہ کے کسی مخصوص علاقے کی۔ بلکہ مدینہ کی تمام عجوہ کھجوروں میں یہ صلاحیت اور خاصیت موجود ہے۔ ابن باز رحمہ اللہ تو کہتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے چونکہ مدینہ منورہ کے دو پتھریلے میدانوں کی کھجوروں کا ذکر کیا ہے، اس لیے آپ ﷺ کا یہ فرمان مدینہ منورہ کی سب کھجوروں کو شامل ہے۔'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا علی الصبح سات عدد روزانہ عجوہ کھجوریں کھانے کا عمل سات دنوں کے لیے مقیّد بھی کرتی تھیں۔ ❸

---

❶ صحيح مسلم، حواله مذكوره، ح: ٥٣٤١.

❷ دیکھئے: فتح البارى: ٢٩٥/١٠ طبعة دارالسلام، بالرياض.

❸ دیکھئے: فتح البارى طبع دارالسلام، بالرياض: ٢٩٤/١٠.

س ......شیخ وحید بن عبدالسلام بالی نے جادو سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر میں رات کو باوضو ہو کر سونا بھی لکھا ہے۔ اس لیے کہ باوضو مسلمان پر جادو اثر انداز نہیں ہوسکتا اور باوضو مسلمان آدمی فرشتوں کی حفاظت میں رات گزارتا ہے۔ ایک فرشتہ اس کے پاس پوری رات یوں رہتا ہے کہ جب یہ باوضو مسلمان کروٹ بدلتا ہے تو فرشتہ اس کے حق میں دُعا کرتے ہوئے کہتا ہے: ''اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف کردے، کیونکہ اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہے۔'' [1]

ع ......شیخ بالی نے جادو سے بچاؤ کی تدبیر میں باجماعت نماز کی پابندی اور نمازِ تہجد کے قیام کو بھی ذکر کیا ہے، اور نہایت قوی دلائل پیش کیے ہیں۔

ف ......شیخ بالی نے جادو سے بچاؤ کی تدابیر میں شادی شدہ مرد کے لیے اپنی بیوی کے پاس جاتے وقت کی دعاؤں کو پڑھ لینے کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ دعائیں پیچھے (مناسبات والی فصل میں) ذکر ہوچکی ہیں، وہیں سے ان کو یاد کرلیا جائے اور باقی اُن تمام تدابیر کا ذکر کیا ہے جو اوپر لکھی جاچکی ہیں۔

جادو کا اثر ہوجانے کے بعد اس کا علاج

فضیلۃ الشیخ رسعید بن علی بن وہف القحطانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: جادو کا دوسرا علاج اس کے وقوع پذیر ہوجانے کے بعد ہوتا ہے اور یہ کئی طرح سے کیا جاتا ہے۔

علامہ سعید القحطانی نے اس کے لیے چار طریقے درج کیے ہیں۔ ہم انہیں اس ترتیب کے ساتھ بیان کیے دیتے ہیں اور ان کی تائید اہم مصادر ومراجع اور کبار علماء کرام کے اقوال سے بھی درج کریں گے۔ ان شاءاللہ

[1] معجم الاوسط للطبرانی ،امام منذری رحمه الله نےالترغیب والترهیب، ۱۳/۱ میں اس کی سند کو جیّد لکھا ہے۔

پہلا طریقہ:......فضیلۃ الشیخ ابن باز اور علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' ۱/۲۸۶، ۲۹۰ طبع دارالسلام میں کتاب الطب باب هل یستخرج والسحر کی شرح میں ایسا ہی لکھا ہے۔ جادو کے علاج میں سب سے زیادہ فائدہ مند علاج یہ ہے کہ جس جگہ یا زمین یا پہاڑی وغیرہ کی کھوہ میں یہ جادو والی چیز رکھی گئی یا دفن کی گئی ہو وہ جگہ معلوم کر کے اُس جادو والی چیز (تعویذ، کھال، بال وغیرہ) کو نکال کر اسے (جلا کر یا پھاڑ کر) ضائع کر دیا جائے۔ یہ سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ مگر اس کام کے لیے شرعی اور مباح طریقے استعمال کیے جائیں، شرکیہ اور غیر شرعی طریقوں سے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ (یہ جادو والی چیز ضائع کرتے وقت آخری دونوں سورتیں ((**قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ o**)) اور ((**قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّالنَّاسِ o**)) پڑھتے رہیں۔ مریض خود بھی انھیں پڑھے اور نکالنے اور ضائع کرنے والا بھی۔ آخر میں مریض ''آیۃ الکرسی'' کی کثرت سے تلاوت کرے۔)

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ یہاں پر تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: البتہ جادو کا علاج جادوگروں کے طریقے پر کرنا کہ جس سے کوئی جانور وغیرہ ذبح کر کے کسی جن کا قرب حاصل کیا جائے؟ تو یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ شیطانی عمل ہے، بلکہ شرکِ اکبر۔ اس سے بچنا واجب ہے۔ اسی طرح (اس جادو والی چیز کے مقام اور دفن کی جگہ کو معلوم کرنے کے لیے اور) جادو کے علاج کی خاطر، کاھنوں، نجومیوں، شعبدہ بازوں اور جادوگروں سے پوچھنا پوچھوانا بھی ہرگز جائز نہیں ہے، اور نہ ہی ان چیزوں کا استعمال جائز ہے، جن کے بارے میں وہ کہیں۔ اس لیے کہ وہ خود بہت بڑے کذّاب، بدقماش اور علم غیب کا دعویٰ کرنے والے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔

یہاں معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ جادو کو ختم کرنے اور اسے اس کی جگہ سے نکال کر

ضائع کرنے کے لیے جادوگروں اور نجومیوں کے پاس جانا جائز نہیں ہے تو پھر وہ کون الْـمُبِيْن فِيْ عِلَاجِ الصَّرعِ وَالسِّحْرِ وَالْعَيْنِ. " اور " اَلصَّارِمُ الْبَتَّارُ فِي التَّصَدِّي لِلسَّحَرَةِ الْأَشْرَارِ " کے مصنفین اورامام ابن قیم رحمہم اللہ اپنی کتاب " الطِّب النبوي ، ص : ٢٦٧ " میں لکھتے ہیں کہ

'' مریض آدمی خود اللہ رب العالمین کی جانب خالص توجہ سے رجوع کرکے دُعا کرے۔ بالخصوص تہجد کے وقت اُس کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا نہایت مفید ہوگا۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود ایسا ہی کیا تھا۔ آدمی یہ عمل کرتا ہی رہے اور اپنی دُعا میں: ((اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا.)) کثرت سے پڑھے۔ اللہ کریم اُسے خواب میں جادو کا مدفن ضرور دکھلا دیں گے۔''

دُوسرا طریقہ:...... جادو وغیرہ کا دوسرا علاج شرعی دم ہیں اور یہ تین طرح سے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بیماری کی مناسبت سے اختیار کیا جاسکتا ہے۔ [حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے ''فتح الباری عند شرح باب هَل يُستخرجُ السِّحرُ؟ '' میں علامہ ابن بطال رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اُنہوں نے بیان کیا؛ امام وھب بن منبہ رحمہ اللّٰہ کی کتب میں درج تھا:

۱......سحرزدہ آدمی بیری کے سات ہرے پتے لے اور انھیں ایک پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کوٹ لے۔ پھر پانی سے بھرے ایک برتن میں (کہ جو نہایت صاف ستھرا ہو) ان پسے ہوئے پتوں کو ڈال دے۔ (پانی اتنا ہو کہ اس سے نہایا جاسکے اور ان پتوں کو پانی میں حل کرتے ہوئے) اس پانی پر (1)......((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.)) اور آیۃ الکرسی (2)...... چاروں قل اور

(3)......بموجب تعلیق فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ درج ذیل آیات تین تین بار پڑھے:

﴿ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ج فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ o فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ o وَ اُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ o قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ o ﴾

(الأعراف: ۱۱۷ تا ۱۲۲)

''اور ہم نے موسیٰ کو بذریعہ وحی کہا کہ اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو، تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے جادوگروں کے جھوٹ کو نگل گئی، پس حق ثابت ہو گیا اور جادوگروں کا عمل بے کار ہو گیا۔ چنانچہ وہ سب وہاں مغلوب ہو گئے اور ذلت و رسوائی کا اُنہیں سامنا کرنا پڑا، اور جادوگر سجدہ میں گر گئے، اُنہوں نے کہا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لائے، جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔''

﴿ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ o فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ o فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ o وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ o ﴾ (یونس: ۷۹ تا ۸۲)

''اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس تمام جادوگروں کو حاضر کرو، پس جب جادوگر آ گئے تو اُن سے موسیٰ نے کہا کہ تمہیں جو ڈالنا ہے ڈالو، جب انہوں نے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو زمین پر ڈال دیا، تو موسیٰ نے کہا کہ تم نے جو ابھی پیش کیا ہے جادو ہے، یقیناً اللہ اُسے بھی بے اثر بنا دے گا، بے شک اللہ فساد برپا کرنے والوں کے عمل کو کامیاب نہیں ہونے دیتا، اور اللہ اپنے حکم سے حق کو ثابت کر دکھلاتا ہے، چاہے مجرمین ایسا نہ چاہتے ہوں۔''

﴿ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝ ﴾ (طٰهٰ: ٦٥ تا ٧٠)

''جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ: یا تو تم پہلے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالو، یا ہم ہی پہلے ڈالتے ہیں، موسیٰ نے کہا: بلکہ تم ہی پہلے ڈالو، تو ان کے جادو کے زیر اثر انہیں ایسا دکھائی دینے لگا کہ جیسے اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر دوڑ رہی ہیں۔ تو موسیٰ اپنے دل میں خوف محسوس کرنے لگے۔ ہم نے کہا: آپ ڈریے نہیں، بے شک غالب آپ رہیں گے، اور آپ کے دائیں ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اُسے زمین پر ڈال دیجیے، وہ اُن کے تمام بناوٹی سانپوں کو ہڑپ کر جائے گی۔ اُنہوں نے جو بنایا ہے وہ جادوگر کا ایک مکروفریب ہے اور جادوگر جدھر سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوگا، پس تمام جادوگر سجدے میں گر گئے اور پکار اُٹھے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔''

مذکور بالا سورتوں اور آیات کو پانی پر پڑھنے کے بعد اس میں سے تین چلو (پورا بک) پانی پی لے اور پھر باقی کے ساتھ (کسی پاک صاف جگہ پر) نہالے تو ان شاء اللہ جادو وغیرہ جیسی جتنی بیماریاں ہوں گی وہ ختم ہو جائیں گی۔ (اگر ضرورت محسوس ہو تو ایسا دو، تین بار یا اس سے بھی زیادہ دفعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس پانی کو اُبالا نہ جائے۔) بالخصوص یہ اُس آدمی کے لیے نہایت مفید ہے کہ جسے اپنی بیوی کے ساتھ جادو کے ذریعے ہم بستری

سے روک دیا گیا ہو۔'' علامہ ابن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''یہ عمل بہت زیادہ آزمودہ ہے اور اللہ نے اس کے ذریعے مریضوں کو شفا دی۔'' [1]

ب ......سورۃ الفاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات، سورۃ الاخلاص اور معوّذتین قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ o قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o [2] تین تین بار پڑھیں اور جہاں درد محسوس ہوتا ہو، وہاں اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر پھونک دیں۔ (یہ عمل روزانہ صبح وشام کریں، حتی کہ آرام آجائے۔)

ج ...... !سات دفعہ: ((أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، أَنْ يَشْفِيْكَ .)) [3]

''میں اللہ بزرگ و برتر سے جو عرش عظیم کا رب ہے، بھیک مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا دے کر تندرست کردے۔''

@......اپنے وجود میں جہاں مریض تکلیف محسوس کرے اُس جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھے اور تین دفعہ '' بِسْمِ اللّٰهِ '' پڑھے۔ اور سات دفعہ: ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ .)) پڑھے۔ [4]

''میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ طلب کرتا ہوں، اس درد اور تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں، اور جس سے مجھے تکلیف کا خوف ہے۔''

#......مریض کو دم کرنے والا اپنا دایاں ہاتھ اس کی تکلیف والی جگہ پر (کہ جو ستر

---

[1] فتاویٰ ابن باز رحمه الله: ٢٧٩/٣ ، فتح المجيد، ص: ٣٤٦ ، مصنّف عبدالرزاق: ١٢/١١.

[2] فتح الباری: ٦٢/٩ و ٢٠٨/١٠ ، صحيح مسلم: كتاب السلام : ١٧٢٣/٤ ، ح: ٥٧١٤، ٥٧١٦.

[3] جامع الترمذی کتاب الطب، ح: ٥٧٦٦ ، صحيح الجامع الصغير، ح: ٢٠٨٣.

[4] صحيح مسلم ، كتاب السلام ، ح: ٥٧٣٧.

والی نہ ہو) پھیرتے ہوئے درج ذیل کلماتِ طیّبہ بار بار پڑھے روزانہ اس کے ساتھ دم کریں، حتیٰ کہ تکلیف دُور ہوجائے۔

أَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ ، أَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِيُ ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا. [1]

''اے اللہ! لوگوں کے پالنہار مالک! تکلیف کو دُور کردے اور اسے (مریض کو) شفا دے دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری باقی نہ رہ جائے۔''

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ ''حکم السحر والکهانة میں'' کہتے ہیں: تین بار پڑھیں۔

$...... **أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ.** [2]

''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے، ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے اللہ کی پناہ کا طلبگار ہوں۔''

%...... **أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.** [3]

''میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے وسیلہ سے اُس کی پناہ کا طلب گار ہوں، اُس کے غضب سے، اُس کے عذاب سے، اُس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس سے (نیز) اس بات سے کہ شیاطین مجھ کو حاضر ہوں۔''

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا

---

[1] صحيح البخاری / كتاب الطب / ح: ٥٧٤٣ وصحيح مسلم، كتاب السلام، ح: ٥٧٠٩.

[2] صحيح البخاری / كتاب أحاديث الأنبياء / ح: ٣٣٧١.

[3] صحيح الترمذي: ٣/ ١٧١.

فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، وَبَرَأَ وَذَرَأَ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا ، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.)) [1]

''میں اللہ تعالیٰ کے جملہ کلمات طیبہ کے ساتھ پناہ کا طلب گار ہوں کہ جس سے آگے نہ کوئی نیک بڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی گناہ گار، فاجر، یعنی تقدیر کے احکام پر اُس چیز کے شر سے جو پیدا ہوئی اور عدم سے وجود میں آئی، اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے (یعنی شیاطین وعذاب کی صورت میں)، اور ہر اُس شر سے جو آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے، (یعنی انسانوں کے بُرے اعمال کی صورت میں)، اور ہر اُس چیز کے شر سے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور اُس سے نکلتی ہے، (یعنی موذی جانور اور کیڑے مکوڑے وغیرہ) اور ہر اُس چیز کے شر سے جو رات اور دن کے کسی بھی حصے میں فتنے بن کر آتی ہے، یعنی نظر بد وغیرہ کی صورت میں، اور اسی طرح ہر اُس کے شر سے جو رات میں آتا ہے، اے رحمٰن! مگر اس سے نہیں جو رات کے وقت میرے لیے خیر لے کر آنے والا ہے۔''

۸.....((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ)) [2]

---

[1] مسند أحمد: ۱۱۹/۳ بإسناد صحيح ، ابن السني برقم ٦٣٧ ، مجمع الزوائد: ۱۲۷/۱۰.

[2] صحيح ، كتاب السلام ، ح: ٥٦٩٩.

''میں آپ کو ہر ایذا دینے والی چیز کے شر سے اور ہر نفس اور ہر حسد والی آنکھ کے ضرر سے اللہ تعالیٰ کے نام سے دَم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا یاب کرے گا، میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام سے دَم کرتا ہوں۔''

&......((بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيْكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ)) [1]

''شروع اللہ کے نام سے وہ آپ کو تندرست کرے گا، اور ہر بیماری سے شفایاب کرے گا اور حاسد کے شر سے اور نظر لگانے والی آنکھ کے ہر شر سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے گا۔''

*......((بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ وَمِنْ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ)) [2]

''میں آپ کو ہر ایذا دینے والی چیز کے شر سے، حاسد کے شر سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ کے نام سے دَم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے گا۔''

نوٹ:...... مذکورہ بالا تمام دعائیں، اذکار اور دم، جادو، بدنظری، جنوں کے تنگ کرنے اور تمام امراض کے لیے بمشيئة الله فائدہ مند ہیں۔

تیسرا طریقہ:...... وجود کے جس حصے پر جادو کا اثر معلوم ہو، وہاں پر سینگی لگوانا۔ یہ ماہر لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ اُنہی سے لگوانی چاہیے۔ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں بھلائی ہے یا راوی کو شک ہے کہ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب السلام، ح: ٥٦٩٩.

[2] صحيح ابن ماجه: ٢/ ٢٦٨.

آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ان دواؤں میں بھلائی ہے ......تو (1) پچھنا لگوانے یا (2) شہد پینے یا (3) آگ سے داغنے میں ہے، بشرطیکہ مرض کے موافق ہو۔ اور میں آگ سے داغنے کو پسند نہیں کرتا۔''[1]

صحیح مسلم میں کچھ تفصیل اس حدیث کی یوں موجود ہے؛

''جناب عاصم بن عمر بن قتادہ رحمہم اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہمارے گھر تشریف لائے۔ گھر والوں میں سے ایک آدمی کو پیپ والے پرانے پھوڑے کی شکایت تھی۔ (اور وہ نہایت تکلیف میں تھا۔) سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہیں کیا شکایت ہے؟ وہ کہنے لگا: پیپ سے بھرا ایک پرانا پھوڑا ہے جو مجھ پر نہایت گراں گزر رہا ہے۔ تو سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے سے کہا: ''لڑکے! (بھاگ کر جاؤ اور) ایک سینگی (پچھنے) لگانے والے کو لے کر آؤ۔'' وہ بیمار آدمی سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: ارے ابوعبداللہ! پچھنے (سینگی) لگانے والے کا کیا کام؟ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''میں اس پھوڑے پر پچھنے والا آلہ لگوانا چاہتا ہوں۔ جو اس پھوڑے میں سارے فاسد مادے کو چوس لے۔'' وہ بیمار کہنے لگا: ''اللہ کی قسم! اس سے مکھیاں مجھے ستائیں گی۔ اور کپڑا لگے گا تو مجھے تکلیف ہوگی اور یہ کام مجھ پر نہایت گراں گزرے گا۔''

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ اس مریض کو پچھنے (سینگی) لگوانے سے تکلیف ہوگی تو بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا حدیث مبارک سنادی۔ اس واقعہ کے راوی عاصم بن عمر رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں وہ لڑکا ایک سینگی لگانے والے کو لے آیا اور اُس نے مریض کو پچھنے لگائے۔ تو بیمار کی بیماری ختم ہوگئی۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الطب، ح: ٥٦٨٣ وصحیح مسلم، کتاب السلام، ح: ٥٧٤٣.

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جو شرح لکھی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اس حدیث مبارک میں نہایت عمدہ طب بیان ہوئی ہے۔''

امراض دراصل پانچ طرح کے ہوتے ہیں: امتلائی، دموی، صفراوی، سوداوی اور بلغمی۔ اگر کوئی مرض دموی ہے تو اس کا علاج سینگی (پچھنے) سے بہتر کوئی نہیں۔ اور اگر دیگر کوئی بیماری ہے تو اس کا علاج ''سہول...... دست آور دوا'' ہے، جبکہ شہد نہایت عمدہ ''سہول'' ہے۔

داغ دینا بالکل آخری علاج ہوتا ہے، جب کوئی اور دوا فائدہ نہ دے رہی ہوتو۔

سحر کا علاج بذریعہ سینگی، کے لیے زاد المعاد: ۱۲۵/۴، مصنّف ابن ابی شیبہ: ۳۸۶/۷، ۳۸۷ اور مصنّف عبدالرزاق: ۱۳/۱۱ میں دیکھ لیں۔ جلد استفادہ کے لیے ''جادو، ٹونے، مرگی اور نظر بد کا علاج'' ص: ۲۴۹ تا ۲۵۱۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں جلد نمبر: ۱۰، ص: ۲۸۸ جادو کے علاج میں دو طریقے اور بھی درج کیے ہیں، جنہیں شیخ وحید بن عبدالسلام بالی نے اپنی کتاب ...... **الصَّارِمُ البتّار** ...... میں درج کر دیا ہے۔

چوتھا طریقہ: ...... قرآنِ مجید اور احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جادو اور آسیب زدگی کے لیے قدرتی علاج اور ادویات بھی پائی جاتی ہیں، جو اس ضمن میں نہایت مفید اور مؤثر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ کچھ معجون اور دیگر دوائیں بھی پائی جاتی ہیں، جو انسانی تجربے کی روشنی میں تیار کی جاتی ہیں۔ ایسی دواؤں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، جب تک ان میں کوئی حرام چیز نہ ہو۔ دوا حصولِ شفا کا ایک سبب ہوتی ہے، جبکہ اس سبب کو پیدا کرنے والا اللہ ذوالجلال والاکرام ہے۔

جادو، آسیب زدگی، اور اس طرح کی بعض دوسری بیماریوں کے لیے اللہ کے حکم

سے درج ذیل چیزیں نہایت مفید ہیں۔

!......شہد ......سورۃ النحل (آیت نمبر: ۶۹) میں اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں فرمایا ہے کہ ﴿ فِيْهِ شِفَآءٌ لِلنَّاسِ ط ﴾

''شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلشِّـفَـاءُ فِـیْ ثَلَاثَةٍ: فِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَاَنْهٰی أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ .))[1]

''شفا تین چیزوں میں ہے۔ (1) پچھنا لگوانے میں۔ (2) شہد پینے میں اور (3) آگ سے داغنے میں۔ مگر میں اپنی اُمت کو آگ کے ساتھ داغنے سے منع کرتا ہوں۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک صاحب (صحابیٔ رسول) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو شہد پلا۔ وہ گیا اور بھائی کو شہد پلایا، مگر تکلیف دور نہ ہوئی، چنانچہ وہ دوسری بار آ گیا۔ (اور وہی شکایت کی) رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: اسے شہد پلا۔ (وہ گیا اور بھائی کو شہد پلایا، مگر تکلیف دور نہ ہوئی)، چنانچہ وہ تیسری بار پھر آیا۔ (اور وہی شکایت کی) رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اسے شہد (ہی) پلا۔'' وہ چوتھی بار پھر آیا اور وہی شکایت کی کہ تکلیف دُور نہیں ہو رہی۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ (مگر شفا نہیں ہوئی) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تو سچ فرماتے ہیں (کہ شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے) مگر تمہارے بھائی کا

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الطب، ح: ٥٦٨١.

پیٹ جھوٹا ہے۔ (جو اس قدرتی دوا کو ابھی قبول نہیں کر رہا) اسے شہد ہی پلاؤ۔ چنانچہ اُس صاحب نے اپنے بھائی کو پھر شہد پلا دیا اور اس سے وہ تندرست ہو گیا۔'' [1]

شہد کے بے شمار فوائد ہیں، اور اس پر بڑے بڑے اطباء اور کبار علماء نے با قاعدہ کتابیں لکھی ہیں۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ہمارے موضوع سے متعلق جتنا بیان ہوا یہی کافی ہے۔

@...... **کلونجی** ......سیّدنا خالد بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم (شہر سے) باہر سفر پر نکلے اور ہمارے ساتھ سیّدنا غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو کہ راستے میں بیمار ہو گئے۔ پھر جب ہم مدینہ منورہ واپس پلٹے تو اس وقت بھی وہ بیمار ہی تھے۔ سیّدنا ابوعتیق رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور ہم سے کہا انھیں یہ کالے دانے (کلونجی کے) استعمال کرواؤ۔ اس کے پانچ یا سات دانے لے کر انھیں پیس لو اور پھر زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کے دونوں نتھنوں میں قطرہ قطرہ کر کے ٹپکاؤ۔ اس لیے کہ مجھے اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، آپ فرماتے تھے:

((إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ))

''یہ کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے سوائے سام کے۔'' [2]

خالد بن سعد کہتے ہیں؛ میں نے جناب ابن ابوعتیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ سام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: موت۔

ابن شہاب الزہری نے بھی سام کا معنی موت کیا ہے اور فرمایا: اَلْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ

---

[1] صحيح البخاری، کتاب الطب، ح: ٥٦٨٤.

[2] صحيح البخاری، کتاب الطب، ح: ٥٦٨٧.

کلونجی کو کہتے ہیں۔تفصیل زاد المعاد: ۴/۲۹۷، علامہ موفق الدین عبداللطیف البغدادی کی ''الطب من الکتاب والسنہ'' اورطب کی دیگر کتب میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔کلونجی (کہ جسے بعض لوگ ''کالا زیرہ'' بھی کہتے ہیں) کے بے شمار فوائد ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' (جلدنمبر:۱۰،ص:۱۸۰طبع دارالسلام) میں اَلْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ کا ترجمہ کیا ہے: وَهِيَ الْكَمُّوْنُ الْأَسْوَدُ وَيُقَالُ لَهُ اَيْضًا الْكَمُّوْنُ الْهِنْدِيُّ. ''اورکلونجی کالا زیرہ ہوتی ہے، اسے ہندی زیرہ بھی کہا جاتا ہے۔''

#......زیتون کا تیل......رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

''زیتون کا تیل لگایا بھی کرو اور کھایا بھی کرو، اس لیے کہ یہ بابرکت درخت (کے پھل) سے نکالا جاتا ہے۔'' ❶

قرآنِ حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے زیتون کا ذکر چھ مقامات پر فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک مقام پر اللہ کریم کا اس کی تعریف میں یوں ارشادگرامی ہے:

﴿ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ ﴾ (المؤمنون: ۲۰)

''(اور اُس بارش والے پانی سے ہم نے تمہارے لیے) ایک درخت (زیتون کا) ایسا بھی پیدا کیا ہے جو طورِ سینا میں تیل اور چکنائی لے کر بہت اُگتا ہے اور یہ کھانے والوں کے لیے سالن کا کام دیتا ہے۔ (اُس کے تیل یا اچار کو روٹی کے ساتھ کھاتے ہیں۔)''

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس سے مراد زیتون کا درخت ہے، جو سلسلہ ھائے کوہِ طور اور اس کے قرب و جوار میں بحیرۂ روم کے اردگرد

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الاطعمة: ۱۸۵۱. (۲/۱٦٦) ۔مسند أحمد: ۳/۴۹۷ ۔سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة / ح: ۳۳۱۹. اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

کے علاقہ میں بکثرت پیدا ہوتا ہے، اور نہایت عمدہ ہوتا ہے۔'' کعب الأحبار، سیّدنا قتادہ اور ابن زید رحمہم اللہ کہتے ہیں:

''زیتون بیت المقدس کا درخت ہے۔ کہ جس کے متعلق ''سورۃ الاسراء'' میں اللہ نے بَارَكْنَا حَوْلَهُ ''جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہیں۔'' فرمایا ہے۔''[1]

طب وحکمت کی کتب میں زیتون کے بے شمار فوائد ذکر ہوئے ہیں۔ محمد کمال عبدالعزیز کی کتاب '' الأطعمة القرآنية غذاءٌ و دواءٌ '' (بالخصوص: ۷/۲۲۵) کا مطالعہ کر لیجیے۔

$......**آبِ زمزم** ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رُوئے زمین پر سب سے عمدہ پانی آبِ زمزم ہے۔ اس میں غذائیت اور شفا ہے''[2]

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ وَشِفَاءُ سُقْمٍ)) [3]

''بلاشبہ زمزم کا پانی برکت والا ہے۔ وہ کھانا بھی ہے جو پیٹ بھر دیتا ہے اور بیماریوں کے لیے شفا بھی۔''

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشکوں اور برتنوں میں زمزم کا پانی اُٹھا کر لے جاتے اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں پر انڈیلتے بھی تھے اور اُنھیں پلاتے بھی تھے۔'' اس لیے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود بھی ایسا کرتی تھیں۔[4]

امام ابن قیّم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''میں نے خود بھی اور دیگر عُلماء نے بھی آبِ زمزم کے ذریعے شفا کا تجربہ کیا ہے، اور نہایت حیران کن نتائج دیکھے ہیں۔ میں نے تو کئی

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ٥٢٦/٤.
[2] صحيح الجامع الصغير للألبانی: ٣٣٢٢.
[3] صحيح مسلم ،كتاب فضائل الصحابة ح: ٦٣٥٩ ، مجمع الزوائد: ٢٨٦/٣.
[4] سنن ترمذی ،كتاب الحج، ح: ٩٦٤، سلسلة الأحاديث الصحيحة للألبانی: ٥٧٢/٢.

ایک بیماریوں میں اللہ کے حکم سے اس کے ساتھ شفا حاصل کی ہے۔'' ❶

%......**صفائی، ستھرائی اور خوشبو کے ذریعے**...... کسی بھی طرح کے مریض کو اس کے مرض سے جلد چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے یہ تینوں کام نہایت مفید ہوتے ہیں۔ خوشبو کی ایک خاصیت یہ ہے کہ فرشتے اسے پسند کرتے ہیں، اور شیطان اس سے نفرت کرتے ہیں۔ انھیں بدبودار اور مکروہ چیزیں بہت پسند ہوتی ہیں۔ لہٰذا جادو اور سحر زدگی کے متأثر کو نہایت صاف ستھرا اور خوشبو لگا کر رہنا چاہیے۔

جادو کی اقسام

شیخ وحید بن عبدالسلام بالی نے جادو کی جو اقسام بیان کی ہیں ان کا ذکر یہاں اس لیے فائدہ سے خالی نہیں کہ ہم نے اوپر جادو کے جو علاج لکھے ہیں، وہ سب اِن اقسام کو محیط ہیں۔

!......**سحرِ تفریق**: جدائی ڈالنے والا جادو۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲ اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔

@......**سحرِ محبت**: ''سلسله الاحاديث الصحيحه'' کی حدیث نمبر: ۳۳ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ بالعموم تعویذ، گنڈے کے ذریعے اس جادو کا عمل کیا جاتا ہے۔

#......**سحرِ تخیّل**: سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر: ۶۶، سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۱۶، اور صحیح البخاری کی حدیث نمبر ۵۷۶۵ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

$......**سحرِ جنون**: اس کا ذکر صحیح سنن ابی داؤد: ۲/۷۳۷، کتاب الطب میں موجود ہے۔

%......**سحرِ خمول**...... کاہلی و سستی کا جادو۔

---

❶ النهاية في غريب الحديث: ۱/۱۱۱، زاد المعاد: ٤/۳۹۳، ۱۷۸.

۸......سحرِ ھوائف: چیخ و پکار کا جادو، اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ جاگتے ہوئے وسوسے بہت آتے ہیں اور سوتے ہوئے ڈراؤنے خواب۔ ایسے آدمی کو پیچھے ذکر کردہ علاج کے علاوہ روزانہ سونے سے پہلے باوضو ہوکر، آیۃ الکرسی پڑھنے کے بعد یہ دُعا بھی پڑھ لینی چاہیے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِي. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي وَاخْسَأْ شَيْطَانِي وَفُكَّ رِهَانِي وَاجْعَلْنِي فِي النَّدِيِّ الْأَعْلٰى.)) [1]

''اللہ کے نام سے میں اپنا پہلو رکھتا ہوں، اے اللہ! میری غلطیوں کو بخش دے، شیطان کو مجھ سے دُور کر دے، میری گروی چھڑا دے (یعنی میرے نفس کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے جن میں پھنسا ہوا ہوں نجات دے) اور مجھے بڑی مجلس والا بنا دے۔''

&......سحرِ امراض: جیسے مرگی کا دورہ، جسم کے کسی ایک حصے میں ہمیشہ مرض کا رہنا اور حواس خمسہ میں سے کسی ایک کا ناکارہ ہو جانا وغیرہ۔

*......سحرِ استحاضہ: اس کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔ اور یہ صرف عورتوں کو ہوتا ہے۔

)......نظرِ بد: اس کا ذکر بھی احادیث اور آیات میں موجود ہے۔ صحیح البخاری / کتاب الطب دیکھ لیں۔

شیخ بالی نے ان تمام اقسام کے الگ الگ علاج اپنی کتاب میں مفصّل درج کر دیے ہیں۔ وہاں سے استفادہ کریں۔ چونکہ ہم شیخ سعید القحطانی کی کتاب '' الدعاء ویلیه العلاج بالرُّقی '' کو سامنے رکھ کر یہ فصل لکھ رہے ہیں، اس لیے ہم اُسی علاج پر کفایت کرتے ہیں جو اُنہوں نے لکھا ہے۔

نظرِ بد کا علاج

علاج سے پہلے اس بات کو خوب جان لیجیے کہ نظر کا لگ جانا حق ہے۔ اور اس کا

[1] سنن ابی داؤد ، کتاب الأدب ، ح: ٥٠٥٤ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح :٢٤٠٩ پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔

انکارِ صحیح احادیث مبارکہ کا انکار ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:
اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ ...... ''نظر بد کا لگ جانا حق ہے۔'' اور (سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم پر گودنے سے منع فرمایا ہے۔''

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: اَنْ يُّسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ ...... ''نظر بد لگ جانے پر دم کرلیا جائے۔'' اُمّ المؤمنین سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس (گھر میں) ایک لڑکی دیکھی، جس کے چہرے پر چھائی تھی (کالے یا سرخ دانے جو چہرے پر پیدا ہوجاتے ہیں۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِسْتَرْقُوْا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةُ ...... ''اس پر دم کروادو، کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے۔'' [1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا
''نظر برحق ہے اور اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت لے جاسکتی ہوتی تو وہ ''نظر بد'' ہوتی۔ اور جب تم میں سے کسی سے (اُس کی نظر لگ جانے پر) غسل کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو غسل کرلیا کرو۔''
''نظر بد انسان کو موت تک اور اُونٹ (بلکہ ہر جانور) کو ہنڈیا تک پہنچا دیتی ہے۔'' [2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نظر بد کے بارے میں مندرجہ بالا اُحادیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''نظر بد کی حقیقت کچھ یوں ہے کہ ایک خبیث الطبع انسان اپنی حاسدانہ نظر

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الطب، ح: ٥٧٣٨، ٥٧٣٩، ٥٧٤٠ وصحيح مسلم، كتاب السلام، ح: ٥٧٠٢، ٥٧٢٠، ٥٧٢٥.

[2] صحيح الجامع الصغير، ح: ٤١٤٤، سلسله الأحاديث الصحيحة، ح: ١٢٤٩.

جس شخص پر ڈال دے، اُسے نقصان پہنچائے۔'' سورۃ القلم میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ ﴾ (القلم: ۵۱)

''اور کافر جب (اے ہمارے پیارے نبی! تمہاری زبان سے) قرآن سنتے ہیں تو اس طرح اپنی آنکھوں سے تمہیں گھورتے ہیں، جیسے قریب ہو کہ وہ تمہیں (اپنی جگہ سے) پھسلا دیں گے۔ اور (حسد کی آگ میں جل کر) کہتے ہیں؛ یہ (محمد رسول اللہ ﷺ ،نعوذ باللہ) دیوانہ ہے۔'' [1]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں دلیل ہے کہ نظر بد کا لگ جانا اور اُس کی تاثیر برحق ہے۔'' (ایسا ہو جاتا ہے۔)

جیسا کہ مذکور بالا احادیث میں اس کے بارے ذکر ہوا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، امام مجاہد اور دیگر قدماء مفسرین کہتے ہیں: ﴿ لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ ﴾ کا مطلب ہے کہ اے ہمارے نبی! اگر تیرے لیے اللہ کی حفاظت اور حمایت نہ ہوتی تو ان کافروں کی حاسدانہ نظروں سے تو نظرِ بد کا شکار ہو جاتا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''زاد المعاد'' (جلد نمبر:۴،ص:۱۶۵) میں اس موضوع پر مفصل بحث کرتے ہوئے نظر بد میں روح کا اثر کسی دُوسرے وجود پر ثابت کیا ہے۔ اور پھر آخر میں لکھتے ہیں: ''نظر بد تین مراحل سے گزر کر کسی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سب سے پہلے دیکھنے والے شخص میں کسی چیز کے متعلق حیرت پیدا ہوتی ہے۔ (اور دل میں آہ سی اُٹھتی ہے کہ؛ اے کاش! یہ چیز میرے پاس ہوتی۔) پھر اس کے ناپاک نفس میں حاسدانہ جذبات پیدا ہوتے ہیں اور آخر میں ان حاسدانہ جذبات کا زہر نظر بد کے ذریعے محسود کے وجود میں منتقل ہو جاتا ہے۔''

---

[1] فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۲۹۰.

جناب ابو اُمامہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ؛ میرے ابو جان سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) مقام خرار میں بہتے ہوئے پانی کے اندر غسل کے ارادے سے اپنے اوپر والا جُبّہ اُتارا۔ (جرار...... مدینہ منورہ کے اردگرد بہنے والی وادیوں میں سے ایک وادی کے کسی مقام کا نام ہے۔) سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ انھیں دیکھ رہے تھے۔ سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نہایت خوبصورت اور چٹے گورے وجود والے تھے۔

ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ؛ عامر بن ربیعہ میرے والد محرم رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر کہنے لگے: اتنا خوبصورت جسم میں نے آج تک نہیں دیکھا اور نہ کبھی اس سے بڑھ کر کوئی کنواری دوشیزہ میں نے کبھی دیکھی ہے۔ اُن کا بس یہ کہنا تھا کہ سہل بن حنیف وہیں گر پڑے اور انہیں سخت بخار نے آ لیا۔ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا کہ وہ تو سر بھی نہیں اُٹھا رہے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! اب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جس سفر پر جانا تھا) نہیں جا سکیں گے۔ (کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی خبر نہیں لیں گے؟)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور پھر سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ نے عامر بن ربیعہ کا اُن کے بارے میں جو کہنا تھا وہ بیان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم لوگوں کو کسی آدمی پر شک ہے کہ اس کی وجہ سے ایسا ہوا ہے؟ تو اہل خانہ کے لوگوں نے کہا: ہم عامر بن ربیعہ کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ ابو امامہ بتلاتے ہیں کہ؛ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن ربیعہ کو بلوا بھیجا اور غصے سے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (اپنی نظر بد کے ساتھ) اپنے مسلمان بھائی کو کیوں قتل کرنا چاہتا ہے؟ تم نے ((بَـارَكَ اللّٰـهُ)) ...... ''اللہ تمہیں برکت دے۔'' کیوں نہ کہا؟ اسے برکت کی دُعا دی ہوتی؟ جاؤ! سہل بن حُنَیف کے لیے غسل کرو۔ تب عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ، دونوں ہاتھ کہنیوں تک، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں اور اپنے

تہہ بند کا اندرونی حصہ ایک بڑے برتن میں دھویا۔ پھر وہی پانی جناب سھل بن حُنَیف رضی اللہ عنہ پر پیچھے سے انڈیل دیا گیا اور وہ اسی وقت شفایاب ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ یوں لگتا تھا، جیسے اُنھیں کچھ ہوا ہی نہیں۔'' ❶

یہ بات بھی درست ہے کہ انسانوں کی طرح جنوں کی بھی نظرِ بد انسانوں کو لگ جاتی ہے۔ اوپر ام المؤمنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی لڑکی کے چہرے پر چھائیوں کے نشانات والی جو روایت گزری ہے، اُس کے بارے میں ''شرح النووی'' میں اس حدیث کی شرح پر امام ''الفراء'' رحمہ اللہ کا یہ قول درج ہے کہ: ''یہ سیاہ نشان جن کی نظرِ بد کی وجہ سے تھا۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ وَعَيْنِ الإِنْسِ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمُعَوَّذَتَانِ أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَى ذٰلِكَ.)) ❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی نظرِ بد سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ پھر جب معوذتین ﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ ﴾ نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو پڑھنا شروع کر دیا اور باقی دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیں۔''

نظرِ بد کا علاج کئی طرح سے کیا جاتا ہے:

پہلا طریقہ:......نظرِ بد لگنے سے پہلے اُس کا علاج، اور وہ یہ ہے؛

---

❶ مؤطا امام مالك، كتاب العين، باب الوضوء من العين وسنن ابن ماجه، ح: ٣٥٠٩، صحيح الجامع الصغير، ح: ٣٩٠٨.

❷ سنن النّسائی، كتاب الإستعاذة، ح: ٥٤٩٤، صحيح ابن ماجه للألباني: ٢٨٣٠.

۱ ......جس کے بارے میں یقین ہو کہ اُسے نظر بد لگ سکتی ہے اسے اُن تمام اذکار مسنونہ کے ذریعے جو جادو کے واقع ہونے سے پہلے اس کے علاج ''جادو سے بچنے کی تدابیر'' میں پیچھے گزر چکے ہیں، مدد حاصل کرے۔

۲ ......جس شخص کے بارے میں شک ہو کہ اس کی نظر بد لگ سکتی ہے، اُس سے اپنے، اپنے بیوی بچوں، بہن بھائیوں، والدین، عزیز و اقارب، دوستوں اور چیزوں کے محاسن چھپائے جائیں۔ اس کے سامنے محاسن بیان بھی نہ کیے جائیں۔ نظر بد والے لوگ عموماً لوگوں میں مشہور ہوتے ہیں۔ جس مجلس میں کوئی ایسا آدمی یا عورت موجود ہو اور کسی کو نظر لگ جائے تو غالب گمان یہی ہوگا کہ یہ اسی شخص کی وجہ سے ہوا ہے۔

۳ ......جس آدمی کی نظر بد لگ جاتی ہو اُسے بھی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق اللہ سے ڈر جائے، اور جب اُسے کسی آدمی، بچے یا عورت کے وجود میں یا کسی کے پاس اللہ کی کسی نعمت میں اسے حیرانی اور تعجب ہو تو وہ فوراً: '' مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. أَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ. '' پڑھے۔ بلکہ قرآنِ حکیم کی تعلیم (سورۃ الکھف آیت: ۳۹) کے مطابق تو یہ کام ہر مسلمان کو ہر اچھی چیز، ہر اچھا کام اور ہر اچھا انسان دیکھ کر کرتے ہی رہنا چاہیے۔

دوسرا طریقہ: ...... جب کسی کو کسی کی نظر بد لگ جائے تو: ......

۱ ......جیسا کہ اوپر جناب ابو امامہ بن سھل بن حُنَیف رضی اللہ عنہما والی روایت میں سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ والا وضو کا طریقہ گزرا ہے۔ ''سنن البیهقی ''میں (جلد نمبر: ۹، ص: ۲۵۲) امام محمد بن مسلم ابن شہاب الزُّھری رحمہ اللہ نے اسے بیان کرتے ہوئے یوں لکھا ہے: ہمارے زمانے (دورِ خیر القرون) کے علماء نے اس غسل کی کیفیت یوں بیان کی ہے: '' جس آدمی کی نظر لگی ہو اس کے سامنے ایک برتن رکھ دیا

جائے، جس میں وہ سب سے پہلے کلی کرے اور پانی اسی برتن میں گرائے۔ پھر اس میں اپنا چہرہ دھوئے، پھر بائیں ہاتھ کے ذریعے اپنی دائیں ہتھیلی پر پانی بہائے، پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہتھیلی پر پانی بہائے، اس کے بعد پہلے دائیں کہنی پر پھر بائیں کہنی پر پانی بہائے، پھر بائیں ہاتھ سے اپنا دایاں پاؤں دھوئے، پھر دائیں ہاتھ سے بایاں پاؤں دھوئے، پھر اسی طرح اپنے گھٹنوں پر پانی بہائے، اس کے بعد اپنی چادر یا شلوار، پائجامہ وغیرہ کا اندرونی حصہ دھوئے، اور اس پورے طریقہ میں اس بات کا خیال رہے کہ پانی برتن میں ہی گرتا رہے، اس کے بعد جس شخص کو نظر بد لگی ہو، اس کے سر کی پچھلی جانب سے یہ پانی ایک بار بہا دیا جائے۔''

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِيْنُ)) ❶

''(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات طیّبہ میں) نظر بد لگانے والے کو حکم دیا جاتا اور وہ (مذکور بالا طریقے کے مطابق) وضو کرتا پھر ''نظر بدشدہ'' آدمی اس پانی سے غسل کر لیتا۔''

امام ابوعیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ نے اپنی ''جامع ترمذی'' کتاب الطب میں اس موضوع پر باب بھی اسی طرح قائم کیا ہے: ''بَابُ مَا جَآءَ أَنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ وَالْغُسْلُ لَهَا''......اس بارے میں باب کہ نظر بد لگ جانا حق ہے اور اس کے لیے غسل کرنا۔

ان مذکورہ بالا تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نظر بد کے لیے نظر لگانے والے سے مندرجہ بالا طریقے کے مطابق وضو کروا کر ''نظر بدشدہ'' آدمی کا اس سے غسل کرنا نہایت مفید علاج ہے۔ اس کے بعد وہ (نمبر ۴) والی دعائیں بھی پڑھتا رہے۔

---

❶ علامہ البانی نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطب، ح: ۳۸۸۰.

۲ ...... جیسا کہ پیچھے ''جادو ہوجانے کے بعد اس کا علاج'' والے موضوع میں دوسرا طریقہ کے ''نمبر۲'' میں درج ہے۔ مریض کی درد والی جگہ پر دایاں ہاتھ رکھ کر وہی عمل یہاں بھی کریں۔

۳ ...... ''جادو ہوجانے کے بعد اُس کا علاج'' والے موضوع میں دوسرا طریقہ کے ''نمبر ا'' والا پورا عمل نظر بد کے لیے بھی مفید ہے۔ اگر اس علاج کے لیے آبِ زمزم میسر آ جائے تو پھر یہ عمل سونے پر سہاگہ ہوگا۔

۴ ...... دم کرنے والا مریض کے سر پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھے:

بِاسْمِ اللّٰہِ یُبْرِیْكَ ، وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ یَشْفِیْكَ ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ، وَشَرِّ كُلِّ ذِیْ عَیْنٍ.

یا مریض کے سر پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر یوں پڑھے:

((بِاسْمِ اللّٰہِ أَرْقِیْكَ ، مِنْ كُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْكَ ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ ، اَللّٰہُ یَشْفِیْكَ ، بِاسْمِ اللّٰہِ أَرْقِیْكَ.)) [1]

یہ دونوں دم سیّدنا جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو کیے تھے۔ اور یہ کلمات بھی پڑھے:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ ، مِنْ كُلِّ شَیْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ. [2]

''میں اللہ رب العزت کے کامل کلمات طیّبہ کے ساتھ، ہر ایک شیطان سے، ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے اللہ کی پناہ کا طلبگار ہوں۔''

---

[1] صحیح المسلم ، کتاب السلام ، ح: ٥٦٩٩ ، ٥٧٠٠.

[2] صحیح البخاری ، کتاب أحادیث الأنبیاء ، ح: ٣٣٧١.

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ ، وَمِنْ شَرِّمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّمَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.))[1]

''میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اُن مکمل کلماتِ طیّبہ کے ساتھ کہ جس سے آگے نہ کوئی نیک بڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی گنہگار، فاجر (یعنی تقدیر کے احکام) ہر اس چیز کے شر سے جو پیدا ہوئی اور عدم سے وُجود میں آئی۔ اور ہر اُس چیز کے شر سے جو آسمان سے (بصورت شیاطین وعذاب) نازل ہوتی ہے۔ اور ہر اُس شر سے جو (انسانوں کے برے اعمال کی صورت میں) آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے۔ اور ہر اُس چیز کے شر سے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور اُس سے (نقصان دہ پودوں اور موذی جانوروں، کیڑوں مکوڑوں کی صورت میں) نکلتی ہے۔ اور ہر اُس چیز کے شر سے جو رات اور دن کے کسی بھی حصے میں فتنے بن کر (بصورت نظر بد اور شریر شیطانوں کے) آتی ہے۔ اور اسی طرح ہر اس (شریر شیطان) سے جو رات کو آتا ہے۔ البتہ اے ربّ رحمٰن! مگر اس (رحمتیں لے کر آنے والا اور میری حفاظت پر مأمور فرشتے) سے نہیں جو رات کے وقت آنے والا ہوتا ہے۔''

تیسرا طریقہ:......

ا......نظر بد سے ہمیشہ اللہ کی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے۔

۲ ...... اللہ تعالیٰ کے احکام کی محافظت اور اُس کے منع کردہ کاموں سے رُک جانا

---

[1] الإستذكار شرح مؤطا الإمام مالك رحمه الله كتاب الشّعر ج: ٨، ص: ٤٤٤ ، مسند أحمد: ٤١٩/٣ ، صحيح الجامع الصغير: ٧٤.

چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: ''اے لڑکے! میں تجھے چند اہم باتیں بتلاتا ہوں (انہیں یاد رکھ) تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھ، تو اُسے (اپنی مدد کے ذریعے) اپنے سامنے پائے گا۔ یعنی اُس کی حفاظت اور مدد تیرے ہمرکاب ہوگی۔ جب تو سوال کرے تو صرف اللہ سے کر، جب تو مدد چاہے (ماورائے اسباب) تو صرف اللہ سے مدد طلب کر۔ اور یہ بات جان لے کہ اگر سارے لوگ جمع ہو کر بھی تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تجھے اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکیں گے، جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ (تقدیر کے) قلم اُٹھا لیے گئے یعنی لکھ کر فارغ ہو گئے اور صحیفے (نوشتہ ھائے تقدیر) خشک ہو گئے ہیں۔''[1]

۳...... حاسد آدمی کے بارے میں صبر سے کام لیا جائے، اس سے درگزر کیا جائے۔ نہ اس سے لڑائی جھگڑا کیا جائے اور نہ اس سے شکایت کی جائے۔ اور نہ ہی اپنے جی میں اس کی تکلیف کے بارے کوئی خیال لایا جائے۔

۴...... اللہ پر بھروسہ کرے۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

۵ ...... ''نظر بد شدہ'' آدمی حاسد سے نہ ڈرے اور نہ ہی اُس کے بارے میں اپنے دل کو مشوش کرے۔ یہ تمام دواؤں سے زیادہ نفع بخش ہے۔

---

[1] سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، ح: ٢٥١٦ اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

٦ ...... اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ اسی کے لیے مخلص ہو جائے اور اسی سے اس کی رضا اور اپنے لیے شفا طلب کرے۔

٧ ...... گناہوں سے توبہ کرے۔ اس لیے کہ گناہ ہی آدمی کے دشمنوں کو اُس پر مسلط کرتے ہیں۔ اور مصیبتیں ، مشکلات بھی تو اس کے دشمن ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ ﴾ (الشوریٰ: ٣٠)

''اور (لوگو!) تم پر جو مصیبت آتی ہے تو تمہارے ہاتھوں نے جو کیا ہوتا ہے اُس کی سزا میں۔ جبکہ وہ (اللہ کریم تو) بہت سے قصور معاف کر دیتا ہے۔''

٨...... جس قدر ممکن ہو صدقہ وخیرات اور نیکی کرے۔ مصیبتوں، بدنظری اور حاسد کے شر کو دُور کرنے کے لیے اس عمل کے ذریعے حیران کن تاثیر کا مشاہدہ ہوا ہے۔

٩ ...... حاسد آدمی، سرکش انسان اور تکلیف دہ آدمی کے ساتھ احسان کر کے اُس کے شر اور حسد کی آگ کو ٹھنڈا کیا جائے۔ وہ جس قدر تمہارے ساتھ برائی، تکلیف بغاوت اور حسد کو بڑھائے تم اسی قدر اس کے ساتھ احسان اور نیکی زیادہ کرو۔ اس سے وہ شرمندہ ہو کر تمہارے ساتھ دشمنی سے باز آ جائے گا۔ ان شاء اللہ

١٠...... علاوہ ازیں جس عمل کے ذریعے آدمی نظر بد سے بچ سکتا ہے، وہ جسمانی اور غیر جسمانی خوبیوں کو چھپانے اور اپنی گفتگو کو مبالغہ آرائی اور تکلّف سے روکنا ہے۔

جنوں کا علاج

یہاں بھی یہ بات قابل توجہ ہے کہ لوگ گزشتہ موضوعات کی طرح جنات کے بارے میں بھی افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ بعض ایسے جاہل ضدی ہیں کہ قرآن وسنت کے جتنے چاہو اُن کے سامنے ٹھوس دلائل رکھو وہ جنات کو انسانوں اور فرشتوں کی طرح

ایک مخلوق ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے، اور بعض ان لوگوں کے برعکس اس بارے میں اتنے دُور جانکلتے ہیں کہ جنوں سے کام لینے میں ظلم وضلالت اور رذالت و خباثت کی آخری حدوں کو بھی پھلانگ جاتے ہیں۔ اعتدال کی راہ کے پیش نظر اپنے ان مظلوم بھائیوں سے ہمدردی کی بنا پر کہ جنہیں جنوں کے ذریعے ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور عقائد صحیحہ اور قرآن وسنت کی تعلیم کی روشنی میں اصل حقائق کو بیان کرنے کی خاطر ہم نے اس موضوع پر کچھ تحریر کرنے کا ارادہ کیا ہے، تاکہ عامۃ المسلمین کو بھی فائدہ ہو۔ (واللہ الموفق)

چنانچہ اس ضمن میں اوّلاً درج ذیل باتوں کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

انسانی علم وعقل کی عاجزی

اللہ کی زمین پر عصر حاضر میں انسان کی علوم عصریہ میں ترقی اور پھیلاؤ کو دیکھ کر جو لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں:

۱ ...... کائنات کے اندر انسانی عقل ہی وہ قوت ہے، جو سارے نظام کائنات کو سمجھ کر ایسی کسی ان دیکھی طاقت کا مقابلہ کرسکتی ہے، جو در پردہ مزید ایسی قوتوں سے کام لے کر نظام ارض وسماء وما بینھما کو سنبھالے ہوئے ہے کہ جو ہمیں نظر نہیں آتیں اور نہ ہی ہم آسمانی علم کے بغیر اُن کا ادراک کرسکتے ہیں۔

۲ ......انسان نے علوم ومعارف کے ذریعے جتنی آج ترقی کی ہے اس سے پہلے وہ کبھی اور کسی بھی انسانی دور میں نہیں کرسکا تھا۔

۳ ......آج کے انسان نے ارض وسماء کے درمیانی خلاء اور زمین ارضی میں پائی جانے والی کئی جگہوں اور بہت ساری مخلوقات اور کافی چیزوں کے بارے میں اپنا علم مکمل کرلیا ہے۔ دُنیا پر کوئی چیز ایسی نہیں رہ گئی کہ جس کا ادراک اور جس کی معرفت آج کا انسان نہ کررہا ہو۔ یا کوئی اور اس طرح کی ڈینگیں ماریں اور

دعاوی کریں......تو؛ ہم اللہ رب العالمین کے فرامین مقدسہ اور سیّد المرسلین والانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ پر مشتمل ٹھوس دلائل کی روشنی میں ایسے لوگوں سے متعلق یہی کہیں گے:

!.....﴿ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَل لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَل لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ ﴾ (الطُّور: ۳۲ تا ۳۸)

''کیا اُن کی عقلیں ان کو ایسی ہی (بیوقوفی کی) باتیں سکھاتی ہیں؟ یا یہ لوگ اپنی ذات میں ہیں ہی سرکشوں (ہٹ دھرموں) کا ٹولہ ہیں؟ (قرآن عظیم کے بارے میں) یا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبرِ علیہ السلام نے اس قرآنِ مجید کو اپنے جی میں خود گھڑ کر تیار کرلیا ہے۔ (نہیں) بلکہ دراصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگ (حق بات اور سیدھی راہ کو نہ تسلیم کرتے ہیں اور) نہ کبھی ایمان لائیں گے۔ (دراصل بات یہ ہے کہ کفر وعناد ان کی طبیعتوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔) اور اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں (کہ یہ قرآن محمد ﷺ کا اپنا تراشیدہ ہے) تو وہ اس طرح کا ایک کلام بنا کر لے آئیں؟ (پچھلے سلسلۂ کلام کو مزید چیلنج کے طور پر بیان کرتے ہوئے فرمایا!) کیا وہ خود بخود (آپ ہی آپ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے) پیدا ہوگئے ہیں یا اُنہوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا ہے؟ (ذرا اپنی ذات پر غور کرکے اس کا ہی جواب دیں اور دلائل پیش کریں؟) یا اُنہوں نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی ہو؟ (جس پر وہ رہ رہے ہیں۔ ایسا اُن کے پاس کوئی جواب نہیں)

بلکہ بات درحقیقت یہ ہے کہ (اس طرح کی کچی باتیں کرنے والے) وہ کسی (حق بات پر) یقین نہیں رکھتے۔ (وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ رب العالمین کی ذات اور اُس کی صفات پر یقین ہی نہیں ہے محض نا قابل اعتبار قسم کا شک ہے۔ تو اے ہمارے حبیب وخلیل نبی! آپ ﷺ ان سے پوچھیے!) کیا تمہارے رب کی رحمت کے خزانے اُن کے ہاتھ میں ہیں؟ (کہ جسے چاہیں روزی دیں اور جسے چاہیں نہ دیں؟) یا وہ کوئی داروغے لگے ہوئے ہیں؟ (کہ زمین اور خلاء میں ان کی اجارہ داری ہے؟ وہ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اطاعت گزار علماءِ کرام سے جھگڑتے رہتے ہیں) تو کیا ان کے پاس کوئی ایسی لمبی سی سیڑھی ہے کہ جس پر چڑھ کے وہ آسمان کی باتیں سن لیتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو جو کوئی اُن میں سے (آسمان کی باتیں) سن کر آتا ہے، وہ کوئی کھلی سند تو پیش کرے۔''

@......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ رب العزت کا ارشادِ گرامی ہے: آدم کا بیٹا جب زمانے کو برا بھلا کہتا ہے تو وہ مجھے تکلیف دیتا ہے۔ کیونکہ میں ہی زمانے والا ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں نظامِ کائنات ہے، اور میں ہی رات اور دن میں اُلٹ پھیر کرتا ہوں۔'' [1]

اس طرح کے بیوقوف پہلے زمانوں میں بھی تھے اور اب بھی بکثرت پائے جاتے ہیں، جو کائنات کی تکوین وتدبیر میں ''قادرِ مطلق'' ایک اللہ کو نہیں مانتے۔ چنانچہ قرآن اُن کے بارے میں کہتا ہے:

#...... ﴿ وَقَالُوْامَا هِيَ اِلَّاحَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ o ﴾

(الجاثیه: ٢٤)

---

[1] صحيح البخارى، كتاب التفسير، ح: ٤٨٢٦.

''اور (کافر وملحد لوگ) کہتے ہیں: ہماری تو یہی دُنیاوی زندگی ہے۔ دُنیا ہی میں مرتے اور جیتے رہتے ہیں۔ ہمیں تو زمانے کی گردش مار ڈالتی ہے۔ یعنی اللہ کا حکم اور ملک الموت وغیرہ کچھ نہیں۔ جبکہ انہیں اس بات کی تحقیق تو ہے نہیں۔ وہ اٹکلیں دوڑاتے ہیں اور کچھ نہیں۔'' یعنی اس ضمن میں ان کی سب باتیں کچی اور بے بنیاد ہیں۔

$......اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ط يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ط ﴾

(آل عمران : ١٥٤)

''وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹے جاھلوں کے سے خیال کر رہے تھے۔ کہہ رہے تھے: کیا اب بھی ہمیں کچھ ملنا ہے؟ یعنی بالکل مایوسی کا اظہار کرنے لگے۔ اے ہمارے حبیب وخلیل نبی! آپ ﷺ ان سے کہہ دیں بلاشبہ (تمام آسمانوں، زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے) سب (پر) تمام کا تمام (تخلیقی ،تکوینی تدبیری اور تقدیری) اختیار اللہ (رب العالمین) کے پاس ہے۔'' (کسی اور کے پاس اس بارے میں کچھ بھی نہیں ہے۔)

مذکور بالا بیّناتِ ثابتہ اور براھینِ قاطعہ کا خلاصہ اقبالؔ کی زبان سے بیان کرنا چاہیں تو یوں کہیں گے: ع

زمانہ ایک ، حیات ایک ، کائنات بھی ایک
دلیل کم نظری ، قصّہَ جدید و قدیم

---

❶ صحيح البخاري ، كتاب التفسير ، ح: ٤٨٢٦.

چمن میں تربیّتِ غُنچہ ہو نہیں سکتی
نہیں ہے قطرۂ شبنم اگر شریک نسیم
وہ علم ، کم بصری ، جس میں ہمکنار نہیں
تجلّیات کلیم و مشاهداتِ حکیم

''قطرۂ شبنم'' اور ''تجلّیاتِ کلیم'' سے مراد...... بذریعہ وحی انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ رب العالمین کی طرف سے آیا ہوا مضبوط علم ہے۔ انسان کی اُمورتکونیہ میں بے بضاعتی و کسمپرسی اور اس ضمن میں مکمل اختیاراتِ صارفہ صرف ایک اللہ رب العالمین کے پاس ہونے پر قرآن وسنت اور قدیم و جدید فلسفہ وسائنسی کتب میں بے شمار دلائل وبیّنات موجود ہیں۔ مگر طوالت کی گنجائش نہیں۔ ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

%......سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے کسی کھنڈرات والے علاقے (کے ایک کھیت) میں چل رہا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک میں تھامی ایک چھڑی کا سہارا لے کر چل رہے تھے۔ اسی دوران ہم یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے، تو ان لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: ان (اللہ کے نبی) سے رُوح کے بارے میں پوچھو۔ مگر ان میں سے کچھ یہودی کہنے لگے کہ نہ پوچھو! آپ کہیں کوئی ایسی (ٹھوس علمی) بات نہ فرما دیں، جس کا سننا تم پسند نہ کرو۔ لیکن بعض نے اصرار کیا کہ نہیں! ہم پوچھیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے اُٹھ کر کہا: اے ابو القاسم! بتایئے؛ روح کیا چیز ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش ہوگئے۔ میں سمجھ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت وحی کا نزول شروع ہو گیا ہے۔ اس لیے میں کھڑا ہو گیا۔ (یہودیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آڑ کر دی۔) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کیفیت دُور ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ حکیم کی یہ آیت تلاوت فرمائی

﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ ﴾ (الإسراء: ٨٥)

''اور (اے ہمارے حبیب وخلیل نبی! یہ یہودی) تم سے سوال کر رہے ہیں (پوچھتے ہیں کہ) رُوح کیا ہے؟ آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ رُوح میرے رب کا حکم ہے۔ اور (اے بنو نوع انسان) تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے علم میں سے کچھ نہیں ملا، مگر نہایت ہی تھوڑا۔'' [1]

آج کے علوم عصریہ پر ڈینگیں مارنے والے لوگ ذرا ''رُوح'' کی ایسی کوئی جامع تعریف تو کر کے دکھائیں، جس سے اس لطیف عنصر کی حقیقت سمجھ میں آ جائے؟ یہ تو اللہ کریم کا ایک حکم ہے۔ بدن میں آ گیا تو وہ جی اُٹھا اور جب روح نکل گئی تو وہ مر گیا۔ دوسری ٹھوس حقیقت یہاں یہ بیان فرمائی کہ ربِّ کائنات کے مقابلے میں انسانوں کا علم کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ روح کے متعلق تورات میں بھی یہی کچھ لکھا تھا۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الرُّوح'' میں اس موضوع پر خوب بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے وہاں رجوع کریں۔

٨......ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العالمین زیر بحث موضوع سے متعلق یوں فرماتے ہیں:

﴿ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ

[1] صحيح البخاری / كتاب العلم / ح: ١٢٥.

وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِىَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝ ﴾ (المدّثر: ۳۱)

''اور ہم نے دوزخ کے داروغے فرشتوں کو مقرر کیا ہے۔ اور ہم نے اُنیس (۱۹) کی گنتی اس لیے مقرر کی ہے کہ کافر (یہ سن کر) گمراہ ہوں اور اس لیے کہ اھلِ کتاب میں سے یہود و نصاریٰ کو یقین پیدا ہو اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے۔ اور اہلِ کتاب اور اھلِ ایمان کو (قرآن کی سچائی میں) کوئی شبہ نہ رہے۔ اور تاکہ کافر لوگ اور جن کے دلوں میں (شک اور نفاق کی) بیماری ہے وہ یوں کہیں: بھلا اس اُنیس (۱۹) کی گنتی سے اللہ تعالیٰ کی کیا غرض ہے؟ (اُس نے اُنیس داروغے جہنم کے کیوں مقرر فرمائے ہیں؟ اس قسم کے اُمور میں بحث مباحثہ اور نکتہ چینی و نکتہ سنجی مسلمان کا کام نہیں ہے۔) اللہ تعالیٰ اسی طرح (اٹکل لگانے والوں کو) جسے چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے۔ (وہ غلط نظریات قائم کرنے سے باز جو نہیں آتے۔) اور جسے چاہتا ہے (اس کی اپنی طلب اور جدّ و جہد کی بنا پر) سیدھی راہ پر لگائے رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لشکروں یعنی اس کی مرئیات و غیر مرئیات مخلوقات کو اُس اللہ رب العزت کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ (اللہ تعالیٰ کی لاتعداد مخلوقات کا علم اس کے سوا اور کسی کو نہیں ہے۔) اور یہ باتیں صرف اور صرف لوگوں کو نصیحت کے لیے بیان کی گئی ہیں۔''

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ میں اُن بیوقوف اور جاہل قسم کے لوگوں کے لیے کتنا بڑا چیلنج ہے، جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آج کے انسان نے علم کی آخری منزلوں کو بھی طے کرلیا ہے، اور علوم و معارف کی انتہا ہوگئی ہے۔ مگر ان ناقص العلم اور کم عقل لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے اپنے گرد و نواح میں کتنے ایسے جہان ابھی تک ان کی تحقیقی پہنچ سے دُور ہیں، جن میں سے ہر ایک جہان باقاعدہ ایک حقیقت ہے، مگر اس

کا اُنہیں ادراک نہیں۔ کچھ ایسے ہی متکبروں کے بارے میں کہنے والے نے اُن کی بڑ کو بیان کرکے ان کی علمی کسمپرسی کے بارے میں کیا خوب کہا ہے: ؏

لگا کے آئینۂ عقلِ دُور بیں، میں نے — کشش کا راز ہویدا کیا زمانے پر
بنادی غیرتِ جنت، یہ سرزمیں میں نے — کیا اسیر شعاؤں کو، برقِ مضطر کو
کیا خرد سے جہاں کو تہِ نگیں میں نے — مگر خبر نہ ملی آہ! رازِ ہستی کی
تو پایا خانۂ دل میں اسے مکیں میں نے — ہوئی جو چشمِ مظاہر پرست وا آخر

ہم ایسے لوگوں کو اقبالؔ کی زبان میں نصیحت کرتے ہیں۔ ؏

غافل ہے تجھ سے حیرتِ علم آفریدہ دیکھ
جویا نہیں تری نگہِ نارسیدہ دیکھ
رہنے دے جستجو میں خیالِ بلند کو
حیرت میں چھوڑ دیدۂ حکمت پسند کو

سابقہ ادوار میں انسانی ترقی

باقی رہی یہ بات کہ انسان نے علوم ومعارف کے ذریعے جتنی ترقی آج کی ہے، اس سے پہلے وہ کبھی اور کسی بھی انسانی دور میں نہیں کرسکا تھا......تو یہ بھی نری جہالت کی بات ہے۔ اس پر مفصل لکھنا چاہیں تو کئی جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب تیار ہوجائے۔ مگر ہم آپ کو اس ضمن میں ایک ہزار سال قبل سیّدنا مسیح علیہ السلام دور کی صرف ایک جھلک سی دکھاتے ہیں کہ جس میں بنو اسرائیل کے (علاقہ فلسطین و شام میں) ''سرداران قوم'' نے جب اپنے دور کے نبی (بموجب بائبل سیّدنا سموئیل علیہ السلام) سے مطالبہ کیا تھا کہ ''**اِبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ**''......''آپ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کردیں (کہ جس کی قیادت وراہنمائی میں) ہم اللہ کی راہ میں لڑائی اور

جنگ کریں۔'' (تا کہ ہم اپنے دشمنوں کے ظلم واستبداد سے آزاد ہوسکیں۔) [1]

تو اس جہاد کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنھیں فتح نصیب فرمائی۔ پھر انہی بنی اسرائیل میں سے ایک صاحب ایمان وتقویٰ، جسم وجُثہ میں مضبوط ایک عالم شخص کے ہاتھوں دشمن کے سردار جالوت کا قتل ہوا۔ سیّدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے نبوت سے بھی نوازا اور انہیں اللہ ربّ العالمین نے ایک مضبوط حکومت بھی عطا فرمائی۔ اس دور میں انسان نے اللہ رب العالمین کے عطا کردہ علم کے مطابق جو ترقی کی اس کا تذکرہ قرآن عظیم نے کئی مقامات پر کیا ہے۔ اس دور کی تفصیل بیان کرنا ہمارا موضوع نہیں اور نہ ہی اس کی یہاں گنجائش ہے۔ ہمارے زیر بحث عنوان کی مطابقت کے لیے آج سے کم وبیش تین ہزار سال پہلے کے اُس دور کی ترقی کے صرف تین پہلو قرآن وحدیث سے پیش کرتے ہیں۔ اس کے لیے ہم نے سیّدنا داؤد علیہ السلام کے بیٹے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے دور کا انتخاب کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

ہوا اور خلاء کی تسخیر

اصدق القائلین، اللہ رب العالمین، قرآن عظیم میں فرماتے ہیں:

﴿ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ (الأنبیآء : ۸۱)

''اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کے لیے تیز ہوا کو مسخر کردیا تھا۔ جو اُس

---

[1] واقعہ کی پوری تفصیل: سورۃ البقرہ کی آیت نمبر: ۲۴۶ تا آیت نمبر: ۲۵۲ اور اس کی تفسیری روایات میں...... اور بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور کی مطبوعہ ''کتابِ مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ'' طبع ۱۹۷۹ء کے باب سموئیل ۱، ۲، ص: ۲۵۸، ۲۹۳ اور باب سلاطین اوّل ص: ۳۲۳ میں موجود ہے۔
یاد رہے کہ وہ اسرائیلی روایات جو قرآن وسنت سے متعارض ہوں، انہیں ہم نہ تو قبول کرتے اور نہ بیان کرتے ہیں۔

(سلیمان) کے حکم سے اس کے اس ملک (شام وفلسطین) کی طرف چلتی تھی کہ جس میں ہم نے برکت رکھ دی تھی۔ اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔''

اس بات کا ذکر دُوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے:

﴿ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۚ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴾

(سبا: ١٢)

''اور (اپنے پیغمبر) سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ہم نے ہوا کو تابعدار کر دیا تھا۔ وہ صبح کے وقت (انہیں) ایک مہینہ کی مسافت تک (اُڑا کر) لے جاتی اور (اسی طرح) پچھلے پہر دن کے ایک مہینہ کی مسافت تک لے جاتی تھی۔ اور (مستزاد) ہم نے اُن کے لیے تانبے کا ایک چشمہ بہا دیا تھا۔ (وہ کان سے پانی کی طرح نکلتا) اور جنات میں سے بھی کئی (ایک) جِن اُس کے سامنے کام کرتے تھے، اُس کے رب کے حکم سے، اور (ہم نے کہہ دیا تھا کہ) جو کوئی جن ہمارے حکم سے پھرے گا یعنی سلیمان علیہ السلام کی اطاعت نہیں کرے گا، ہم اُسے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔''

تیسرے مقام پر اس ترقی یافتہ دور میں اللہ رب العالمین نے جنابِ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو جو طاقتور اور مضبوط حکومت عطا کر رکھی تھی، اُس کا ذکر یوں فرمایا ہے:

﴿ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ ﴾ (صٓ: ٣٥، ٣٦)

''(سلیمان بن داؤد علیہما السلام اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہوئے یوں) عرض گزار

ہوئے: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو۔ بلاشبہ تو ہی سب سے بڑا دینے والا ہے۔تو ہم نے (اس کی دُعا قبول کی اور) ہوا کو اُس کے اختیار میں کر دیا۔ جہاں وہ پہنچنا چاہتا اُس کے حکم سے وہ دھیمی دھیمی (اُسی طرف کو) چلنے لگتی۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ''سورۃ الانبیاء'' کی آیت (۸۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس لکڑی سے بنا ہوا فرش نما ایک بچھونا تھا۔آپ کے اس (ہوا میں تیرنے والے) تخت پر سلطنت کے اُمور میں کار آمد تمام ساز و سامان، گھوڑے، اُونٹ، خیمہ جات اور فوجی تشریف فرما ہوتے اس کے بعد سیّدنا سلیمان علیہ السلام ہوا کو حکم فرماتے کہ وہ اس تخت کو اُٹھالے! وہ اس تخت کے نیچے تیزی سے چلنے لگتی اور اسے خلاء میں بلند کر کے جدھر آپ حکم فرماتے اُدھر کو چلانے لگتی۔تخت کے اُوپر جہاں سیّدنا سلیمان علیہ السلام تشریف فرما ہوتے، ہوا تیز نہ چلتی، صرف بادِ نسیم ہوتی اور پرندے آ کر آپ علیہ السلام پر سایہ فگن ہو جاتے، تاکہ آپ کو دُھوپ سے بچائے رکھیں۔اس کے بعد جہاں چاہتے ہوا تخت کو زمین پر رکھ دیتی اور آپ اپنی جاہ وحشمت کے ساتھ اس تخت کو وہاں سے اُٹھا کر دربار میں منتقل کر دیتے۔''

اس کے بعد حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے دلیل میں سورۂ ص کی آیت نمبر ۳۶ اور ''سورۂ سبا'' کی آیت نمبر ۱۲ درج کی ہے۔(جن کا ترجمہ پیچھے گزر چکا ہے۔)

پھر آپ نے سیّدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت درج کی ہے جس میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے اس تخت پر چھ ہزار کرسیاں لگائی جاتی تھیں، جن پر آپ علیہ السلام کے قریب مومن، مسلمان انسان بیٹھتے اور ان کے پیچھے اہلِ ایمان جن بیٹھتے تھے۔پھر آپ علیہ السلام کے حکم سے سب پرندے سایہ کرتے۔اس کے بعد حکم فرماتے اور ہوا اس تخت کو خراماں خراماں اُڑانے لگتی......الخ''

''سورۃ الانبیاء'' کی اس آیت (نمبر:۸۱) کی تفسیر میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے ایک تخت تیار کروایا تھا، جس میں مع اعیانِ سلطنت بیٹھ جاتے اور ضروری سامان بھی رکھ لیتے۔ پھر ہوا آتی اور اسے اُڑا لے جاتی۔ جب وہ چاہتے ہوا تیز چلتی اور جب چاہتے دھیمی چلتی۔ صبح سے زوال تک وہ ایک ماہ کی مسافت اور زوال سے شام تک ایک ماہ کی مسافت طے کرتی۔'' [1]

مذکور بالا بیّناتِ قاطعہ کی روشنی میں آج دنیا کے تمام سائنسی علوم ومعارف رکھنے والوں اور دُنیا بھر کے انجینئرز کو چیلنج ہے کہ وہ اللہ کے لشکروں میں سے صرف ایک ہوا کے لشکر کو یوں اپنی مرضی کے مطابق چلا کر اور مسخر کر کے تو دکھائیں۔

غیر مرئی مخلوق جنّ کی تسخیر

ہماری زیرِ بحث مخلوق کہ جس کے وجود وکردار، افعال واعمال اور ذمہ داریوں پر ہم آگے دلائل وبیّناتِ نقلیہ وعقلیہ کے ساتھ مفصّل بحث کرنے والے ہیں۔ اُنھیں بھی ربِّ کائنات کے خاص انعام کے ساتھ سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے مسخر وزیر کر کے اُمورِ مملکت میں بڑے بڑے بھاری اور بوجھل کاموں پر لگا رکھا تھا۔ چنانچہ سورۃ الانبیاء میں ہی آگے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝ ﴾ (الانبیآء : ۸۲)

''اور بعضے شیطان جو سلیمان (علیہ التحیۃ والسلام) کے لیے (سمندر سے جواہرات نکالنے کے لیے) غوطے لگاتے، اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتے تھے۔ (جیسے عمارتیں بنانا اور برتن ڈھالنا) اور ہم ہی (ان شیطان جنوں کے) نگہبان تھے۔''

تو یہاں ''شیطانوں'' سے مراد سرکش جن ہیں۔ جیسا کہ سورۂ سبا میں اللہ نے اس کی

[1] فتح القدير بحواله اشرف الحواشي ، ص: ۳۹٤.

وضاحت فرما دی ہے۔

﴿ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ○ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ○ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ○ ﴾ [سبا:۱۲ تا۱۴]

’’اور جنوں میں سے بھی کئی جن سلیمان (علیہ السلام) کے سامنے کام کرتے تھے، اُس کے رب کے حکم سے۔ اور (ہم نے کہہ دیا تھا) جو کوئی جن ہمارے حکم سے روگردانی کرے گا، ہم اُسے جہنم کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ یہ جنات سلیمان (علیہ السلام) کے لیے عالی شان عمارتیں بناتے اور مورتیں اور حوض کی طرح بڑے بڑے پیالے اور ایک جگہ نصب شدہ بڑی بڑی دیگیں بھی بناتے تھے۔ (اور ہم نے یہ حکم دیا کہ) اے آلِ داوٗد! اللہ تعالیٰ کے شکر میں نیک اعمال کرتے رہو۔ جبکہ میرے بندوں میں شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔ پھر جب سلیمان (علیہ السلام) پر ہم نے موت کا فیصلہ کیا تو سوائے زمین کے کیڑوں کے کسی نے اُن جنوں کو (جو مسلسل کام میں لگے ہوئے تھے۔) سلیمان کی موت بارے مطلع نہ کیا۔ وہ کیڑا (دیمک) اُس کی لکڑی کو کھاتا رہا۔ اور پھر جب لکڑی کھوکھلی ہوگئی اور سلیمان (علیہ السلام) گر پڑے تو اُس وقت جنوں کو معلوم ہوا۔ اگر وہ جن غیب کی باتیں جانتے ہوتے تو (ایک مدت تک) ذلت کی محنت میں نہ پڑے رہتے۔‘‘

اس بات کوسورۂ ص میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿ وَالشَّیٰطِیْنَ کُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ o وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِo هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ o ﴾

(صٓ: ۳۷ تا ۳۹)

''اور (سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے ہواؤں کے ساتھ ساتھ) شیطانوں کو بھی جتنے اُن میں معمار اور غوطہ خور تھے (سب اُس کے اختیار میں کر دیے) اور دوسرے شیطانوں کو بھی جو طوق جیسی زنجیروں میں جکڑے رہتے۔ یہ ہماری بے حساب دین ہے۔تو (لوگوں کو) اس میں سے کچھ دے یا (اپنے پاس) رکھ چھوڑ۔'' (تم پر کوئی محاسبہ نہ ہوگا۔)

سورۃ النّمل میں سیّدنا سلیمان علیہ التحیۃ والسلام کے دورِ سلطنت میں انتہائی مربوط اور مضبوط نظام حکومت میں جنوں کے کردار پر آیت نمبر: ۳۹ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ تفصیل کے لیے اس سورت کی آیت نمبر ۱۵ تا ۴۴ کے تحت تفسیر ابن کثیر، اشرف الحواشی اور تفسیر طبری وقرطبی وغیرھا کا مطالعہ کریں۔

پرندوں اور جانوروں سے ہم کلامی اور اُمورِ مملکت میں اُن کی ذمہ داریاں

سورۃ النّمل میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی دورِ سلیمانی میں ملک یمن کی ایک ملکہ کا حکومتی نظام سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں تہہ و بالا ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ آیت نمبر: ۱۵ سے آیت نمبر: ۴۴ تک اس انقلابی دور میں اللہ رب العزت نے سیّدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام پر پرندوں اور حیوانات سے ہم کلام ہونے والے اپنے انعامات اور اُن کے ترقی یافتہ دور کا خصوصی ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے:

''اور ہم نے داوٗد و سلیمان (علیہما السلام) کو (دین و شریعت اور نظامِ حکومت و سیادت اور قیادت و سیاست کا) علم عطا فرمایا تھا۔ اور یہ دونوں (خوش ہوکر یوں اپنے رب کے

سامنے) عرض گزار ہوئے: سب تعریفیں اُس اللہ رب العالمین کے لیے ہیں کہ جس نے ہمیں اپنے بہت سارے ایمان والے بندوں پر فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اور پھر سلیمان علیہ السلام (اپنے باپ) داؤد علیہ السلام کا وارث ہوا۔ یعنی علم و نبوت اور حکومت و سلطنت میں اور (خطاب کرکے) کہنے لگا: لوگو! (مملکت و سلطنت اور علم و نبوت جیسے دیگر انعامات کے علاوہ) ہمیں پرندوں سے ہم کلام ہونا بھی (اللہ رب العالمین کی طرف سے) سکھایا گیا ہے۔ یعنی اُن کی بات کو سمجھنا اور پھر اُنہیں سمجھانا، حکم دینا وغیرہ اور (علاوہ ازیں) ہمیں ہر طرح کا سامان (اُمورِ مملکت کے لیے معاون چیزیں، جیسے علم و نبوت، حکمت، دانائی، مال و دولت، جنوں، انسانوں، پرندوں، حیوانات، ہوا اور دیگر چیزوں کی تسخیر۔) بیشک یہ سب کچھ (اللہ تعالیٰ کا ہم پر) ظاہر باہر فضل ہے۔ (کوئی فلسفہ، منطق کی باتیں اور جعلی کہانیاں نہیں۔) اور (پھر ایک بار) سیّدنا سلیمان (علیہ السلام) کا جتنا لشکر تھا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا، وہ سب اس کے (معائینہ کے) لیے اکٹھا کیا گیا۔ اور ان کی مثلیں لگائی گئیں یعنی ان کے جتھے، دستے اور بریگیڈ بنائے گئے۔ پھر کوریں بنا کر ایک خاص نظم اور ترتیب میں کھڑا کیا گیا۔ جیسے انتہائی منظم فوجوں میں ہوتا ہے۔ یہ سارا لشکر اسی ترتیب و تنظیم سے چلا، حتیٰ کہ جب یہ سارا لشکر (اللہ سے بارش کے لیے دُعا کی خاطر) چیونٹیوں کے ایک میدان کے پاس پہنچا (کہ جہاں چیونٹیوں کی بڑی کثرت تھی) تو ایک چیونٹی نے (کہ جو اپنے رب کے سامنے بارش کے لیے ہاتھ اُٹھائے کھڑی تھی) کہا: چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں تمہیں سیّدنا سلیمان اور اُس کے لشکر والے بے خبری میں کچل نہ ڈالیں۔ سیّدنا سلیمان (علیہ السلام) چیونٹی کے اس کہنے پر مسکرا دیے (کہ اتنا چھوٹا سا جانور اور کتنی سمجھداری کی بات اُس نے کہہ ڈالی ہے؟) اور کہنے لگے:

﴿ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ

عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ (النّمل: ۱۹)

''اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اُس نعمت کا شکر ادا کرسکوں، جو تو نے مجھے بھی عنایت فرمائی ہے اور میرے والدین کو بھی۔ اور میں وہ نیک کام کرتا رہوں کہ جس سے تو خوش ہو جائے، اور مجھے اپنی رحمتِ خاص کے ساتھ اپنے صالح بندوں میں شامل کرلے۔''

اور اسی سفر کے دوران یا کسی دوسرے موقع پر سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا جائزہ لیا اُن کا داخلہ دیکھا تو انہوں نے ایک پرندے کو غیر حاضر پایا تو کہنے لگے: کیا بات ہے ہدہد دکھائی نہیں دے رہا یا حقیقت میں وہ غیر حاضر ہے؟ جب اُس کی حاضری کا کوئی جواب نہ آیا تو کہنے لگے: میں اُسے ضرور سخت سزا دوں گا یا پھر اُسے ذبح کرڈالوں گا، نہیں تو کوئی معقول وجہ میرے سامنے پیش کرے۔ (کہ اس وجہ سے غیر حاضر رہا۔) پس تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ہدہد آ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ علیہ السلام کو بھی معلوم نہیں ہیں۔ اور میں ''ملک سبا'' سے آپ کے لیے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔ (سبا، یمن میں ایک شہر کا نام تھا، جو یمن کے موجودہ دار الحکومت ''صنعاء'' سے تین دن (تقریباً ۵۵ میل) کی مسافت پر واقع تھا۔) میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ ان (سبا والوں) کی رانی ہے۔ (یہ شاہِ یمن شراحیل کی بیٹی بلقیس تھی اور تین سو بارہ سردار اس کی مجلس شوریٰ (سینٹ) کے ممبر تھے۔ ان میں سے ہر سردار دس ہزار آدمیوں پر متعین تھا۔) اور ہر طرح کا سامانِ سلطنت اُس کے پاس موجود ہے۔ اور اُس کے پاس میں نے ایک بڑا شاہی تخت بھی دیکھا ہے۔ اُس ملکہ اور اُس کی قوم کو میں نے اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ اللہ رب العالمین کو چھوڑ کر سورج (کی پوجا کرتے اور اُس) کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان نے اُن کے کام اُن کی نظر میں بہت اچھے کر دکھائے ہیں۔ اور شیطان نے ان کو توحید والی راہ سے روک رکھا ہے۔

اور انہیں اس ضمن میں کچھ سمجھ (ہدایت) بھی نہیں ہے۔ (جو سورج کی پوجا چھوڑ کر راہِ ہدایت، عقیدۂ توحید پر آ جائیں۔) وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے کہ جو آسمان اور زمین میں چھپی (راز کی) چیزیں باہر نکال لاتا ہے۔ (جیسے بارشوں کے ذریعے رزق پیدا کرنا) اللہ وہ ذاتِ اقدس ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کہنے لگے: اچھا ہم تیرے معاملے میں (غور کرتے ہیں اور) دیکھیں گے کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا تو بھی جھوٹوں میں سے ہے۔ (لو پھر) میرا یہ خط (ملکِ سبا کی طرف) لے جا اور اسے اُن لوگوں کی طرف پھینک کر وہاں سے تھوڑا ہٹ جا اور دیکھتا رہ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ ......الخ۔''

قومِ سبا کے مزید حالات سورۂ سبا میں آیت نمبر ۱۵ تا آیت نمبر ۲۱ کے تحت کتب تفسیر اور تاریخ کی معروف کتب تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون وغیرھا میں مفصّل درج ہیں۔

مندرجہ بالا دونوں عناوین پر دلائل و بیّنات کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیا ہو گئی ہمارے دور کی بنسبت اُس وقت کی حکومت کس قدر مضبوط، منظّم، اور اموال وارزاق سے مالا مال تھی۔ اس دور میں امن وعدل عام تھا۔ اور حاکم وقت آج کے ترقی یافتہ کاموں سے کئی ہزار گنا زیادہ بھاری اور ثقیل کام لمحوں میں کروالیتا تھا اور یہ کہ وہ پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں تک سے گفتگو کر لیتا تھا۔ درمیان میں نہ کسی ترجمان کی ضرورت ہوتی تھی اور نہ کسی آلہ ومشین کی۔ آج دنیا بھر کے تمام سائنس دان، عالم، انجینئرز جمع ہو کر کوئی ایک ایسا آلہ ہی ایجاد کر کے دکھائیں، جو کسی انسان کو کسی پرندے اور حیوان کی زبان سمجھنے اور اُس کو اپنی بات سمجھانے میں مدد دے سکے؟ (وَلِلّٰهِ الْأَمر)

شاید کوئی اعتراض کرے کہ اوپر جو کچھ مذکور ہوا، اُس کا تعلق ایک پیغمبر سے تھا اور اللہ رب العالمین کی طرف سے پیغمبروں کو اس طرح کی ''خرقِ عادت'' چیزوں کا

ملنا بعید از عقل نہ تھا۔ ایسے کاموں کو ترقی تب کہو جب یہ کام اُس دور کے اُمتی بھی کرتے ہوں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جو ابھی ابھی ہد ہد پرندہ کے ذریعے سیّدنا سلیمان علیہ التحیۃ والسلام کو یمن کی ملکۂ سبا (بلقیس) کی حکومت اور اُس کے مذہب کے بارے اطلاع ملنے کا ذکر ہوا ہے......تو؛ آگے قرآن بیان کرتا ہے:

بلقیس نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے خط کو جب پڑھا تو اُس نے اپنی مجلسِ شوریٰ (سینٹ) کے ممبروں کو یہ خط پڑھ کر سنایا اور اُن سے مشورہ طلب کیا۔ اُنہوں نے جو رائے دی اسے اور اس رائے پر ملکۂ سبا کا جواب بھی قرآن نے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد ملکۂ سبا نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو بعض نہایت قیمتی تحائف بھیجے، تاکہ معلوم کرے کہ وہ تحائف قبول کر کے دُنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ ثابت ہوتے ہیں یا ان ہدایا کو رد کر کے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے پیغمبر ہیں اور اُن کی اطاعت لازم ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا:

﴿ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَا اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّا اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ○ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ ﴾ (النمل: ٣٦، ٣٧)

''جب بلقیس کا ایلچی (منذر بن عمرو) سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پہنچا تو آپ فرمانے لگے: کیا تم لوگ (دنیاوی) مال و دولت سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ اللہ رب العزت نے جو مجھے عطا فرما رکھا ہے وہ اُس سے کہیں بہتر ہے، جو تمہیں دے رکھا ہے۔ بلکہ تم ہی اپنے تحفے پر خوش رہو۔ (پھر بلقیس کے سفارتکار کو حکمًا فرمایا:) تم اپنے لوگوں کے پاس واپس پلٹ جاؤ۔ (اور انہیں بتادو کہ اگر

وہ ہمارا کہنا نہیں مانیں گے تو) ہم ضرور ایسا لشکر لے کر اُن پر چڑھائی کریں گے، جس کا مقابلہ اُن سے نہ ہو سکے گا۔ اور ہم ذلت و رسوائی کے ساتھ اُنہیں وہاں سے نکال دیں گے۔''

جب یہ سفارتکار (منذر بن عمرو) سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا پیغام لے کر ملکۂ سبا بلقیسؔ کے پاس واپس پہنچا اور اُس نے اس سے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا تو وہ سمجھ گئی کہ سلیمان (علیہ السلام) واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں۔ چنانچہ اُس نے اطاعت اختیار کر لی اور تابعداروں کی طرح اپنے لاؤلشکر سمیت بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئی۔ ادھر جب سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو اس کی روانگی کی اطلاع ملی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ [اس مقام پر دیکھئے: تفسیر ابن کثیرؒ]

اب سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر تدبر فرمایا: اگر بلقیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے پہلے اُس کا تخت منگوالیا جائے اور وہ اپنے تخت کو اپنے سے پہلے بیت المقدس میں پائے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو کیسی غیر معمولی قوتیں عطا فرماتا ہے اور اسے یقین آ جائے کہ میں واقعی اللہ کا نبی ہوں۔ چنانچہ اگلے واقعات کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

﴿ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّىْ عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ لِيَبْلُوَنِىْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ (النّمل: ۳۸ تا ۴۰)

''سیدنا سلیمان (علیہ السلام) نے اپنے درباریوں سے کہا: سردارو! تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو اُس ملکہ کا تخت (کہ جسے وہ اپنے ملک میں چھوڑ کر آ رہی ہے۔) میرے پاس پہنچنے سے پہلے اُٹھا لائے کہ وہ لوگ میرے پاس اطاعت گزار بن کر پہنچ جائیں؟ (تو اس حکم پر) جنوں میں سے ایک دیو (راکھس) کہنے لگا: میں اُس تخت کو آپ کے پاس اس سے پہلے لاسکتا ہوں کہ آپ اپنی جگہ سے (دربار برخاست کر کے) اُٹھیں۔ جبکہ میں اس تخت کو اُٹھا لانے پر طاقت بھی رکھتا ہوں اور امانت دار بھی ہوں۔ وہ شخص کہ جس کے پاس کتاب (زبور) کا علم تھا کہنے لگا: میں اس تخت کو آپ علیہ السلام کی پلک جھپکنے سے پہلے آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ یعنی اس سے پیشتر کہ آپ آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائیں اور پھر پلٹ کر نیچے کریں۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اور جب سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ (بلقیس کا) تخت اُن کے سامنے دھرا ہے تو کہنے لگے: یہ (تخت کا اتنی جلدی اس طرح پہنچ جانا) میرے رب کا خاص فضل ہے۔ تا کہ وہ اپنے اس فضل کے ساتھ مجھے آزمائے کہ میں اُس کے احسان کا شکر کرتا ہوں یا کفر کرتا ہوں۔ اور جو کوئی حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرے گا، وہ اپنی ہی بھلائی کے لیے شکر کرے گا، اور جو کوئی ناشکری کرے گا (میرے مالک کا کچھ نقصان نہیں) میرا رب تو بلاشبہ بے پروا اور کرم کرنے والا ہے۔''

ملک یمن کے دار الحکومت ''صنعاء'' سے ۵۵ میل دُور شہر ''سبا'' سے بیت المقدس کا فاصلہ کم وبیش چار ہزار کلومیٹر ہے۔ اگر تین ہزار سال پہلے کا ایک عالم کسی بھاری بھرکم چیز کو اُٹھا کر ایک لمحہ کے اندر چار ہزار کلومیٹر کی مسافت طے کر کے اپنے پاس لاسکتا ہے، تو جو اسے ترقی یافتہ دور نہ مانے کیا اس جیسا بھی کوئی جاھل ہوگا؟

اس واقعہ کے پس منظر میں آپ اُن سارے متکبّروں کو کھلا چیلنج کرسکتے ہیں، جو

''آج کے ترقی یافتہ دور'' پر دن رات ڈینگیں مارتے نہیں تھکتے کہ اگر واقعی تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو چار ہزار کلومیٹر نہیں صرف ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر کوئی منوں، ٹنوں وزنی چیز بغیر کسی مشین اور آلہ کے صرف ایک سیکنڈ کے وقفہ میں حاضر کر کے تو دکھاؤ! (واللّٰهُ يَهْدِىْ إِلٰى سَوَآءِ السَّبِيْلِ.)

اب اپنے اصل موضوع کی طرف آیئے!

جن باقاعدہ ایک غیر مرئی مخلوق ہیں

جنات انسانوں کی طرح ایک ذی روح مخلوق ہیں، جو عقل وشعور رکھنے والے، صاحبِ ارادہ اور اعمال وافعال کے لیے مکلّف ہوتے ہیں۔ وہ انسانی حواس سے پوشیدہ اور مادیّت سے آزاد ہوتے ہیں۔ اپنی اصلی شکل وصورت میں دکھائی نہیں دیتے۔ مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ کھاتے پیتے اور شادی بیاہ کرتے ہیں۔ ان کے ہاں اولاد بھی ہوتی ہے اور یہ قیامت والے دن اپنے اعمال کے جواب دہ بھی ہوں گے۔ [1] چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (الأعراف: ٢٧)

''اے آدم کی اولاد! (خیال رکھو!) شیطان تمہیں بہکا نہ دے (وہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔) جیسے اُس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا، اُن

---

[1] اس تعریف کے لیے بدر الدین ابو عبداللہ الشبلی کی ''آكام المرجان في احكام الجان'' کا مطالعہ کر لیجیے۔

کے کپڑے اتروائے، تاکہ اُن کا ستر اُن کو دکھا سکے۔ (وہ تم سے بھی اسی طرح کی دشمنی کرے گا۔) کیونکہ وہ (شیطان) اور اس کا کنبہ (یا اُس کا لشکر) تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہے اس طرح سے کہ تم انہیں نہیں دیکھ رہے ہوتے۔ ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔''

اگر جنات کسی وقت ہمیں دیکھ رہے ہوں۔ ہمارے اردگرد موجود ہوں اور ہم نہ اُنہیں دیکھ رہے ہوں اور نہ ہمیں اُن کی موجودگی کا ادراک ہو، تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا کسی بھی وقت دکھائی دینا ممکن ہی نہیں ہے۔ جنوں کی رُویت ممکن ہے اور اس پر بہت سارے واقعات شاہد ہیں۔ ''صحیحین'' میں زکوٰۃِ رمضان کی نگرانی کے قصہ میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک جن کو پکڑ لینا درج ہے۔ پھر ''صحیح مسلم'' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ / ح: ۱۲۰۹ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری نماز توڑنے کے لیے گزشتہ رات کو ایک شریر جن مجھے پکڑنے لگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے میرے قابو میں کر دیا اور میں نے اس کا گلا دبایا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اسے مسجد (نبوی مدینہ منورہ) کے ایک ستون سے باندھ دوں۔ حتی کہ صبح تم سب لوگ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ پھر مجھے اپنے بھائی (اللہ کے نبی) سلیمان علیہ السلام کی یہ دُعا یاد آ گئی کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی:

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ ﴾

(سورۂ ص: ۳۵)

''اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔''

اُنہیں اللہ نے جنات پر اختیار بھی عطا فرمایا تھا۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس جن کو ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جن موجود ہیں اور بعض آدمیوں کو دکھائی دیتے ہیں اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّهُ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط ﴾

''بلاشبہ شیطان اور اس کا قبیلہ (جنوں کی مخلوق) تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہے، اس طرح سے کہ تم انہیں نہیں دیکھ رہے ہوتے۔''

تو یہ غالب اور اکثر احوال پر محمول ہے۔ اگر شیطان اور جنوں کا دیکھنا محال ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے کیونکر دیکھتے اور کیسے فرماتے کہ میرا ارادہ اسے باندھ دینے کا تھا، تاکہ سب لوگ اسے دیکھیں، بلکہ مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

امام ابوعبداللہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جن اجسام لطیفہ روحانیہ ہیں۔ اور احتمال ہے کہ وہ کبھی کوئی ایسی صورت اختیار کر لیتے ہوں کہ جس کی وجہ سے انہیں باندھا جا سکے، پھر وہ اپنی اصلی صورت اختیار نہ کر سکیں۔'' (انتہی)

نیز یہ بھی صحیح روایات سے ثابت ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ''نصیبین کے جنوں'' کو دیکھا تھا۔ [1] سورۃ الاحقاف میں آیت نمبر: ۲۹ سے لے کر آیت نمبر: ۳۲ تک چار آیات میں جنوں کے ایک واقعہ کا ذکر ہوا ہے، جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس وقت پیش آیا تھا، جب آپ ﷺ طائف میں دعوت والے سفر سے واپسی پر وادیٔ نخلہ میں قیام پذیر ہوئے تھے اور پھر وہاں سے آپ ﷺ نے عکاظ کے میلہ گاہ کی طرف جا کر وہاں دعوت إلی اللہ کا عزم فرمایا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کو سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یوں بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ ''سوقِ عکاظ'' یعنی مکہ اور طائف کے درمیان ایک میدان جہاں عربوں کا مشہور میلہ لگتا تھا، کا قصد فرمایا۔ اس زمانہ میں (ابتدائے

---

[1] دیکھئے: تفسیر قرطبی، روح المعانی عند تفسیر آیت نمبر: ۲۷ سورۃ الاعراف.

نبوت کی بات ہے کہ) شیاطین تک آسمان کی خبروں کے چرالینے میں رکاوٹ پیدا کردی گئی تھی اوران پر آسمان سے آگ کے انگارے چھوڑے جاتے تھے۔ جب آسمان کی طرف چڑھنے والے جن اپنی قوم کے پاس ناکام واپس لوٹ کر آئے، تو ان کی قوم نے ان سے پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا؟'' انہوں نے بتایا کہ آسمان کی خبروں اور ہمارے درمیان رکاوٹ پیدا کردی گئی ہے۔ اور ہم پر آسمان سے انگارے برسائے گئے ہیں۔
اس بات کو اللہ رب العزت نے اپنے مقدس کلام میں یوں بیان فرمایا:

﴿ وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا o وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا o وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا o وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا o وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا o ﴾ (الجنّ: ۸ تا ۱۲)

''اور ہم نے آسمان کو (جاکر) ٹٹولا، دیکھا تو وہ زبردست پہروں اور (آگ کے) شعلوں سے بھرا ہوا ہے۔ یعنی اس میں فرشتے کثرت سے پہرہ دے رہے ہیں جو کسی شیطان کو غیب کی خبر سننے کے لیے اس کے قریب تک پھٹکنے نہیں دیتے اور جو شیطان اس کی جرأت کرتا ہے اس پر آگ کے شعلے برسائے جاتے ہیں۔ اس سے ہم نے سمجھ لیا کہ زمین میں کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے، جس کی بدولت آسمان کی حفاظت کے لیے یہ نئے انتظامات کیے گئے ہیں، اور پہلے تو یہ تھا کہ (فرشتوں کی باتیں) سننے کے لیے ہم آسمان کے کئی ٹھکانوں میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اب تو جو کوئی سننے جاتا ہے، اپنے لیے ایک شعلہ (آگ کا) تیار پاتا ہے۔ اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس انتظام سے زمین والوں کی برائی

(تباہی و بربادی) منظور ہے یا اُن کا رب اُن سے بھلائی کرنا چاہتا ہے؟ اور ہم میں کچھ تو نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے یعنی کافر اور بدکار ہمارے کئی طرح کے گروہ پہلے سے چلے آئے ہیں۔ ❶ اور اب تو ہم نے سمجھ لیا کہ ہم زمین میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ کہیں بھاگ کر اس کو عاجز کر سکتے ہیں۔''

انہوں نے کہا کہ آسمان کی خبروں اور تمہارے درمیان رکاوٹ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خاص کوئی بات پیش آئی ہے۔ اس لیے ساری زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ اور تلاش کرو کہ کون سی بات پیش آئی ہے؟ اللہ فرماتے ہیں:

''اور ہم نے آسمان میں برج (قلعے کہ جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں) بنائے ہیں اور دیکھنے والوں کے لیے آسمان کو ستاروں سے آراستہ کیا ہے۔ اور ہم نے آسمان کو ہر ایک شیطان مردود کے وہاں جانے سے بچا رکھا ہے۔ مگر جو شیطان، جن چوری چھپے وہاں سے کوئی بات سن کر بھاگ اُٹھے تو اس کے پیچھے کھلا ایک چمکتا ہوا شعلہ لگتا ہے۔'' [الحجر: ۱۶ تا ۱۸]

چنانچہ شیاطین مشرق و مغرب (زمین) میں پھیل گئے، تاکہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ آسمان کی خبروں کی ان تک پہنچنے میں جو رکاوٹ پیدا کی گئی ہے، وہ کس بڑے واقعہ کی وجہ سے ہے؟ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جو شیاطین اس کھوج میں نکلے تھے، ان کا ایک گروہ (مکہ مکرمہ سے جنوبی جانب بحر احمر کے ساتھ واقع) پہاڑی سلسلۂ تہامہ کی طرف بھی آ نکلا اور ''وادی نخلہ'' میں پہنچ گیا، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''عُکاظ'' کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہوئے قیام فرماتے تھے۔ یہاں کھجوروں کا ایک باغ تھا،

❶ جناب سعید بن المسیّب اور امام مجاہد رحمہم اللہ فرماتے ہیں: آدمیوں کی طرح جنوں کے بھی مختلف گروہ تھے۔ کوئی مسلمان تھا، کوئی یہودی، کوئی نصرانی اور کوئی مجوسی۔ تفسیر قرطبی

جس میں آپ ﷺ ٹھہرے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ اس وقت اپنے ساتھیوں کے ہمراہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے (کہ جس میں آپ ﷺ نے جہری قرأت کے ساتھ قرآن کی تلاوت فرمائی) اور جب ان جنوں نے قرآن مجید سنا تو وہ اسے بغور سننے لگ گئے۔ پھرانہوں نے ایک دوسرے سے کہا یہی وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے۔ وہیں سے وہ اپنی قوم کے پاس پلٹ آئے اور آکراُن سے کہنے لگے:

﴿ اِنَّـا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا o يَهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا o ﴾ (الجنّ: ۱،۲)

''ہم نے (مسلسل تین چار دن) قرآنِ مجید سماعت کیا ہے، جو نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ جو سیدھی راہ بتلاتا ہے۔ ہم تو اس پر ایمان لے آئے، اور اب ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) پر وحی سورۃ الجن کی صورت میں نازل فرمائی کہ جس میں جنوں کی بات بھی آپ کی طرف نازل کی گئی۔ (کہ اُن کا آپس میں کیا مکالمہ ہوا؟) [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جن رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے تھے۔ ''سورۃ الأحقاف'' والی آیات کی تفسیر میں امام قرطبی اور حافظ ابن کثیر رحمہما اللہ لکھتے ہیں: احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات متعدد بار نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ایک یا دو مرتبہ آپ ﷺ انھیں تعلیم دینے کے لیے (مکہ سے) باہر بھی تشریف لے گئے تھے۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وادی بطحاء (مکہ مکرمہ) میں ملاقات بھی کی، اور آپ ﷺ نے اُنھیں قرآن پڑھ کر سنایا اور اوامر و

[1] صحيح البخاري، كتاب التفسير، ح: ٤٩٢١.

نواھی کی تلقین فرمائی۔اور جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے: وَبُعِثْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً...... ''میں تمام مخلوق (انس وجن) کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔''

اس لیے آپ ﷺ نے جنات کو دعوت دی۔ وہ مسلمان ہوئے اور آپ ﷺ سے انہوں نے قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کی۔

جنوں کی پہلی آمد بمقام نخلہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کو خبر نہیں ہو سکی تھی۔ نہ آپ ﷺ نے انھیں دیکھا اور نہ ہی ان کی آمد کا آپ ﷺ کو پتہ چل سکا تھا۔ حتی کہ ''سورۂ جن'' کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو مفصّل حال معلوم ہوا۔ اس واقعہ کے بعد بہت بڑی تعداد میں جنات نبی ﷺ سے ملاقات کر کے مسلمان ہوئے اور آپ ﷺ نے انہیں احکام بھی سنائے۔ ایک ملاقات کے موقع پر سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ گئے تھے۔

علامہ محمد عبدہ الفلاح رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قرآن وحدیث میں جنوں کا وجود ثابت ہے۔ سلف صالحین اور خلف علماء اُمت نے جنوں کے وجود کو بالا جماع تسلیم کیا ہے۔ اس کے باوجود جو شخص ان کے وُجود کا منکر ہے، اس کے کفر میں شبہ نہیں۔'' [1]

بخبرِ قرآن، جنوں کی ایک تاریخی حقیقت کہ جیسے اُنہوں نے خود یوں بیان کیا ہے:

﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ ﴾ (الجنّ: ٦، ٧)

''اور (ہوا یہ کہ) بعضے آدم زاد لوگ، بعض جن مردوں کی پناہ لیتے تھے، تو اس سے اُن کا دماغ (تکبر میں) اور چڑھ گیا۔ اور اے آدمیو! جن بھی تمہاری

---

[1] اشرف الحواشی، ص: ٦٠٣.

طرح یہ سمجھنے لگے، جیسے تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کسی کو پیغمبر بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔''

عربوں میں بعض مشرکین کا عقیدہ تھا کہ وہ جنوں سے غیب کی خبریں پوچھتے تھے۔ ان کے نام کی نذریں چڑھاتے اور نیازیں دیتے تھے۔ سفر کے دوران جب رات کو کسی خوفناک مقام پر اُترتے تو کہتے: ''اس علاقہ کے جنوں کا جو سردار ہے، ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں، تاکہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرے۔ ان باتوں نے جنوں کو اور بھی زیادہ مغرور بنا رکھا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھنے لگے کہ ہم تو آدمیوں کے بھی سردار ہوگئے، اسی لیے وہ ہماری پناہ ڈھونڈتے ہیں۔''

امام مقاتل بن حیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: ''سب سے پہلے یمن کے کچھ لوگوں نے جنوں کی پناہ لینا شروع کی۔ پھر قبیلہ ''بنوحنیفہ'' کے کچھ لوگوں نے اور پھر ہوتے ہوتے تمام عرب میں اس کا رواج ہوگیا۔ جب اسلام آیا تو وہ مسلمان ہوکر جنوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے لگے۔'' [1]

جنات کا تخلیقی مادہ

انسانوں اور جنوں کے تخلیقی مادہ کے بارے میں اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ٥ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ٥ ﴾ (الحجر: ٢٦، ٢٧)

''اور ہم نے انسان (آدمی) کو کھنکھناتی مٹی سے کہ جو سڑے ہوئے کیچڑ سے تھی، پیدا کیا۔ اور ہم نے جنوں کو (آدم سے) پہلے بہت گرم آگ سے پیدا کیا۔'' یعنی تیز حرارت، ہوا ملی ہوئی تیز آگ سے۔

دُوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے:

[1] فتح القدير للشوكانيّ عند تفسير آيت نمبر: ٦ سورة الجنّ.

﴿ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ ۝ ﴾ (الرحمٰن: ١٤، ١٥)

''اُس (اللہ رب العالمین) نے انسان کو ٹھیکری کی مانند بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔ اور جنوں کو آگ کی لَو (شعلہ) سے پیدا کیا۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں، جبکہ جنات آگ کی لپٹ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اور سیّدنا آدم علیہ السلام کو اُس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، جو تمہارے لیے بیان کر دیا گیا ہے۔'' (یعنی مٹی سے) [1]

جنات کی اقسام

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنات کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو ہوا میں اُڑتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو سانپ اور کتوں کی شکل میں ہوتی ہے۔ اور تیسری قسم وہ ہے جو سفر اور قیام کرتی ہے۔ یعنی بھوت وغیرہ۔'' [2]

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اھل علم اور اھل لغت کے حوالے سے جنوں کی اقسام یوں بیان کی ہیں: (1) جنات کا مطلق تذکرہ ہو تو انہیں '' جِنّی '' کہتے ہیں۔ (2) وہ جن جو لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اُسے ''عامر'' کہتے ہیں۔ (اس کی جمع عُمّار ہے)۔ (3) جو جنات بچوں کو خوفزدہ کرتے ہیں، انھیں ''ارواح'' کہا جاتا ہے۔ (4) سب سے زیادہ خبیث اور پریشان کرنے والے جن کو ''شیطان'' کہتے ہیں۔ (5) اور جس جن کی سرکشی اور شرارت حد سے بڑھ جائے اور اس کی گرفت مضبوط تر ہو جائے اُسے ''مارد'' کا نام دیا جاتا ہے۔ (6) اور جو جنات بڑی بھاری بھرکم چیزیں اٹھانے کی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، ح: ٧٤٩٥.

[2] صحيح الجامع الصغير للألباني، ح: ٣١١٤، الطبراني الكبير: ٥٧٣/٢٢، مستدرك حاكم: ٤٥٦/٢.

طاقت رکھتے ہوں انہیں ''عفریت'' کہا جاتا ہے۔ [1]

شیطان کی شکل وصورت

شیطان کی شکل نہایت بدصورت اور بھونڈی ہوتی ہے۔ اس کی بدصورتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی تہہ میں اُگنے والے درخت کو شیطانوں کے سروں سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ أَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ○ إِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِينَ ○ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيٓ أَصْلِ الْجَحِيمِ ○ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيٰطِينِ ○ ﴾ (الصّٰفّٰت: ٦٢ تا ٦٥)

''بھلا یہ (جنت والی) مہمانی بہتر ہے یا (کم بخت) تھوہر کا درخت۔ (جس سے دوزخیوں کی ضیافت کی جائے گی۔) ہم نے اس درخت کو کافروں کی آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے۔ (اسے کھائیں تو مشکل، نہ کھائیں تو بھی مشکل۔) وہ ایسا درخت ہے جو دوزخ کی تہہ میں اُگتا ہے۔ اس کے سر (کلیاں) ایسے ہیں گویا کہ شیطانوں کے سر (یا سانپوں کے پھن) ہوں۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز نہ پڑھو، اس لیے کہ سورج ان اوقات میں شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع اور غروب ہوتا ہے۔'' [2]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیطان کے سینگ بھی ہوتے ہیں۔ قرونِ وُسطیٰ میں نصرانی مصوّرین شیطان کی تصویر، ایک کالے کلوٹے آدمی کی شکل پر بناتے تھے، جس کی گھنی ڈاڑھی، بھنویں اوپر کو اُٹھی ہوئی ہوتیں، منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوتے اور

---

[1] مطالب أُولی النُّهی شرح غاية المنتهى: ١/٦٤٢.

[2] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، ح: ١٩٢٥.

اس کے سینگ، کھُر اور دُم بھی ہوتی۔

جنوں میں بھیس اور شکل بدلنے کی صلاحیت

جنوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانی اور حیوانی شکل اختیار کرنے کی قوت اور صلاحیّت عطا کر رکھی ہے۔ وہ سانپ، بچھو، اُونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر، گدھے اور پرندوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔(۱) وہ کبھی کبھی انسان کا روپ بھی دھار لیتے ہیں۔ جیسا کہ جنگ بدر کے موقع پر، شیطان مشرکین مکہ کے پاس سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا تھا اور ان سے مدد کا وعدہ کیا تھا۔ اسی کے بارے میں درج ذیل آیت نازل ہوئی تھی۔ اس موقع پر وہ اپنے ساتھ ایک جھنڈا اور لشکر بھی لے کر آیا تھا۔ [2] چنانچہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ﴾ (الأنفال: ۴۸)

''اور (اے ہمارے پیارے نبی! وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب (غزوۂ بدر کے موقع پر) شیطان ان کافروں کے کاموں کو ان کی نظر میں بھلا دکھلانے لگا اور کہنے لگا آج کے دن تو لوگوں میں ایسا کوئی نہیں جو تم پر غالب آئے اور میں تمہاری کمک پر ہوں۔ اور پھر جب دونوں فوجیں (مسلمانوں کی اور کفارِ مکہ کی) آمنے سامنے ہوئیں، تو وہ اُلٹے پاؤں بھاگ نکلا اور کہنے لگا: میں تم سے بالکل الگ ہوں۔ بلاشبہ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔

[1] جدید انسائیکلو پیڈیا، ص: ۲۵۷

[2] تفسیر ابن کثیر بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عند تفسیر، آیت: ۴۸ فی سورۃالانفال

میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے؟''

غزوۂ بدر کے موقع پر جب ابلیس (جنی شیطانوں کے سردار) نے میدان سے بھاگ جانا چاہا تو حارث بن ھشام نے اُسے پکڑ لیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ واقعی سراقہ بن مالک ہے، مگر ابلیس نے حارث کے سینے پر ایسا گھونسا مارا کہ وہ گر گیا اور ابلیس بھاگ نکلا۔ مشرکین کہنے لگے: سراقہ! کہاں جا رہے ہو؟ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہمارے مددگار رہو؟ ہم سے جدا نہ ہو گے؟ اور پھر اُس نے وہ کہا جس کا اوپر آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد بھاگ کر سمندر میں چلا گیا۔ [1]

اسی طرح ابن ھشام نے محمد بن اسحاق رحمہم اللہ کی سند سے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ ''بیعتِ عقبہ کبریٰ'' کے تقریباً اڑھائی ماہ بعد/ ۲۶۔صفر سنہ ۱۴ ھ سالِ نبوت بمطابق ۱۲ستمبر/سنہ ۶۲۲ ء بروز جمعرات، دن کے پہلے پہر مکہ کی پارلیمنٹ ''دارالندوہ'' میں تاریخ کے سب سے خطرناک اجتماع میں شیطان لعین ایک بوڑھے نجدی شیخ کی صورت میں، عبا اوڑھے، قبائل قریش کے سرداروں کا راستہ روکے جوان کی پارلیمنٹ کے دروازے پر آن کھڑا ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا: یہ کونسا سردار ہے؟ کہنے لگا: میں اہلِ نجد کا ایک سردار ہوں۔ آپ لوگوں کا پروگرام سن کر حاضر ہو گیا۔ باتیں سننا چاہتا ہوں اور کچھ بعید نہیں کہ آپ لوگوں کو خیر خواہانہ مشورہ دے دوں۔'' لوگوں نے کہا: بہتر ہے، آپ بھی آ جائیے! چنانچہ ابلیس بھی اُن کے ہمراہ ایک انسان کی صورت میں ''دارالندوہ'' کے اندر چلا گیا اور اُس خبیث نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اندر ہونے والی بحث میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور بالآخر ابوجہل کی تجویز اور اس ملعون کی تائید کے ساتھ طے پایا کہ؛ ہر ہر قبیلے سے ایک مضبوط، صاحب نسب، بانکا، کڑیل

---

[1] الرحیق المختوم، اُردو، ص: ۲۹۹، طبع مکتبہ سلفیہ، لاہور

جوان منتخب کرلیں۔ پھر ہر ایک کو ایک نہایت تیز تلوار دیں اور یہ سارے نوجوان رات کے وقت محمد (ﷺ) پر یکبارگی حملہ کر کے (معاذ اللہ) اُس کا قصہ تمام کر دیں۔ اس طرح قتل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس شخص کا خون سارے قبائل میں بکھر جائے گا اور بنو عبد مناف سارے قبائل سے جنگ نہ کر سکیں گے......الخ ❶

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں رمضان کی زکاۃ پر نبی کریم ﷺ کی طرف سے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ذمہ دار بنائے جانے کی حالت میں شیطان کا ایک انسان کی صورت میں مسلسل تین راتوں تک انہیں آ کر تنگ کرنے کا جو واقعہ ذکر کیا ہے، ❷ تو اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی صورت و شکل اختیار کر لینے کی صلاحیت سے نواز رکھا ہے۔

آیۃ الکرسی کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ نے امام ابو یعلیٰ الموصلی رحمہما اللہ کے حوالے سے سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ اس طرح سے نقل کیا ہے۔

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے پاس کھجوروں کا ایک توڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں سے کھجوریں روز بروز کم ہو رہی ہیں۔ چنانچہ ایک رات میں ان کی نگہبانی کے خیال سے جاگتا رہا۔ دیکھا تو ایک جانور نوجوان لڑکے کی طرح کا آیا۔ میں نے اُسے سلام کیا اور اُس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: تو انسان ہے یا جن؟ وہ کہنے لگا: میں جن ہوں۔ میں نے کہا: ذرا اپنا ہاتھ دے۔ اُس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اُسے اپنے ہاتھ میں لیا تو یوں لگا، جیسے کتے کا ہاتھ ہو۔ اس پر کتے جیسے ہی بال تھے۔ میں نے پوچھا کیا جنوں کی پیدائش ایسی ہی ہے؟ وہ کہنے لگا: تمام جنات میں سب سے زیادہ قوت اور طاقت والا میں ہی ہوں۔ میں نے پوچھا: تو

❶ سيرة ابن هشام، ١/ ٤٨٠، ٤٨٢.

❷ صحيح بخاری، کتاب الوكاله، ح: ٢٣١١.

میری چیز چرانے پر قادر کیسے ہوا؟ یعنی تو نے میری کھجوریں کیوں چرائی ہیں؟ وہ کہنے لگا: مجھے معلوم ہے کہ تو صدقہ کرنا پسند کرتا ہے۔ اس لیے میں نے کہا کہ؛ پھر ہم کیوں محروم رہیں؟ میں نے پوچھا: تم لوگوں کے شر سے بچانے والی کونسی چیز ہے؟ اُس نے کہا: یہ والی آیت، یعنی آیۃ الکرسی ...... ﴿ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ط......الخ ﴾

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات والا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صَدَقَ الْخَبِيْثُ'' ...... خبیث نے یہ بات تو سچ کہی ہے۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ملتا جلتا ایک واقعہ ''مسند امام احمد رحمہ اللہ'' میں سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بھی درج ہے۔ غرضیکہ ......: جنات انسانوں جیسی اور دیگر جانوروں جیسی شکل وصورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس موضوع پر احادیث وسیَر اور تاریخ کی کتب میں بے شمار واقعات درج ہیں۔ مگر قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ کی اس بارے میں دل لگتی ایک رپورٹ فضیلۃ الشیخ رعمر سلیمان الاشقر نے اپنی کتاب ''عَالَم الْجِنّ وَالشَّيَاطِيْن'' میں درج کی ہے، جس کا اُردو ترجمہ ایک ہندوستانی عالم عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ نے کیا اور مولانا مختار احمد ندوی حفظہ اللہ نے اپنے ادارے ''الدار السّلفیۃ'' بمبئی، انڈیا ...... سے طبع کیا ہے۔ یہ رپورٹ فائدہ سے خالی نہیں۔ چنانچہ قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں:

'' جنوں میں اتنی طاقت اور صلاحیت نہیں کہ وہ خود اپنی خلقت بدل کر دوسری کوئی شکل اختیار کر لیں۔ بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کچھ کلمات اور افعال سکھائے ہوں، جنہیں بولنے اور کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کو ایک شکل سے دُوسری شکل

[1] اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ''مستدرک'' میں درج کر کے لکھا ہے: صحيح الاسناد ولم يخرجاه ...... اس روایت کی اسناد صحیح درجہ کی ہیں، مگر امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اسے اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔

میں بدل دیتا ہو۔ لہٰذا اگر یوں کہا جائے کہ جنات اپنی شکل بدلنے پر اس معنی میں قادر ہیں کہ وہ ایسے کلمات ادا کر سکتے ہیں، جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انھیں اپنی اصلی شکل سے دوسری شکل میں بدل دیتا ہو تو یہ بات درست ہے۔ البتہ یہ بات کہ وہ خود اپنی ذات بدل لیتے ہیں محال ہے۔ اس لیے کہ ذات کا ایک شکل سے دوسری شکل میں بدلنا صرف اسی وقت ہوسکتا ہے، جب جسمانی ڈھانچے اور ساخت کو توڑ کر تمام اجزائے بدن کو الگ الگ کر دیا جائے۔ اور جب جسمانی ڈھانچہ ہی ٹوٹ کر بکھر گیا تو زندگی کہاں رہی؟ اس کی ذات ایک شکل سے دوسری شکل میں کیسے تبدیل ہوگی؟ فرشتوں کے شکل بدلنے کے بارے میں بھی یہی بات کہی جائے گی۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے ’’مکاید الشیطان‘‘ میں یسیر بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ؛ ہم نے امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس مختلف رنگ بدلنے والے جنوں کا تذکرہ کیا۔ اُنہوں نے فرمایا: کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ نے اُسے جس شکل پر بنایا ہے اس سے بدل جائے۔ مگر یہ ہے کہ جس طرح تم میں جادوگر ہوتے ہیں، ان میں بھی ہوتے ہیں۔ اگر تمہیں کوئی ایسی چیز نظر آئے تو اذان دے دیا کرو۔

جنوں کی خوراک

امام عامر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے سیّدنا علقمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں سے ملاقات کی تھی، کیا اُس ’’لیلۃ الجن‘‘ کو سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے؟ سیّدنا علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا: کیا لیلۃ الجن کو تم میں سے کوئی (صحابی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ اُنہوں نے فرمایا: نہیں۔ (اس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہی اُن سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تھے۔) لیکن یہ ہے کہ ایک دن کا واقعہ ہے ہم رسول

اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپ ﷺ رات کے وقت گم ہوگئے۔ہم نے آپ ﷺ کو پہاڑوں کی وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا، مگر آپ ﷺ نہ ملے۔ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ کو یا تو جن اُڑا لے گئے ہیں یا پھر کسی دُشمن نے آپ ﷺ کو چپکے سے مار ڈالا ہے۔سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ رات ہم نے نہایت برے طور سے (بے قراری کے عالم میں) بسر کی۔جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ ﷺ (مکہ شہر اور منیٰ کے درمیان واقع) ''جبلِ نور'' کی طرف سے آرہے ہیں۔ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! رات ہم نے آپ کو گم پایا مگر آپ ﷺ ہمیں نہ ملے ہم نے نہایت پریشانی کے عالم میں رات بسر کی ہے۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا تھا، میں اس کے ساتھ چلا گیا اور اُنھیں قرآن پڑھ کر سنایا ہے۔''

اس کے بعد نبی کریم ﷺ ہمیں اپنے ساتھ (جنوں والے مقام کی طرف) لے گئے اور آپ ﷺ نے ان جنوں کے اپنے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ اُنہوں نے آپ ﷺ سے اپنی خوراک کے بارے میں پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر اُس جانور کی ہڈی جو اللہ کے نام پر قربان کیا جائے تمہاری خوراک ہے۔ تمہارے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ہڈی گوشت سے پر ہوجایا کرے گی۔اور ہر اُونٹ کی مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے (ہمیں مخاطب کرکے) فرمایا: ''ہڈی اور گوبر سے استنجا مت کیا کرو۔اس لیے کہ وہ تمہارے مسلمان بھائی جنوں (اور اُن کے جانوروں) کی خوراک ہے۔'' امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ جزیرۃ العرب کے ہی جن تھے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے وضو اور استنجا کے لیے پانی کا ایک برتن لیے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے ساتھ ساتھ چل رہے

تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اندھیرے کی وجہ سے نہ پہچاننے کی بنا پر دریافت فرمایا: یہ کون صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا: ''میں ابوہریرہ ہوں جی!'' نبی ﷺ نے فرمایا ''استنجا کے لیے چند پتھر تلاش کر لاؤ۔ مگر دیکھو! ہڈی اور لید نہ لانا۔'' چنانچہ میں پتھر لے کر حاضر ہوا۔ میں انھیں اپنے کپڑے میں (جھولی بنا کر) رکھے ہوئے تھا۔ اور لاکر آپ ﷺ کے قریب انھیں رکھ دیا اور پھر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔

جب آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ہڈی اور گوبر کی کیا بات ہوئی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس مقامِ ''نصیبین'' کے جنوں کا وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے جن تھے۔ اور اُنہوں نے مجھ سے اپنی خوراک کے بارے میں پوچھا تو میں نے اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی: (اے اللہ!) یہ جب بھی کسی گوبر اور ہڈی کے پاس سے گزریں یعنی ان کی نظر پڑے تو ان کو اس چیز سے غذا ملے۔'' یعنی اللہ کی قدرت سے ہڈی اور گوبر پر ان کی اور ان کے جانوروں کی خوراک پیدا ہو جائے۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تاکیداً فرمایا:

> ''تم میں سے ہرگز کوئی آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ ہی وہ اپنے بائیں ہاتھ سے پیے۔ اس لیے کہ بلاشبہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔'' [2]

''مسند احمد'' میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بائیں ہاتھ سے کھانے والے کے ساتھ شیطان کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پینے والے کے ساتھ شیطان پیتا ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری / كتاب مناقب الأنصار / باب ذكر الجنّ / ح: ٣٨٦٠.

[2] صحیح مسلم / كتاب الأشربة / ح: ٥٢٦٧.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے: اس گھر میں تمہارے لیے نہ کھانا ہے اور نہ ہی رات گزارنے کی جگہ۔ اور جب آدمی اپنے گھر اس حال میں داخل ہوتا ہے کہ وہ داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان (اپنے چیلوں) سے کہتا ہے تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ مل گئی۔ اور جب آدمی کھانے پر بھی بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان کہتا ہے تمہیں رات گزارنے کی جگہ بھی مل گئی اور رات کا کھانا بھی مل گیا ہے۔'' [1]

جنات کی قیام گاہیں، انسانی آبادی میں ان کے پھیل جانے اور ملنے کے اوقات

جنات اسی زمین پر ہمارے گردونواح میں بستے ہیں، جہاں ہم رہ رہے ہیں۔ ان کی قیام گاہیں ...... بیابان جنگل، صحراء، درّے، وادیاں اور گندی جگہیں ہوتی ہیں۔ جیسے کہ کوڑا کرکٹ اور گندگی کے ڈھیر، غسل خانے، طہارت خانے اور قبرستان وغیرہ۔ صحیح حدیث کے مطابق غسل خانے اور طہارت خانے میں نماز پڑھنے کی ممانعت اسی بنا پر ہے کہ ان میں گندگی ہوتی ہے اور یہ شیطان کا اڈہ ہیں۔ قبرستان میں بھی نماز پڑھنے سے ممانعت ہے، اس لیے کہ وہ بذریعہ شیطان شرک کرنے کی جگہ ہے۔ شیطان قبرستان میں پناہ گزیں ہوتے ہیں۔ شیطان جن ایسی جگہوں پر بھی زیادہ ہوتے ہیں، جہاں وہ فتنہ فساد برپا کر سکتے ہوں، جیسے کہ بازار، قحبہ خانے، سینما گھر اور دیگر فحاشی کے مراکز۔ چنانچہ سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ بیت الخلاء جنات کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، ح: ٥٢٦٢.

بیت الخلاء میں داخل ہونے لگے تو یہ دُعا پڑھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.)) ❶

''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنّنیوں سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔''

سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں فرمایا: ''اگر تم استطاعت رکھو تو بازار میں سب سے پہلے ہرگز داخل نہ ہونا اور نہ ہی سب سے آخر میں اس سے نکلنا۔ اس لیے کہ بازار شیطان کے معرکہ آرائی کی جگہیں ہوتے ہیں اور ان میں وہ اپنا جھنڈا نصب کرتا ہے۔'' (تاکہ اس کا سارا لاؤلشکر وہاں اُس کے جھنڈے تلے جمع ہوکر بازار میں آنے والوں کو اپنا شکار کر سکے۔) ❷

جنوں کی قیام گاہیں ...... غاریں، شگاف، بل اور زمینی سوراخ بھی ہوتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بل زمینی سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔''

جناب ہشام بن عروہ بن زبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ؛ شاگردوں نے اپنے استاذ جناب قتادہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ''سوراخ میں پیشاب کرنا کیوں ناپسند کیا گیا ہے؟'' تو اُنہوں نے فرمایا: ''کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کی قیام گاہیں ہوتی ہیں۔'' ❸

جنوں کی قسم ''عوامر'' جو گھروں میں عموماً بصورت سانپ وغیرہ رہتی ہے اس کے احکام کے بارے ہم نے آگے الگ عنوان قائم کرکے بالتفصیل لکھا ہے، اُونٹوں کے ''باڑے'' بھی جنوں کی قیام گاہیں ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب ما يقول الرّجل إذا دخل الخلاء، رقم: ٤ وصحيح الجامع الصغير للألباني: ٢٦٦٣.

❷ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، ح: ٦٣١٥

❸ سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، ح: ٢٩، اس حدیث کو امام حاکم (١/١٨٦)، امام ذہبی اور امام نووی رحمہم اللہ نے صحیح کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاَ تُصَلُّوْا فِيْ مَبَارِكِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِيْنِ

''اُونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو۔ اس لیے کہ یہ باڑے شیاطین میں سے ہیں۔''
اور پھر نبی ﷺ سے جب بھیڑ بکریوں کے باڑے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرو، اس لیے کہ ان میں برکت ہے۔''[1]

امام ابو داوَد رحمہ اللہ نے یہاں اس حدیث پر باب بھی اسی عنوان کا قائم کیا ہے: ''بَابُ النَّهٰى عَنِ الصَّلَاةِ فِيْ مَبَارِكِ الْإِبِلِ'' ......اُونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا باب۔

غیر آباد جگہیں، پرانے غیر آباد مکانات اور کھنڈرات وغیرہ بھی جنوں کی قیام گاہیں ہوتیں ہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فتاویٰ ۱۹/۴۰، ۴۱ میں بھی شیطان جنوں کی قیام گاہوں کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔

ابوبکر بن عُبید نے اپنی کتاب ''مکاید الشیطان'' میں یزید بن جابر رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہر مسلمان کے گھر کی چھت پر کچھ مسلمان جن رہتے ہیں۔ جب گھر والوں کے لیے صبح کا کھانا رکھا جاتا ہے، تو وہ اتر کر گھر والوں کے ساتھ کھاتے ہیں۔ اور جب شام کا کھانا گھر والوں کے لیے رکھا جاتا ہے، تو وہ اتر کر اُن کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ گھر والوں کی مصیبت دور کرتا ہے۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی جب ابتداء ہو یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) جب شام ہو تو اپنے بچوں کو باہر جانے نہ دو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں۔ جب رات گھنٹہ بھر گزر جائے تو ان کو

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ / باب النھی عن الصلوٰۃ فی تبارك الابل / ح: ٤٩٣، اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ مسند أحمد: ٢/٤٥١، سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجآء فی الصلوٰۃ فی مرابض الغنم واعطان الإبل، ح: ٣٤٨

چھوڑ دو۔ مگر یہ ہے کہ اپنے دروازے اس وقت بند رکھو، اور اللہ کا ذکر کرو۔ اس لیے کہ شیطان بند دروازے کو کھول نہیں سکتا۔ اسی طرح اپنے مشکیزوں کے منہ باندھ دو اور اللہ کا ذکر (سونے کے اذکار) کرو۔ پھر اپنے برتنوں کو بھی ڈھانپ دو دو اور اللہ کا ذکر کرو یعنی برتن ڈھانپتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھو۔ یہ برتن چاہے کسی چیز کو چوڑائی میں رکھ کر ہی ڈھانپ سکو۔ اور (سونے سے پہلے) اپنے چراغ (اور دیگر روشنیاں) بجھا دیا کرو۔'' [1]

صحیح مسلم کی دوسری روایت کا ترجمہ یوں ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(رات کو) برتن ڈھانپ دیا کرو۔ مشک کا منہ باندھ دیا کرو۔ دروازے بند کر دیا کرو اور (سونے سے پہلے) دیئے بُجھا دیا کرو۔ اس لیے کہ شیطان مَشک نہیں کھول سکتا، نہ ہی وہ دروازہ کھول سکتا ہے اور نہ ہی وہ برتن کو کھول سکتا ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو ایک لکڑی کے سوا کچھ بھی نہ ملے، تو ''بِسْمِ اللّٰہ'' پڑھ کر اسی کو اپنے برتن پر آڑا رکھو۔ اس لیے کہ چوہیا گھر والوں کا گھر جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ یعنی چراغ کی بتی کھینچ کر آگ لگا دیتی ہے۔ [2]

صحیح مسلم کی ہی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب سورج غروب ہو جائے تو نہ اپنے جانوروں کو کھلا چھوڑو اور نہ ہی اپنے بچوں کو، حتی کہ عشاء کی تاریکی ختم ہو جائے۔ اس لیے کہ شیطانوں کو (انسانی آبادیوں میں) سورج کے غروب ہوتے ہی بھیج دیا جاتا ہے حتی کہ عشاء کی تاریکی ختم ہو جائے۔''

گھروں میں رہائشی جن اور ان کے بارے میں حکم

اپنے زمانے اور اپنے علاقے کے عظیم محدّث امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن

---

[1] صحيح البخاري ، كتاب الأشربه ، باب تغطية الاناء ، ح: ٥٦٢٣ وصحيح مسلم ، كتاب الأشربه ، ح: ٥٢٥٠

[2] صحيح مسلم ، كتاب الأشربه ، حديث نمبر: ٥٢٤٦، ٥٢٥٣.

مسلم القُشَیری النیسابوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفّی سنه ۲٦۱ ھ) نے اپنی کتاب ''صحیح مسلم ''میں ایک باب یوں قائم کیا ہے: "بَابُ قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَغَيْرِهَا"...... سانپوں کے مارنے کا باب۔ اور پھر اُس کے تحت درج ذیل احادیث روایت کی ہیں۔

!......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے دو دھاری سانپ کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لیے کہ وہ (اپنی نظر کے ساتھ) آنکھ کی بینائی ختم کر دیتا ہے، اور (اپنی نظر کے ساتھ) حاملہ عورت کا حمل گرا دیتا ہے۔''

@......سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عام قسم کے سانپوں اور دو دھاری سانپ کو (جس کی پشت پر دو سفید دھاریاں ہوتی ہیں) مار ڈالا کرو۔ اسی طرح لندوڑے سانپ کو بھی مار ڈالا کرو (جس کی دم چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ دُم کٹا سانپ نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ جیسے ہی کوئی حاملہ عورت اس کی طرف دیکھتی ہے اُس کا حمل گر جاتا ہے۔) یہ دو دھاری اور دم کٹا دونوں سانپ حمل کو گرا دیتے ہیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے سیّدنا سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اُن کے والد عبداللہ بن عمر جس سانپ کو دیکھتے اُسے مار ڈالتے۔ ایک دفعہ ابولبابہ بن عبدالمنذر یا سیّدنا زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے اُن کو ایک سانپ کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا تو اُن سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے گھر کے سانپوں کو مارنے سے منع کیا ہے۔''

#......امام نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ وہ اپنے گھر میں ایک دروازہ مسجد نبوی کی طرف کھول لیں، تاکہ اس دروازے کے ذریعے وہ مسجد کے قریب ہو جائیں۔ اتنے میں لڑکوں نے سانپ کی ایک کیچلی وہاں (گھر میں) دیکھی۔ تو سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے سانپ کو تلاش کرو اور اسے مار ڈالو۔ مگر ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے مت مارو۔ اس لیے

کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کے بعد سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسے سانپوں کو مارنے سے رُک گئے۔ اگلی پانچ احادیث اسی روایت کی مؤیّد ہیں۔

$......سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے اور اُس وقت آپ ﷺ پر سورۂ والمرسلات نازل ہوئی تھی۔ ہم آپ ﷺ کے منہ سے یہ سورت تازہ بتازہ سن رہے تھے۔ اسی دوران ہمارے سامنے ایک سانپ نکل آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے مار ڈالو۔'' ہم نے اُسے مارنے کے لیے اُس کا پیچھا کیا، مگر وہ بھاگ کر ہم سے آگے نکل گیا۔ (اور تلاش بسیار کے باوجود نہ ملا۔) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اُسے تمہارے ہاتھ سے بچالیا، جیسا کہ تمہیں اُس کے شر سے بچالیا۔'' یعنی اگر کوئی سانپ کھلے جنگل، پہاڑی غاروں، بلوں اور کھیت کھلیانوں میں ملے تو اُسے مار ڈالنا چاہیے۔''

%......ابوسائب مولیٰ ہشام بن زُہرہ رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس اُن کے گھر گیا۔ میں نے اُنہیں حالت نماز میں پایا تو بیٹھ کر انتظار کرنے لگا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی نماز پوری کرلیں۔ اسی دوران اچانک میں نے گھر کے ایک کونے میں پڑی کھجور کی لکڑیوں میں کچھ حرکت سی محسوس کی۔ میں نے اُدھر توجہ کی تو ایک بڑا سا سانپ دیکھا۔ میں اُسے مارنے کے لیے دوڑ پڑا۔ مگر سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے مجھے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ اور میں بیٹھ گیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کرلی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حویلی میں بنے ایک گھر (کمرے) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: کیا آپ یہ کمرہ دیکھ رہے ہیں؟ میں نے کہا: ''جی ہاں!'' تو سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے (ایک واقعہ بتلاتے ہوئے) کہا: ''

اس میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا کہ جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ خندق کے لیے نکل گئے۔ یہ نوجوان روزانہ دوپہر کے وقت نبی کریم ﷺ سے اجازت لے کر گھر آ جاتا۔ اس نے ایک دن نبی ﷺ سے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا: اپنا ہتھیار ساتھ لے کر جاؤ۔ مجھے تمہارے بارے میں یہودیوں کے قبیلے ''بنوقریظہ'' کا ڈر ہے۔ چنانچہ اُس شخص نے اپنا اسلحہ پکڑا اور اپنے گھر کی طرف واپس پلٹا۔ (جب گھر کے قریب پہنچا تو) کیا دیکھتا ہے کہ اُس کی بیوی گھر کے دروازے میں دونوں دروازوں (دروازے کے دونوں کواڑوں) کے درمیان کھڑی ہے۔ (اس کی غیر موجودگی میں بایں حالت اپنی بیوی کو دیکھ کر) غیرت نے جوش مارا اور اُس نے اپنا نیزہ لہرایا کہ اس سے اس کو مار ڈالے۔ مگر وہ اُس سے کہنے لگی: اپنے نیزے کو سنبھال کر رکھو اور اندر جا کر دیکھو کہ میں کیوں باہر نکلی ہوں، مجھے کس چیز نے نکال باہر کیا ہے؟ وہ نوجوان اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ بستر پر کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ نوجوان نے اُس پر نیزہ لہرایا اور اسی سے اُس نے سانپ کو کونچ لیا۔ پھر وہ باہر نکل آیا اور نیزے کو گھر میں گاڑ دیا۔ مگر سانپ نے (کہ جو بالکل مرا نہیں) نوجوان کو ڈس لیا۔ (دونوں اتنی جلدی مرے کہ) معلوم نہیں دونوں میں سے کون پہلے مرا؟ پہلے سانپ مرا یا نوجوان؟''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر آپ ﷺ سے التجا کی کہ آپ ﷺ اس نوجوان کے لیے دُعا کریں! اللہ تعالیٰ اُسے زندہ کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کے لیے مغفرت کی دُعا کرو۔ اس کے بعد نبی

کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوْا ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوْهُ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ ، فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))

''مدینہ منورہ میں کچھ جنات رہتے ہیں جو اسلام لا چکے ہیں۔ اگر تم لوگ ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اسے نکلنے کے لیے کہو۔ اس کے بعد اگر نظر آئے تو اسے مار ڈالو۔ اس لیے کہ پھر وہ شیطان ہوگا۔''

''تو ان میں سے کسی کو دیکھو''...... کا مطلب ہے کہ اگر کوئی سانپ دیکھو تو...... تین دن تک اُسے نکلنے کے لیے یوں کہو:

((نَسْأَلُكَ بِالْعَهْدِ الَّذِيْ أَخَذَ عَلَيْكَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاؤُدَ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) لَا تُؤْذِيْنَا .))

''ہم تمہیں اُس عہد کی قسم دیتے ہیں جو سیّدنا سلیمان بن داوٗد علیہما السلام نے تم لوگوں سے لیا تھا۔ تو ہمیں تکلیف نہ پہنچا۔''

یا یوں کہیں: ''تمہیں اللہ کی قسم! اس گھر سے نکل جا اور ہمیں اپنی شرارت سے محفوظ رکھ۔ ورنہ تمہیں مار دیا جائے گا۔''

(اگر وہ تین دن کے بعد بھی یہ کہے پر نظر آئے تو پھر اُسے مار ڈالنا چاہیے۔)

اگلی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِهٰـذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرَ ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْهَا فَحَرِّجُوْا عَلَيْهَا ثَلاثًا ، فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوْهُ ، فَإِنَّهُ كَافِرٌ))

''ان گھروں میں عامر نامی جن (سانپوں کی صورت میں) ہوتے ہیں۔ جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن تک اس کو تنگ کرو یعنی یوں کہو کہ ہم تمہیں سلیمان بن داوٗد علیہما السلام کا تم سے لیا ہوا عہد یاد کروا رہے ہیں! اگر پھر بھی نہ نکلو گے تو تمہیں مار دیا

جائے گا۔)اس کے بعد اگر وہ نکلے تو خیر، ورنہ اسے مار ڈالو، وہ کافر جن ہوگا۔''

اور اس سے بھی اگلی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ قَدْ أَسْلَمُوْا ، فَمَنْ رَأٰى شَيْئًا مِّنْ هٰذِهِ الْعَوَامِرِ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا ، فَإِنْ بَدَا لَهٗ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهٗ شَيْطَانٌ .))

''مدینہ طیّبہ میں بعض جن جو یہاں رہائش پذیر ہیں، مسلمان ہوگئے ہیں۔تو جو کوئی ان عامر جنوں میں سے (کہ جن کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔) یہاں (اپنے گھر میں) دیکھے تو اسے تین بار جتادے۔اگر وہ اس پر بھی ظاہر نہ ہوتو وہ اس کو مار ڈالے، اس لیے کہ وہ (پھر) شیطان ہوگا۔''

جنات کا انسانوں کو تنگ کرنا

شیطان (جنّ) انسان کے جسم میں داخل ہوکر خون کی طرح دوڑتا ہے

سیّدنا علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ: مجھے یہ خبر اُمّ المؤمنین سیّدہ صفیہ بنت حُیی بن اَخطب رضی اللہ عنہا نے دی۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے، وہ آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے مسجد میں آئیں۔(آپ ﷺ کے پاس دوسری ازواج مطہرات بھی بیٹھی ہوئی تھیں، وہ کچھ دیر کے بعد چلی گئیں) سیّدہ صفیہ نے آپ ﷺ سے کچھ دیر تک باتیں کیں اور پھر واپس جانے کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔آپ ﷺ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جلدی نہ کرو۔ میں تمہیں چھوڑنے چلتا ہوں۔(سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا گھر سیّدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی حویلی میں تھا۔) اور پھر نبی کریم ﷺ انھیں (باہر تک) چھوڑنے کے لیے خود بھی

کھڑے ہوگئے۔ جب وہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب مسجد کے دروازے پر پہنچیں تو دو انصاری آدمی (مسلمان) ادھر سے گزرے اور ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا۔ (اور حسن ادب کے ساتھ وہاں سے تیزی کے ساتھ آگے بڑھ جانا چاہا۔ یہ عشاء کے بعد کا واقعہ تھا۔ نبی ﷺ نے اُن سے فرمایا: ''ٹھہرو! دونوں ادھر آؤ۔ یہ میری بیوی صفیہ بنت حیی بن اخطب ہے۔'' ان دونوں حضرات نے (مؤدبانہ) عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! سبحان اللہ! معاذ اللہ! ہم کوئی ایسا ویسا گمان کرنے لگے؟ (ان دونوں پر نبی ﷺ کا وضاحت کرتے ہوئے فرمانا کہ یہ میری بیوی صفیہ ہیں، نہایت شاق گزرا۔) لیکن آپ ﷺ نے انہیں فرمایا:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ ، وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يُّلْقِيَ فِيْ أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا ...... اَوْشَرًّا .)) [1]

''شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ اور مجھے اس بات سے ڈر لگا کہ؛ تمہارے دلوں میں، وہ کہیں کوئی بری بات نہ ڈال دے۔''

بعینہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ''صحیحین'' کی حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ کا فرمان اسی طرح سے ہے۔ فرمایا: ''شیطان انسان کے وُجود میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔'' سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فَمِهٖ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ

''تم میں سے جب کوئی آدمی جمائی لے تو اُسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر

---

[1] صحيح البخاري ، كتاب الاعتكاف ، ح: ٢٠٣٥ ، ٢٠٣٨ ، ٢٠٣٩ ، ٣١٠١. ، صحيح مسلم ، كتاب السلام ، ح: ٥٦٧٩.

رکھے۔اس لیے کہ شیطان (منہ کھلنے پر انسان کے) اندر داخل ہوجاتا ہے۔''

دوسری روایت میں فرمایا:

إِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ . [1]

''جب تم میں سے کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے تو وہ اسے جہاں تک ہوسکے، روکے۔اس لیے کہ شیطان انسان کے اندر داخل ہوجاتا ہے۔'' (اس منہ کے کھلا رہنے کی وجہ سے، تاکہ وہ نماز میں وسوسے پیدا کرسکے۔)

قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سودخوروں کے بارے میں فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ﴾ (البقرة: ٢٧٥)

''جولوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے قیامت والے دن اس طرح سے اُٹھیں گے، جیسے وہ شخص اُٹھتا ہے کہ جسے آسیب نے لپٹ کر دیوانہ بنادیا ہو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جن شیاطین انسانوں کے اندر داخل ہوکر انہیں غلط راہ پر چلاتے بھی ہیں اور تنگ بھی کرتے ہیں۔

مذکور بالا ٹھوس دلائل کی روشنی میں یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار کرنے والا کوئی کم عقل جاہل ہی ہوسکتا ہے، عاقل اور صاحب علم مسلمان تو ہرگز نہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اس بارے میں فتویٰ ہے کہ ''انسان کے جسم میں جن کا داخل ہونا باتفاق آئمہ اھل السنّۃ والجماعۃ (ابوحنیفہ، مالک بن انس، محمد بن ادریس الشافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) ثابت ہے۔'' [2]

---

[1] صحيح مسلم / كتاب الزُّهد / ح: ٧٤٩١، ٧٤٩٣.

[2] مجموعه فتاوىٰ: ٢٤/٢٧٦.

اور پھر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کے اثبات میں قرآن سے مندرجہ بالا سورۃ البقرہ آیت (نمبر ۲۷۵) اور سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما والی روایت کوبطورِ دلیل پیش کیا ہے۔

آپ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ ''آئمہ مسلمین میں سے کوئی بھی اس بات کا منکر نہیں ہے کہ جن آسیب زدہ شخص کے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ جو اس کا انکار کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ شریعت اس کو نہیں مانتی، وہ شریعتِ اسلامیہ سے یکسر ناآشنا ہے۔ شرعی دلائل میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی، جس سے اس کی تردید ہوتی ہو۔ نیز فرماتے ہیں ''آسیب زدہ کے جسم میں جن کے داخل ہونے کا انکار ''معتزلہ'' کے ایک ٹولے نے کیا ہے۔ جس میں ''جبّائی اور ابوبکر رازی وغیرھم شامل ہیں۔'' [1]

انسان کا ہم زاد

اللہ رب العزت قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ ﴾ (الزّخرف: ٣٦)

''اور جو کوئی اللہ رحمٰن کی یاد سے آنکھ چرائے، غفلت برتے ہم اس پر ایک شیطان متعین کردیتے ہیں۔ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔''

امام مسلم اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک ہمزاد جن مقرر کردیا گیا ہے اور ایک ہمزاد فرشتہ بھی۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ رب العزت نے اس کے مقابلہ میں میری مدد کی اور وہ میرا

---

[1] مجموعہ فتاویٰ: ١٩/١٢.

تابع ہوگیا ہے۔اب سوائے خیر کے وہ مجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیتا۔''

اسی طرح صحیح مسلم میں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ایسا ہی مضمون ذکر ہوا ہے۔

جنات کا انسانوں کو چمٹنا

فضیلۃ الشیخ الدکتور عبداللہ بن محمد الطیّار اور شیخ سامی بن سلمان المبارک حفظہما اللہ نے اپنی کتاب '' فَتْحُ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ فِیْ عِلَاجِ الصَّرْعِ وَالسِّحْرِ وَالْعَیْنِ '' میں جنوں کا انسانوں کو چمٹنے کے حوالے سے عربی کے کلمۂ '' مَسٌّ ''، کی تشریح میں لکھا ہے:

''مَسّ'' کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ جن کا انسان کو اس کے جسم سے الگ رہ کر یا اس کے اندر داخل ہوکر یا دونوں طرح سے اس کو اذیت دینا، تکلیف پہنچانا ''مَسُّ الشَّیْطَانِ '' کہلاتا ہے۔مرگی '' مَس '' ہی کی ایک قسم ہے۔ بلکہ ''مَس مرگی'' سے زیادہ عمومیت کا معنی رکھتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ وحید بن عبدالسلام بالی اپنی کتاب ''وقایۃ الانسان مِنَ الْجِنِّ وَالشَّیْطَانِ''ص:٦٢ میں لکھتے ہیں:

''انسان کو جنات کے چمٹنے کی مختلف صورتیں ہیں:

!......جن کا انسان کو کلی طور پر چمٹنا ...... اور اس کی شکل یہ ہے کہ جن انسان کے سارے بدن پر قابض ہوجاتا ہے۔اس سے انسان کے اعضاء اور اعصاب کھچنے لگتے ہیں۔

@......جن کا انسان کو جزوی طور پر چمٹنا......یعنی انسان کے کسی ایک عضو (بازو، سر، پاؤں اور زبان وغیرہ) پر اثر انداز ہونا۔

#......دائمی مَس ...... تیسری صورت یہ ہے کہ جن انسان کو ایک لمبی مدت تک اذیت اور تکلیف سے دوچار کرتا ہے۔

$ ......مَس طائف ...... چوتھی شکل یہ ہے کہ جن، انسان سے وقفہ وقفہ کے ساتھ چمٹتا ہے اور اسے اذیت سے دوچار کرتا ہے۔ (جیسا کہ مرگی کی بیماری کے ابتدائی جھٹکے لگتے ہیں۔) اسی حالت کو عربی زبان میں ''مس طائف'' کہتے ہیں۔

جنوں سے بچاؤں کے موضوع پر شیخ وحید بن عبدالسلام بالی کی مذکور بالا تصنیف ''وقایة الانسان '' ایک نہایت شاندار کتاب ہے۔ جنوں کو انسانوں کے وجود سے نکال باہر کرنے کے لیے اس میں بتلائے گئے عمل اور طریقوں کے موضوع پر یہ نہایت مفید تحریر ہے۔

بمقابلہ انسان جنوں کی عاجزی اور کمزوری

باجود اس کے کہ جنوں کی بعض اقسام کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی نسبت جسمانی قوت اور طاقت ہزار ہا گنا زیادہ عطا کر رکھی ہے، مگر ذہنی وعلمی صلاحیت اور تقویٰ جیسی خوبیوں کے اعتبار سے وہ انسانوں سے بہت پیچھے ہیں۔ انہیں اس لحاظ سے بنی نوع انسان پر برتری اور فضیلت قطعاً حاصل نہیں ہے۔ جن جتنا چاہے صالح اور نیک کیوں نہ ہوں وہ مسلمان انسانوں سے قدر و منزلت میں کم تر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی عظمت وفضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ٥ ﴾

(الإسراء: ٧٠)

''اور ہم نے آدم کی اولاد کو (عقل ونطق اور اچھائی، برائی میں تمیز والی صلاحیت کے ساتھ) عزت عطا کی ہے۔ خشکی اور تری میں ان کو سواریوں پر ہم نے سوار کیا ہے۔ اور پاکیزہ چیزوں سے ہم نے اُنھیں رزق دیا ہے۔ اور ہم نے ان کو اپنی بہت ساری مخلوقات پر کہ جنہیں ہم نے ہی پیدا کیا، بڑی فضیلت دی ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''بہت ساری مخلوقات'' والے لفظ کو مجمل رکھا ہے اور اس کی تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی مخلوقات ہے، ان میں سے اکثر پر انسانوں کو بزرگی اور فضیلت حاصل ہے۔

بعض اہل علم نے ''عَلٰی کَثِیْرٍ'' کے لفظ کو تمام (مخلوقات) کے معنی میں بھی لیا ہے۔ ❶

انسان کے مقابلے میں جنات کی ایسی فضیلت نہ قرآن میں مذکور ہے، نہ کسی صحیح حدیث میں اور نہ ہی پہلی کسی آسمانی کتاب میں۔ جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان جنوں سے قدر و منزلت میں افضل اور برتر ہیں۔ اسی طرح انسانوں کے مقابلے میں جنات کا احساسِ کمتری کا شکار ہونا بھی مذکورہ بالا حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے۔ سورۂ جن میں اللہ تعالیٰ نے جنات کے احساسِ کمتری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ ﴾ (الجنّ: ٦)

''اور ہوا یہ کہ بعض آدم زاد لوگ، بعض جنوں کے مردوں کی پناہ لینے لگے تھے۔ اس سے جنوں کا دماغ (تکبر میں) اور چڑھ گیا۔''

عربوں میں بعض مشرکین کا عقیدہ تھا کہ وہ جنوں سے غیب کی خبریں پوچھتے، ان کے نام کی نذریں چڑھاتے اور نیازیں دیتے۔ دورانِ سفر جب کسی خوفناک مقام پر اُترتے تو کہتے: اس علاقہ کے جنوں کا جو سردار ہے، ہم اس کی پناہ میں آتے ہیں، تاکہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرے۔ ان باتوں نے جنوں کو اور بھی زیادہ مغرور بنادیا۔ وہ سمجھنے لگے کہ ہم تو آدمیوں کے بھی سردار ہوگئے ہیں۔ تبھی تو وہ ہماری پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ مگر جب اسلام آیا تو وہ جنوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے لگے۔ ❷

❶ تفصیل کے لیے ''فتح القدیر'' للشوکانی دیکھیں۔ ❷ أیضاً

مسئلہ زیر بحث کی مزید وضاحت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب انسان، جنات، یا ان کے بڑوں (دیوتاؤں) کا نام لے کر وسیلہ پکڑتا ہے یا ان کے بڑوں کے نام کی قسم اٹھاتا ہے، تو وہ اس کی درخواست پر لبیک کہتے ہیں اور اس کی حاجت کو فوری طور پر پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جنات کے مذکور بالا طریق کار سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انہیں انسانوں کے مقابلے میں اپنے حقیر اور کم تر ہونے کا احساس اور شعور ہے۔ مگر یہ اُس وقت ہوتا ہے، جب انسان اللہ رب العالمین پر پختہ ایمان لائے، صرف اسی کی ہی عبادت کرے، توحید ربوبیت کے تقاضے پورے کرے اور اللہ ذوالجلال والاکرام کے ''اسماءِ حسنیٰ'' اور ''صفاتِ عالیہ'' میں اُس ذاتِ اقدس کو یکتا مانے (اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کریم ہی اصل داتا، دستگیر، غوثِ اعظم مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔ ہر طرح کی خیر وشر کے تمام خزانے اُسی ایک اللہ رب العالمین کے پاس ہیں۔) اس لیے کہ انسانوں میں سے جو کافر اور مشرک ہیں، ان سے مؤحد اور صالح جن بلاشک وشبہ افضل واعلیٰ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ o اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ o مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ o ﴾(القلم: ٣٤ تا ٣٦)

''(جنوں اور انسانوں میں سے) پرہیزگاروں کے لیے تو اپنے مالک کے پاس نعمتوں والی جنت ہے۔ کیا ہم اپنے تابعدار (جنوں اور انسانوں میں سے) مسلمانوں کو گنہگاروں کے برابر کردیں گے؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کیسا بے تکا حکم لگاتے ہو؟'' [1]

---

[1] تفصیل کے لیے شیخ ابوبکر الجزائری رحمہ اللہ کی کتاب ''عقيدة المؤمن'' ص: ٢٢٨، دیکھیں۔

انسانوں کو جنات کے تنگ کرنے اور ایذا پہنچانے کے اسباب

انسان کو جنات کے تنگ کرنے اور انہیں ایذا پہنچانے کے درج ذیل اسباب ہیں:

ا...... گناہ اور گمراہی:

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''جب تک قاضی (جج، جسٹس، مجسٹریٹ) ظلم نہیں کرتا، اللہ کی مدد اس کے شامل حال رہتی ہے، اور جب وہ ظلم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کے ساتھ شیطان کو لگا دیتا ہے۔'' [1]

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے ایک آدمی کا واقعہ کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِىْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ﴾

(الأعراف: ١٧٥، ١٧٦)

''اور (اے ہمارے محبوب نبی!) ان یہودیوں کو اس شخص کا قصہ سناؤ جسے ہم نے اپنی آیات کا علم دیا تھا۔ مگر اُس نے یہ کینچلی اُتار دی (علم سے یوں نکل گیا جیسے سانپ کینچلی سے نکل جاتا ہے۔ کافر ہو گیا، راہِ حق سے پھر گیا۔)، پھر شیطان اُس کے پیچھے لگا تو وہ گمراہوں میں ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیات کی وجہ سے اُس کا رتبہ بلند کر دیتے۔ مگر اُس نے زمین پر گرنا چاہا، اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا۔ تو اس کی مثال کتے کی طرح ہے۔ اگر تو اُسے ڈانٹ کر

[1] صحیح الجامع الصغیر: ۲/ ۱۳۰.

نکالے (یا اُس پر بوجھ لادے) تب بھی وہ زبان لٹکائے رکھتا ہے۔ اور اگر اُسے (اُس کے حال پر) چھوڑ دے تو بھی وہ زبان لٹکائے (ھانپتا) رہے۔ یہی مثال اُن لوگوں کی ہے، جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ تو (اے ہمارے پیارے نبی!) یہ قصے ان (کافروں) کو بیان کرو، تا کہ وہ (حق بات پر) غور وفکر کریں۔''

آیاتِ مذکورہ کے اسلوبِ بیان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جس آدمی کا قصہ یہاں عبرت کے لیے بیان کیا جارہا ہے، وہ ضرور کوئی متعین شخص ہوگا۔ مگر قرآنِ حکیم اور صحیح احادیث میں نہ تو اس کے نام کی تصریح ہے اور نہ ہی زمانہ کی تعیین مذکور ہے۔

بعض علما تفسیر نے اس کا نام ''بلعم بن باعورا'' بتلایا ہے جو کہ بنی اسرائیل میں سے تھا اور وہ ''بلقاء'' کا رہنے والا تھا۔ اس کے پاس اسم اعظم کا علم بھی تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نشانیاں اور کرامات عطا کر رکھی تھیں، مگر اُس نے ناقدری کی۔ وہ مستجاب الدعوات بھی تھا۔ لوگ مصائب کے وقت اللہ سے دُعا کرنے کے لیے اسی کو آگے کرتے تھے۔ اللہ کے پیغمبر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اُسے تبلیغ دین کے لیے ملک مدین کی طرف بھیجا۔ یہاں کے بادشاہ نے اُسے اپنا بنالیا اور اس پر بہت نوازشات کیں۔ چنانچہ اس نے اس بادشاہ کے دین کو قبول کرلیا اور دین موسیٰ کو چھوڑ دیا۔ پھر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرنے لگا۔ اس حالت میں شیطان اُس کے پیچھے لگ گیا اور وہ اُس کی پوری پوری اطاعت کرنے لگا۔ [1]

بعض علماء نے اس آیت کی تفسیر میں ''اُمیّہ بن ابی الصلت'' کا ذکر کیا ہے جو کہ شرائع متقدمہ کا عالم ہونے کے باوجود نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا۔ اور بدر کے دن جو مشرک قتل ہوئے تھے، اُس نے بڑے بلیغانہ انداز میں اُن کے مرثیے کہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا تھا:

[1] تفصیل کے لیے تفسیر ابن کثیر دیکھیں۔

((لِسَانُهٗ مُؤْمِنٌ وَقَلْبُهٗ كَافِرٌ))

''اس کی زبان تو مومن ہے، مگر اس کا دل کافر ہے۔''

حالانکہ اُس نے نبی کریم ﷺ کے معجزات بھی دیکھے تھے، آیات بیّنات بھی دیکھی تھیں، دین اسلام میں داخل ہوتے ہوئے ہزار ہا لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ مگر مشرکین کے ساتھ میل جول، ان میں اس کا امتیاز اور ان میں سرداری نے اُسے اسلام اور حق کو قبول کرنے سے روکے رکھا۔

چنانچہ ایسا جو بھی آدمی راہِ حق سے پھر جائے اور گمراہوں سے جاملے، شیطان اُس پر مسلط ہو جاتا ہے، اور اُس سے نہایت غلط حرکتیں کرواتا ہے۔

۲......مسنون اعمال سے دُوری

اسی طرح جو لوگ نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے اعمالِ صالحہ اور اذکارِ مسنونہ کو چھوڑ کر بدعات وخرافات اور جعلی قسم کے اذکار و وظائف کے چکر میں پھنس جاتے ہیں، وہ بھی شیاطین و جنات کے بہت جلد قابو میں آجاتے ہیں۔ اور یہ بات قرآنِ مجید کی درج ذیل آیات سے عیاں ہے:

﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○ ﴾ (الأعراف : ١٦ تا ١٧)

''ابلیس کہنے لگا: (اے اللہ!) جب تو نے مجھے بے راہ (گمراہ) کردیا، تو میں بھی تیری سیدھی راہ پر انسانوں کی تاک میں بیٹھوں گا۔ پھر اُن کے پاس اُن کے آگے سے اور اُن کے پیچھے سے، اُن کی داہنی جانب سے اور اُن کی بائیں جانب سے آؤں گا۔ اور تو (اے اللہ!) اکثر آدمیوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''آگے سے مراد ہے کہ انہیں آخرت کے آنے پر یا نہ آنے پر شک میں ڈال دوں گا، اور پیچھے سے مراد یہ ہے کہ اُنھیں دنیا

پر فریفتہ کردوں گا دائیں سے مراد یہ ہے کہ دین کا معاملہ ان پر مشتبہ کردوں گا۔ بائیں سے مراد یہ کہ گناہوں کو مرغوب اور مزین کر کے ان کے سامنے پیش کروں گا۔ [1]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مقدس میں فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ ﴾ (سبا: ۲۰)

''اور شیطان نے اپنا گمان ان (انسانوں) پر سچ کر دکھایا، اور وہ اُس کی پیروی کرنے لگ گئے۔مگر ایمان والوں کا ایک گروہ (شیطان اور جنات کے شر سے) بچا رہا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ سنت نبوی ﷺ سے دور اور بدعات وخرافات کا رسیا بہت جلد شیطان اور جنات کے قابو میں آ جاتا ہے، جبکہ نبوی منہج اور مسنون طریق پر عمل پیرا آدمی کبھی بھی جنات کے قابو میں نہیں آتا۔

۳...... جہالتِ محض اور دین سے دُوری

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب '' زاد المعاد فی هدي خير العباد '' میں لکھتے ہیں:

''خبیث روحوں (اور جنوں) کا انسانوں پر تسلط اُن کے دین میں کمزوری (نفاق اور گناہوں کی وجہ سے) دلوں کی خرابی اور اللہ رب العالمین کے ذکر، ایسی چیزوں سے پناہ طلب کرنے والے اذکارِ مسنونہ اوران سے بچاؤ کے لیے ایمانی اور نبوی طریقوں سے لوگوں (بالخصوص مسلمانوں) کی زبانوں پر تالے ہی سبب ہوا کرتے ہیں۔تو ......؛ جو آدمی اذکارِ مسنونہ اورقرآنی وظائف سے نابلد ہو اور خبیث جنوں اور خبیث روحوں کے مقابلے میں ان ہتھیاروں سے

[1] دیکھیے: تفسیر ابن کثیر (سورة الاعراف آیت: ۱٦)۲/۲۱۲.

خالی ہاتھ ہو، اُس پر یہ چیزیں ضرور غالب آ جاتی ہیں اور اس کے وجود میں اثر انداز ہو کر اُسے تنگ کرتی ہیں۔'' ❶

مسلمان آدمی اپنے دین پر پابندی سے کاربند رہے تو شیطان اس کو گمراہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کو راہِ راست سے بھٹکا سکتا ہے۔ شریعت کے کسی بھی معاملے میں ذرا سا بھی سستی سے کام لیا، تو گویا شیطان اور خبیث جنوں کو اپنے اوپر تسلط قائم کرنے کا موقع فراہم کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ (البقرة: ۲۰۸)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور (شریعت کے بعض کام کر لینے اور بعض کو چھوڑ دینے کے ساتھ) شیطان کے پیچھے مت چلو۔ بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

۴...... گیت، سنگیت اور بیہودہ، لغو کاموں کا رسیا ہونا

گیت اور سنگیت دو ایسے ہتھکنڈے ہیں کہ جن کے ذریعہ شیطان دلوں میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور نفس کو تباہ کر دیتا ہے۔ گویا گیت سنگیت اور بیہودہ کاموں اور لغو گفتگو کا رسیا خبیث جنوں، خبیث جنیوں، ارواحِ خبیثہ اور شیطانوں کو اپنے اوپر مسلط ہونے کا راستہ خود مہیا کرتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''اِغـاثةُ الـلّهـفـان'' (۲۴۲/۱) میں لکھتے ہیں:

''اللہ کے دشمن (اور مسلمانوں کے ازلی دشمن شیطان) کا ایک حربہ کہ جس کے ذریعے اُس نے کم علموں اور نادانوں کو فریب دے رکھا ہے اور اس کے ذریعے وہ جاہلوں اور باطل پرستوں کے دلوں کا شکار کرتا ہے...... سیٹی

❶ زاد المعاد: ٤/ ٦٦، ٦٩.

تالیاں اور حرام گانا بجانا ہے۔ اس کے ذریعے شیطان دلوں کو قرآن سے پھیر کر فسق و فجور کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ گیت سنگیت اور قوالیاں وغیرہ شیطان کا کلام ہے۔ یہ اللہ رحمٰن کے قرآن اور اُس کے ذکر سے روکنے کے لیے ایک دبیز پردہ ہے۔ یہ لواطت اور زنا کاری کا منتر ہے۔ اس کے ذریعے شیطان نے باطل پرست لوگوں کو زبردست دھوکہ دے رکھا ہے۔ اُس نے گیت سنگیت اور دیگر بیہودہ کاموں کو ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر پیش کر رکھا ہے۔ اور ایسے کاموں کے حسن و جمال اور صحیح ہونے کو ثابت کرنے کے لیے اُن کے دلوں میں (اللہ کے قرآن اور نبی محمد ﷺ کے فرمان کے خلاف) شکوک وشبہات کی ہر وقت وہ وحی کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ اس طرح کے گندے لوگ شیطان کی وحی کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں اور قرآن وسنت والی وحی سے دُور بھاگتے ہیں۔'' [1]

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خبیث جن اور شیطان اُن کے جسموں پر بھی من مانی کرنے لگتے ہیں۔

۵......عاشقانہ مزاج اور پلیدی

شیخ الاسلام امام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جنات انسانوں پر کبھی جنسی خواہش اور عشق کی وجہ سے بھی سوار ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ انسان کا انسان کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اکثر و بیشتر اپنی ذاتی دشمنی اور انتقامی جذبے کے تحت وہ انسانوں کو تنگ کرتے ہیں۔ مثلاً: کوئی انسان (اُن کی خوراک گوبر، ہڈیوں اور کوئلوں وغیرہ پر پیشاب، پائخانہ کرکے) اُنھیں تکلیف دے۔ یا وہ یہ سمجھیں کہ انسان انہیں جان بوجھ کر تنگ کر رہے ہیں کہ کسی پر پیشاب کر دیا، یا کسی پر گرم پانی ڈال دیا یا کسی کو قتل کر دیا۔ ہر چند کہ انسانوں کو اس کا علم نہ ہو۔ تاہم جنات میں ظلم اور

[1] انماثة للفهان: ١/ ٢٤٢.

جہالت ہوتی ہے۔اس لیے وہ انسان کواس سے زیادہ سزا دیتے ہیں،جتنی
کا وہ مستحق ہوتا ہے۔کبھی کبھی جنات انسانوں پر یونہی شرارت کے طور پر
سوار ہوجاتے ہیں،جیسا کہ احمق قسم کے انسان کرتے ہیں۔'' [1]

٦......شرکیہ تعویذ گنڈے اور مشرکانہ افعال

کافر جنات وشیاطین کفر وشرک اور اللہ کی نافرمانی کو اختیار کرتے ہیں۔ابلیس اوراس کی شیطانی فوج بھی شر پسند ہے،وہ شر ہی کی تلاش میں رہتی ہے۔اگر چہ یہ اِن کے اور جن کو وہ گمراہ کررہے ہیں،سب کے عذاب کا موجب ہے۔

جب انسان کا نفس اور مزاج بگڑتا ہے تو وہ بھی ایسی ہی چیز پسند کرتا ہے،جس میں اس کا نقصان ہو۔اس میں اس کو لذت محسوس ہوتی ہے، بلکہ اس چیز سے اسے اس درجہ عشق ہوجاتا ہے کہ اس کی خاطر دل ودماغ، مذہب واخلاق اور صحت ودولت سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے۔شیطان خود خبیث ہے اس لیے جب تعویذ گنڈے اور نام نہاد روحانیت کا عامل جنوں کی خدمت میں کفر وشرک کا محبوب نذرانہ لے کرجاتا ہے۔تو یہ گویا ان کے لیے رشوت ہوتی ہے۔چنانچہ وہ اس کے کچھ کام کردیتے ہیں۔جیسے کوئی شخص کسی کو کچھ روپے دے کر وہ جس کو قتل کروانا چاہتا ہے،اس کو قتل کروا دیتا ہے۔یہ لوگ بہت سے کاموں میں اللہ کے کلام کو گندی چیزوں سے لکھتے ہیں۔کبھی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے حروف کو پلٹ دیتے ہیں۔کبھی اللہ کے کلام کے علاوہ دوسری عبارتیں گندی چیزوں مثلاً خون وغیرہ سے تحریر کرتے ہیں۔اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں جن سے شیطان خوش ہوتا ہے۔لکھتے یا پڑھتے ہیں تو شیطان کسی کام میں ان کی مدد کردیتا ہے،مثلاً کسی کنویں کا پانی زمین کی گہرائی میں کردیا یا اُن کو ہوا میں اڑا کر کسی جگہ پہنچا دیا یا کسی کا مال چرا کر ان کے پاس لا دیا وغیرہ وغیرہ۔

[1] مجموعۂ فتاویٰ: ۱۹/ ۳۹.

۷...... جنات کے انسانوں کو چمٹنے کے لیے مخصوص حالات

''وہ حالات جن میں جنات انسانوں کو چمٹتے ہیں، یعنی انہیں چھوتے اور ان میں داخل ہوتے ہیں۔ ان حالات اور مرگی کے اسباب میں البتہ فرق ہے، جن کا بیان آگے آئے گا۔ (ان شاء اللہ) یہاں ہم وہ حالات، یعنی انسانی کمزوریاں بیان کرتے ہیں کہ جن سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جن انسانوں پر مسلط ہو جاتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

! سخت غصہ کی حالت میں۔ @ بہت زیادہ گھبراہٹ کے عالم میں۔

بہت زیادہ خوشی کی حالت میں۔ $ بہت زیادہ غفلت کی حالت میں۔

% شہوت پرستی میں مگن ہوتے وقت۔

^ انسان کا جنوں کو کسی بھی حالت میں تکلیف پہنچانا (کہ جس کا اُسے ادراک نہیں ہو پاتا) بھی اُنھیں انسان کو تنگ کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ [1]

جنات سے بچاؤ کے طریقے

حکمت و دانائی سے بھرا عربی زبان کا یہ مقولہ عمل کے لیے کس قدر مفید ہے؛ ''**اَلْوِقَایَةُ خَیْرٌ مِّنَ الْعَلَاجِ**'' ......''پرہیز علاج سے بہتر ہوتا ہے۔'' جید علمائے کرام اور آئمہ مجتہدین نے ہمارے زیر بحث موضوع سے متعلق سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ؛ جنوں اور شیطانوں کو اپنے وجود کے ساتھ کھیلنے اور بگاڑ پیدا کرنے کا موقع ہی نہیں دینا چاہیے۔ ان سے ایک مسلمان آدمی تب ہی محفوظ رہ سکتا ہے، جب وہ درج ذیل باتوں پر عمل کرے۔

۱......عقیدۂ توحید میں پختگی

گزشتہ موضوع میں ''انسانوں کو جنات کے تنگ کرنے اور ایذا پہنچانے کے اسباب'' جو ہم نے بیان کیے ہیں! **اوّلاً**: ...... ہر مسلمان کو ان اسباب پر غور کرنا چاہیے۔ جن کی وجہ سے جنات ایذا پہنچاتے ہیں، کیا ان مذکورہ بالا چھ اسباب میں

[1] فتح الحق المبین فی علاج الصرع والسحر والعین.

سے کوئی سبب، انہیں ایسا موقع فراہم کرنے کا ذریعہ تو نہیں بنا؟ قرآنِ عظیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن شیطانوں کو ہمارا کھلا دشمن قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا:

﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ط اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ط بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا o ﴾

(الکهف : ۵۰)

''اور (اے ہمارے پیارے نبی! وہ وقت قابل ذکر ہے) جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو! تو ابلیس (شیطان) کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ وہ جنات میں سے تھا۔ پس اُس نے اپنے پروردگار کے حکم سے نافرمانی کی۔ کیا تم اُسے اور اُس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا رفیقِ کار اور دوست بناتے ہو؟ یعنی میری نافرمانی کر کے اُس کی اطاعت کرتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے (کھلم کھلے) دشمن ہیں۔ ظالموں نے (اللہ کو چھوڑ کر) کیا ہی برا بدل اختیار کر لیا ہے۔''

اسی طرح دُوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o ﴾ (یوسف : ۵)

''بلاشبہ شیطان آدمی کا کھلم کھلا دشمن ہے۔''

اس دشمن کے اغراض ومقاصد، وسائل وذرائع اور گمراہ کرنے کے طریقوں سے جتنی زیادہ واقفیت ہوگی، ہم اسی قدر اس سے زیادہ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اگر انسان ان تمام باتوں سے غافل رہے گا تو اس کا دشمن اسے قید کر کے جس راستے پر چاہے گا، لے جائے گا اور اسے خوب تنگ کرے گا۔ چنانچہ اس ضمن میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کی ذات وصفات میں اُس کی وحدانیت کا اقرار، اعتراف، ان پر پختہ ایمان

اور مکمل ایقان وتوکل ہو کہ وہی ایک ذاتِ باری تعالیٰ ہر ہر چیز (خیر وشر) کا پیدا کرنے والا، ذرّے ذرّے کا مالک، تمام مخلوقات کے سب اُمور کا اکیلا ہی تدبیر کرنے والا ہے۔ تمام کائنات اپنے ارض و سماء، جن و انس، بحر و بر، حجر وشجر، سورج، چاند، ستاروں، فرشتوں اور افلاک سمیت ...... اللہ رب العالمین کی فرمانبردار اور اس کے ''امرِ کن'' کے سامنے ایک ایک چیز اور ہر ہر چیز کا ایک ایک حصہ مطیع ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○ ﴾ (آل عمران: ۸۳)

''کیا وہ (بے دین، مشرک اور کافر لوگ) اللہ کے دین (اسلام) کے علاوہ کوئی اور دین چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان اور زمین والے سب اُس کے تابعدار ہیں، خوشی سے یا ناخوشی سے۔ جبکہ اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔''

خبیث جنوں، شیطانوں اور جنیوں کے شر سے بچنے کے لیے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کو یہ عقیدہ پختہ کر لینا چاہیے کہ کائنات کی ہر ہر چیز اللہ کے امر کی پابند ہے۔ اللہ رب العالمین کے حکم کے بغیر نہ کوئی خیر ملتی ہے اور نہ ہی کوئی شر دور ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ ﴾ (یونس: ۱۰۷)

''اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کے سوا، اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر وہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اُس کے فضل کو تم سے کوئی پھیرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے فائدہ پہنچائے

اور وہی (گناہوں کو) بخشنے والا، مہربان ہے۔''

درج ذیل آیات میں عقیدۂ توحید کے بارے میں کتنا وسیع النظر اور پختہ درس موجود ہے؟

﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ○ ﴾ (یونس: ۳، ۴)

''بلاشبہ تمہارا رب وہ اللہ رب العزت ہے کہ جس نے چھ دنوں میں تمام آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ پھر وہ اپنے عرشِ عظیم پر مستوی ہوگیا۔ تمام کائنات کے نظام کی تدبیر کر رہا ہے۔ (اس کی درگاہ میں) کوئی کسی کا سفارشی نہیں ہوسکتا، مگر یہ کہ جب تک اُس کا حکم نہ ہو۔ یہی اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا مالک ہے۔ پس (صرف) اُسی کی ہی عبادت کرو کیا تم غور وفکر نہیں کرتے؟ تم سب کو (مرنے کے بعد) اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خلقت و پیدائش کی ابتدا کرتا ہے۔ (ہر چیز کو عدم سے وجود میں لاتا ہے۔) پھر وہی (قیامت والے دن) دوبارہ پیدا کرے گا۔ تاکہ جو لوگ (دُنیا میں اُس پر پختہ) ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیے، اُنھیں انصاف کے ساتھ اعلیٰ جزاء دے۔ اور جو دنیا میں کافر (اُس کے باغی اور منکر) رہے اُن کے لیے اُن کے کفر کی سزا میں پینے کو کھولتا ہوا (گرم) پانی ہوگا اور نہایت درد

ناک قسم کا عذاب۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ ﴾ (الانعام: ۱۰۰ تا ۱۰۲)

''اور ان مشرکوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے، حالانکہ جنوں کو پیدا تو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اور ان لوگوں نے جہالت اور نادانی سے اللہ کے لیے بیٹوں اور بیٹیوں کو وضع کر لیا ہے۔ جبکہ وہ ذاتِ اقدس تو ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں پاک اور برتر ہے۔ [1] وہ اللہ رب العالمین تمام آسمانوں اور زمین کو بالکل نئے سرے سے پیدا کرنے والا ہے۔ یعنی ان کا پہلے کوئی نمونہ بھی موجود نہ تھا اور یہ اُس کی ایسی صفت عالیہ ہے، جو کسی اور کی نہیں ہوسکتی۔ اُس کی

[1] عرب کے بعض فرقے ایسے بھی تھے جو اروا حِ خبیثہ اور جنات کی پرستش کرتے اور مصیبت کے وقت ان کے نام کی دُھائی دیتے، اور کائنات میں ان کا تصرف مانتے تھے۔ اس آیت میں ان سب کی اللہ نے تردید فرمائی کہ بے سمجھے، جہالت میں اُنہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرالیا، اور اس کے لیے اپنی طرف سے بیٹے اور بیٹیاں وضع کر لیے۔ سلف صالحین رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ؛ یہ آیت اُن بے دینوں، مجوسیوں اور مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی، جو اللہ تعالیٰ کو انسانوں، جانوروں، چوپایوں اور ہر قسم کے خیرات کا اور شیطان کو درندوں، سانپوں اور ہر قسم کے شرور کا خالق قرار دیتے ہیں۔ یہ قول سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ دیکھئے: تفسیر ابن کثیر اور تفسیر کبیر للرازی)

اولاد (بیٹے اور بیٹیاں) کہاں سے ہوگی، جبکہ اُس کی تو کوئی بیوی ہی نہیں ہے۔
اور اُسی اللہ نے ہر ہر چیز کو پیدا کیا ہے، اور وہ ہر ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا
(جاننے والا) ہے۔ یہی اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا مالک ہے۔ اُس کے سوا کوئی
معبود برحق نہیں۔ وہ ہر ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ (لوگو!) اُسی کی ہی
عبادت کرو وہی ہر ہر چیز کا نگہبان ہے۔''

ہمارے یہاں ہند و پاک کے عجمی معاشرے میں جہلا کی بہت بڑی اکثریت ہمارے ہادی ومرشد، اور امام اعظم جناب سیّدالاوّلین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیّین محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اپنی کم علمی یا جہالت کی بنیاد پر ایسے غلط عقائد رکھتی ہے کہ جن کا تصور نہ قرآن نے دیا ہے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے۔

اب دیکھئے! اللہ ذوالجلال ولاکرام کیا فرماتے ہیں:

﴿ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ o يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ o وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ o وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ o وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ o ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ o لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ o ﴾

(النّحل: ٤٩ تا ٥٥)

''اور تمام آسمانوں اور زمین میں جتنے جاندار اور فرشتے ہیں، وہ سب ایک اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتے ہیں، اور وہ (اس کی عبادت سے) تکبّر، غرور نہیں

کرتے۔ وہ (فرشتے) اوپر کی طرف سے اپنے مالک سے ڈرتے ہیں اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے، اسے وہ بجالاتے ہیں۔ اور (اے لوگو!) اللہ نے فرمایا ہے دو رب مت بناؤ۔ بلاشک وشبہ وہی ایک معبودِ برحق ہے۔ (تو اللہ فرماتے ہیں) پس مجھ سے ہی ڈرو۔ اور اُسی اللہ کا ہے جو کچھ تمام آسمانوں اور زمین میں ہے، اور اُسی کی عبادت ہمیشہ سے قائم ہے (اسی کی اطاعت لازم ہے۔) کیا تم اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرتے ہو؟ اور جتنی نعمتیں تمہارے پاس ہیں، وہ سب ایک اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بھی اُسی کے آگے بلبلاتے ہو۔ (اسی سے فریاد کرتے ہو۔) پھر جب وہ تمہاری تکلیف دُور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ اپنے مالک اللہ رب العالمین کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو ہم نے اُنہیں عطا کر رکھا ہوتا ہے، تاکہ اس کی وہ ناشکری کریں۔ خیر! (چند روز تک) مزہ اُٹھالو۔ آگے چل کر تمہیں (سب) معلوم ہو جائے گا۔''

۲..... تمسّك بالكتاب والسُّنّه

شیطان اور خبیث جنوں، جنّیوں سے محفوظ رہنے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ عقیدۂ توحید کی پختگی کے ساتھ ساتھ علمی اور عملی طور پر قرآن وحدیث کی پابندی کی جائے۔ قرآن وسنت میں جو سیدھا راستہ دکھایا گیا ہے، شیطان کی یہ کوشش ہے کہ وہ ہمیں اس راستے سے دُور کردے۔ مصائب دُنیا سے بچاؤ کے لیے سب سے بہترین ذریعہ بھی قرآن وسنت ہی ہے۔

فضیلۃ الشیخ سعید بن علی بن وہف القحطانی لکھتے ہیں: ''جنوں یا جنّیوں سے متأثر آدمی کہ جس میں جن داخل ہو کر اُسے تنگ کرتے ہوں، کے علاج کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم:...... جنوں کے سائے یا ان کے تنگ کرنے اور لگ جانے سے پہلے کا

علاج۔ اور وہ یہ ہے کہ؛ تمام فرائض و واجبات پر پابندی کے ساتھ محافظت کے ذریعے بچاؤ کرنا۔ تمام محرّمات (گانا بجانا، تمباکونوشی، شراب نوشی، جوابازی، رشوت خوری، سودی کاروبار، لغویات وفواحش اور بدعات وخرافات) سے دُوری اختیار کرنا۔ تمام گناہوں اور برے کاموں سے توبہ کرنا، اذکارِ مسنونہ، دعاؤں اور مسنون دم وغیرہ کے ذریعے تحفّظ کرنا۔

فضیلۃ الشیخ عمر سلیمان الأشقر حفظہ اللہ نے یہاں نہایت ہی مفید استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ ﴾ (البقرۃ: ۲۰۸)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ۔ اور (قرآن و سنت کی مخالفت کرکے) شیطان کی راہوں پر مت چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

سیّدنا مقاتل بن حیان رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ ''اس سے مراد تمام اعمال اور نیکی کی تمام شکلوں کو بجالانا ہے۔''

لہٰذا آیت کا معنی یہ ہوا کہ اللہ نے لوگوں کو اسلام کے جملہ احکام اور ایمان کے تمام شعبوں پر حتی الامکان عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور شیطان کے نقش قدم پر چلنے سے ممانعت کی ہے۔ جو شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے، وہ شیطان اور اس کے نقش قدم سے دور ہوجاتا ہے۔ اور جو اسلام کے کسی حکم کو چھوڑتا ہے، وہ شیطان کے حکم کو ماننے والا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنا اور اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنا یا حرام اور گندی چیزیں کھانا...... یہ سب شیطان کے نقش قدم کی پیروی کرنے میں شامل ہے، جس سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ

فرماتے ہیں:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ o ﴾

(البقرة: ١٦٨، ١٦٩)

''اے لوگو! زمین میں جو چیزیں حلال اور پاکیزہ ہیں، ان کو کھاؤ اور شیطان کی راہوں پر مت چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی کے کاموں کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر بغیر سمجھے بوجھے جس کا تم علم ہی نہیں رکھتے۔''

سنن اور شرائع کے سوا ہر بدعت اور معصیّت '' خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ '' میں داخل ہے۔ قول وعمل میں قرآن وسنت کی پابندی کرنے سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ [1]

۳...... اللہ کے حضور شیطان سے پناہ مانگتے رہنا

شیطان اور اس کی فوج سے بچنے کا بہترین راستہ یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت کی جناب میں رجوع کر کے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پناہ دے دے تو شیطان اُس تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ o وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ o ﴾

(الأعراف: ١٩٩، ٢٠٠)

''(اے ہمارے پیارے نبی!) درگزر کو اختیار کرو۔ اور اچھی بات کا حکم دیا کرو اور جاہلوں سے الگ ہو جاؤ۔ اور اگر شیطان کا وسوسہ تمہیں اُبھارے (اور کہے

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں، تعلیم بصیرت، ص: ۵۹۔۸۶۔

کہ نہیں بدلہ لو یا جاہلوں کے منہ لگو۔) تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو (شیطان مردود سے) بلاشبہ وہ سب سنتا جانتا ہے۔''

دوسرے مقام پر اللہ نے اس بارے میں یوں حکم فرمایا ہے:

﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِينِ ٥ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ٥ ﴾ (المؤمنون: ٩٧، ٩٨)

'' اور (اے ہمارے پیارے نبی!) یوں دعا کر؛ اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اے میرے مالک! میں اس بات سے بھی تیری پناہ کا طلبگار ہوں کہ وہ (شیطان اور خبیث جن) میرے پاس آئیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رات کو سوتے وقت پڑھنے کے لیے یہ دُعا سکھایا کرتے تھے، تاکہ گھبراہٹ اور جنوں کے اثرات سے محفوظ رہیں:

((بِاسْمِ اللّٰهِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ .))[1]

---

[1] تفسیر اشرف الحواشی، من سورة المؤمنون، آیت: ٩٧، ٩٨ ص: ٤١٦، سنن ابی داؤد، کتاب الطب، ح: ٣٨٩٣، سنن الترمذي، کتاب الدعوات، ح: ٣٥٢٨ شیخ الألبانی رحمہ اللہ نے صرف انہی کلمات کو ''حسن'' کہا ہے۔ ومسند أحمد: ٥٧/٤.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مواقع پر کئی ایک کلمات کے ساتھ بکثرت شیطان سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ''الاذکار'' ص ۷ میں نماز کی افتتاحی دُعا...... سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ...... الخ۔ اور اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ ...... الخ ...... کے بعد شیطان سے پناہ مانگنا'' والے عنوان کے

تحت ''سنن ابی داوٗد ،سنن الترمذی ،سنن النسائی ،سنن ابن ماجہ اور السنن الکبریٰ للبیھقی'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ؛

نبی ﷺ قرأت (سورۃ الفاتحہ) سے قبل یوں پڑھا کرتے تھے:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ. ❶

''میں اُس اللہ رب العالمین کی پناہ طلب کرتا ہوں، جو (ہر آواز کو خوب) سننے والا (اور ہر ہر بات کو بہتر) جاننے والا ہے، مردود شیطان کے شر سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو یوں کہتے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ. ❷

''اے اللہ! میں خبیث جنّوں اور جنّنیوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیت الخلاء جنوں اور شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہے، جب تم بیت الخلاء میں جاؤ تو یوں کہو:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ. ❸

کتاب اللہ کی تلاوت کے وقت ربّ کریم کی ہدایت یوں ہے:

﴿ **فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ** ○

---

❶ اسے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

❶ صحيح البخاری، كتاب الوضوء، ح: ١٤٢، صحيح مسلم، كتاب الحيض، ح: ٣٧٥

❸ سنن ابی داؤد / كتاب الطهارة / ح: ٦، اسے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ صحيح ابن خزيمه / ح: ٦٩

اِنَّـهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ o اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ o ﴾

(النّحل: ۹۸ تا ۱۰۰)

''تو جب تم قرآن پڑھنے لگو اس وقت شیطان مردود (کے وسوسوں) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔ اس لیے کہ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر وہ توکل کرتے ہیں، ان پر شیطان کا کچھ زور نہیں چلتا۔ شیطان کا زور انہی لوگوں پر چلتا ہے، جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اُس ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ وہ شرک کرتے ہیں۔''

اسی طرح ماں یا باپ اپنے بچوں کو یا دادا، نانا اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو یا کوئی اور گھر کا بڑا فرد چھوٹے بچوں کو گاہے بگاہے ان کلمات کے ساتھ دم کرتا رہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسنین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات کے ساتھ دم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سیّدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹوں اسماعیل واسحاق علیہما السلام کو ان الفاظ کے ساتھ (یا ان کے ہم معنی سریانی زبان میں) دم کیا کرتے تھے:

أَعُوْذُ بِـكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ. [1]

''میں اللہ رب العزت کے پورے پورے کلمات طیّبہ کے ساتھ پناہ طلب کرتا ہوں ہر ہر شیطان (اور ہر خبیث جن) سے، اور ہر زہریلے جانور سے، اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔''

---

[1] صحیح البخاری / کتاب احادیث الانبیآء، ح: ۳۳۷۱.

صحیح بخاری وصحیح مسلم اور مسند احمد کی روایات کے مطابق جب آدمی کو سخت غصہ آئے تو اُس وقت اُسے کثرت سے: **أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ** پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح جب گدھا ہانکیتو اس وقت بھی: **أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ** پڑھنا چاہیے۔ اس لیے کہ گدھا شیطان کو دیکھ کر ہانکتا ہے۔ [1]

دراصل اللہ کی حفاظت اور پناہ ہی وہ موثر ہتھیار ہے، جو شیطان اور جنوں کو انسان سے کوسوں دور رکھ سکتا ہے۔ اسی لیے تو سیّدہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ چنانچہ قرآن میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ وَإِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّيْٓ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ ﴾ (آل عمران : ٣٦)

''اور اے اللہ مالک السمٰوٰت والارض! میں نے اس کا نام ''مریم'' رکھا ہے اور اے رب کریم! میں اُسے اور اس کی اولاد کو مردود شیطان (کے شر) سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

ایک شبہ!...... کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، پھر بھی محسوس ہوتا ہے کہ شیطان ہمارے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ ہمیں برائی پر آمادہ کرتا ہے اور نماز میں گوناگوں وساوس ڈالتا ہے۔

ازالہ :...... اس کا جواب یہ ہے کہ استعاذہ کی مثال ایسی ہے، جیسے لڑنے والے کے ہاتھ میں تلوار۔ اگر لڑنے والے کا ہاتھ مضبوط ہے تو وہ اپنے دشمن کو قتل کر سکتا ہے ورنہ تلوار خواہ کتنی ہی تیز کیوں نہ ہو اس کا دشمن پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

یہی حال استعاذہ کا ہے، اگر متقی پرہیزگار شخص استعاذہ کرتا ہے تو وہ شیطان کے لیے آگ ثابت ہوگا، جس میں شیطان بھسم ہو کر رہ جائے گا اور اگر کمزور ایمان والا

---

[1] طبرانی کبیر، صحیح الجامع الصغیر : ١/٢٨٦.

استعاذہ کرتا ہے، تو اس کا دشمن پر پائیدار اور خاطر خواہ اثر نہ ہوگا۔

لہٰذا جو مسلمان شیطان اور اس کے پھندے سے محفوظ رہنا چاہتا ہے، اسے اپنا ایمان مضبوط بنانا چاہیے۔ اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے، وہی صاحب قوت وسطوت ہے۔

۴......ذکر الٰہی میں مشغولیت

ذکر الٰہی سب سے بڑا ہتھیار ہے، جو بندے کو شیطان سے نجات دلا سکتا ہے۔ اللہ کے نبی سیّدنا یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو پانچ چیزوں کی تاکید کی تھی۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی:

> ''میں تمہیں ذکر الٰہی کی تاکید کرتا ہوں۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس کے تعاقب میں دشمن لگے ہوں، وہ ایک مضبوط قلعہ میں آتا ہے اور اپنے آپ کو دشمنوں سے محفوظ کر لیتا ہے۔ یہی حال بندے کا ہے، وہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی کے ذریعہ ہی شیطان سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔''

علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں:

> ''اگر ذکر الٰہی کی صرف یہی ایک خصوصیت ہوتی، تب بھی بندے کے لیے مناسب تھا کہ اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی نہ تھکتی، وہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہتا۔ اس لیے کہ وہ ذکر ہی کے ذریعہ اپنے آپ کو دشمن سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ دشمن اس پر غفلت ہی کی حالت میں حملہ کرتا ہے۔ اس پر دشمن کی نگاہیں جمی ہوئی ہیں، جب وہ غافل ہوتا ہے دشمن حملہ کر کے اس کا شکار کرتا ہے۔ اور جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے دشمن پیچھے ہٹ جاتا اور ایسا سکڑ جاتا ہے، جیسے مولا یا مکھی۔ اسی لیے اس کو '' الوسواس الخناس '' کہتے ہیں۔ یعنی وہ دلوں میں وسوسہ اندازی کرتا ہے اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، پیچھے ہٹ جاتا ہے۔''[1]

---

[1] الوابل الصیب، ص: ۲۰.

سنن ترمذی میں سیّدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ پانچ چیزوں پر خود بھی عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔ قریب تھا کہ سیّدنا یحییٰ علیہ السلام اس میں تاخیر کرتے سیّدنا عیسیٰ نے یحییٰ علیہ السلام سے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ پانچ چیزوں پر عمل کریں۔ اور بنی اسرائیل کو بھی اس پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ بنی اسرائیل کو اس کا حکم یا آپ دیں یا میں دوں؟'' سیّدنا یحییٰ علیہ السلام نے کہا: ''اگر آپ اس میں سبقت لے گئے تو ڈر ہے کہ کہیں مجھے دھنسا نہ دیا جائے یا میں عذاب کا شکار نہ ہو جاؤں۔'' چنانچہ انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا۔ بیت المقدس کھچا کھچ بھر گیا تو لوگ ٹیلہ پر بیٹھ گئے۔ سیّدنا یحییٰ علیہ السلام نے اُن سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''اللہ نے مجھے پانچ چیزں کا حکم دیا ہے کہ میں خود ان پر عمل کروں اور تمہیں بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں:

!...... یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس نے اپنی خون پسینے کمائی سے ایک غلام خریدا اور اس سے کہا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام، تم کام کرو اور اجرت میرے حوالے کردو۔ وہ کام کرتا ہے اور اجرت اپنے مالک کو دینے کی بجائے دوسرے کو دے دیتا ہے۔ تم میں سے کون شخص یہ پسند کرسکتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو۔

@......اللہ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے۔ جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر نہ دیکھو، کیونکہ

جب تک بندہ نماز میں ادھر اُدھر نہیں دیکھتا، اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے سامنے رکھتا ہے۔

#......میں تمہیں روزہ کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی جماعت میں ایک آدمی ہو، اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو اور ہر شخص کو اس کی خوشبو بھلی محسوس ہو رہی ہو۔ روزہ دار کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی بو سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

$......میں تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہوں اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص کو لوگوں نے پکڑ لیا ہو اور اس کا ہاتھ گردن سے باندھ کر اس کو قتل کرنے لے جا رہے ہوں، اور وہ کہے کہ اس کے بدلہ میں مجھ سے سب کچھ لے لو، اور مال دے کر اپنے آپ کو ان سے چھڑا لے۔

%......میں تمہیں ذکر الٰہی کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس کے تعاقب میں دشمن تیزی سے نکلے ہوں اور وہ ایک آہنی قلعہ میں آ کر اپنے آپ کو ان سے محفوظ کر لے۔ اسی طرح بندہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی کے ذریعہ ہی شیطان سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔''

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

''میں بھی تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔ جن کا مجھے اللہ نے حکم دیا ہے۔ (۱) سمع (امیر کی بات سننا)۔ (۲) اطاعت، (۳) جہاد، (۴) ہجرت اور (۵) جماعت سے وابستگی۔ کیونکہ جو شخص بالشت بھر جماعت سے الگ ہوا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال لیا۔ اِلَّا یہ کہ وہ رجوع کرے۔ اور جو جاہلیت کا نعرہ بلند کرے گا، جہنم میں منہ کے بل گرے گا۔''

ایک شخص نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اگرچہ وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اگرچہ وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ

بھی رکھے، تم لوگ اللہ کا نعرہ بلند کرو، جس نے تمہارا نام مسلمان اور مومن رکھا ہے۔''

امام ترمذی کہتے ہیں کہ؛ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ؛ سیّدنا حارث اشعری کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہے اور ان سے اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیثیں بھی مروی ہیں۔❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس آدمی نے ایک دن میں سو بار یوں پڑھ لیا:

لَآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

''اُسے دس غلام آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔ اس کے لیے (بڑی بڑی) سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اُس سے سو گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور...... وہ آدمی شام تک اس پورے دن میں شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ ...... اور کسی کے اعمال اس آدمی سے بہتر نہیں ہوتے، سوائے اُس شخص کے، جس نے اس سے بھی زیادہ بار یہ کلمات کہے ہوں۔'' ❷

اسی طرح پیچھے درج شدہ صبح و شام کے تمام اذکارِ مسنونہ کو پورے اہتمام کے ساتھ پڑھتے رہنا چاہیے۔

۵......سوراخوں، بلوں میں اور گوبر، ہڈی اور کوئلے پر پیشاب کرنے سے پرہیز

سیّدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ؛ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی بل میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔''❸

---

❶ کتاب الدعوات ، کتاب "عالم الجنِ والشّاطين" ص: ۱۵۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، ح: ٦٤٠٣، صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، ح: ٢٦٩١ـ صحيح الجامع الصغير، ح: ٦٤٣٧ـ

❸ سنن ابی داؤد ، کتاب الطهارة، ح: ٢٩ اور سنن النسائی ، کتاب الطهارة، ح: ٣٤

اس حدیث کے راوی عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کے شاگرد جناب قتادہ رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا؛ بلوں اور سوراخوں میں پیشاب کرنے سے کیوں روکا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ''کہا جاتا ہے کہ وہ جنوں کی قیام گاہیں ہوتی ہیں۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے وضو اور استنجا کے لیے پانی کا ایک برتن لیے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے ساتھ ساتھ چل رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اندھیرے کی وجہ سے نہ پہچاننے کی بنا پر) دریافت فرمایا: یہ کون صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا: ''میں ابو ہریرہ ہوں'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''استنجا کے لیے چند پتھر تلاش کر کے لاؤ۔ مگر دیکھو! ہڈی اور لید نہ لانا۔'' چنانچہ میں پتھر لا کر حاضر ہوا۔ میں انھیں اپنے کپڑے میں (جھولی بنا کر) رکھے ہوئے تھا۔ اور لے کر آپ ﷺ کے قریب انھیں رکھ دیا اور پھر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔

جب آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوگئے تو میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور دریافت کیا: (اے اللہ کے رسول ﷺ!) یہ ہڈی اور گوبر کی کیا بات ہوئی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس مقامِ ''نصیبین'' کے جنوں کا وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے جن تھے۔ اور اُنہوں نے مجھ سے شریعتِ اسلامیہ میں اپنے لیے حلال خوراک کے بارے میں پوچھا تو میں نے اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی: (اے اللہ!) وہ جب بھی کسی گوبر اور ہڈی کے پاس سے گزریں یعنی ان کی نظر پڑے تو ان کو اس چیز سے غذا ملے۔'' یعنی اللہ کی قدرت سے ہڈی اور گوبر پر ان کی اور ان کے جانوروں کی خوراک پیدا ہو جائے۔ [1]

۶ ......توبہ اور استغفار

شیطان کے فریب اور جنوں کی خباثت کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک طریقہ یہ بھی

---

[1] صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب ذکر الجنّ، ح: ۳۸۶۰.

ہے کہ جب شیطان آدمی کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ فوراً اللہ کے دربار میں توبہ و استغفار کرے۔ اللہ کے صالح بندوں کا ہمیشہ یہی وطیرہ رہا ہے۔ جیسے کہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ ﴾ (الأعراف: ۲۰۱)

''بلاشبہ جو لوگ پرہیزگار ہیں اُن کو جہاں شیطان کا وسوسہ آیا وہ فوراً چونک پڑتے ہیں اور (بری بات کی) اُنھیں فوراً سمجھ آ جاتی ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان میں بصیرت اور استقامت کی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور وہ شیطان مردود سے پناہ مانگتے ہوئے اس اقدام سے باز رہتے ہیں۔ جبکہ اللہ سے ڈرنے والوں کے مقابلہ میں ان کافروں کا، جو اپنی شرارت اور خباثت نفس میں شیطان کے بھائی ہیں۔ حال یہ ہے کہ ان کو شیاطین گمراہی میں گھسیٹ کر لے جاتے ہیں اور ان کو بھٹکانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان، اللہ رب العزت سے کہنے لگا: اے اللہ! تیری عزت کی قسم! جب تک تیرے بندوں (انسانوں) کی روحیں اُن کے جسموں میں رہیں گی، میں اُنہیں ہمیشہ گمراہ کرتا رہوں گا۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''مجھے بھی اپنی عزت اور جلالت کی قسم! جب تک میرے بندے مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے میں ہمیشہ اُنہیں معاف کرتا رہوں گا۔'' [2]

۷......گھر کو تصاویر اور گانے بجانے سے محفوظ رکھنا

جو لوگ اپنے گھروں کو، اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خبیث جنوں اور

[1] تفسیر ابن کثیر.

[2] صحیح الجامع الصغیر: ۲/ ۷۲.

شیطانوں سے محفوظ کرنا چاہتے ہوں اُن پر لازم ہے کہ اپنے گھروں کو ہر جاندار کی تصویر، آلاتِ موسیقی اور گانے بجانے کی آوازوں سے پاک کریں۔ اس لیے کہ جس گھر میں تصویریں، مجسمے اور موسیقی کے آلات ہوتے ہیں، وہاں جنوں، شیطانوں کا ڈیرہ ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت کے فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس گھر میں تصویریں اور مجسمے ہوتے ہیں اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''[1]

گانے بجانے اور لغویات کے بارے میں اللہ رب العالمین یوں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ ﴾ (لقمان: ٦، ٧)

''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو (اللہ کے ذکر سے) غافل کرنے والی باتیں (فواحش و لغویات) مول لیتے ہیں، تاکہ وہ جہالت کی بنیاد پر اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) بہکا دیں۔ اور اللہ رب العالمین کی راہ کو ہنسی ٹھٹھہ بنائیں۔ ان لوگوں کے لیے (قیامت والے دن) نہایت رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔ اور جب (گانے بجانے اور لغویات کے رسیا لوگوں میں سے) کسی کو ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ اکڑتا ہوا پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے۔ گویا اُس نے اُنھیں سنا ہی نہیں۔ گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے تو اے پیغمبر! ایسے شخص کو قیامت کے دن نہایت دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔''

ان آیات کریمہ کے بعد کیا اُس گھر کے رہنے والے جو گانے بجانے اور قوالیوں

---

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، ح: ٢١١٢.

جیسی بیہودہ آوازوں کے رسیا ہوں اپنے گھر سے شیطان رجیم اور خبیث جنوں جنّیوں کو نکال باہر کرنے کے لیے سنجیدہ ہو سکتے ہیں؟

قارئین محترم! اگر آپ کے گھر میں کسی طرح کی ایسی کوئی شکایت ہے کہ جس کا تذکرہ ہو رہا ہے تو فوراً اپنے گھر سے مشرکانہ تعویذ ، دھاگوں، جانداروں کی تصویروں اور گانے بجانے کے تمام آلات موسیقی کو نکال باہر کیجیے، ورنہ آپ شریر جنوں اور شیطانوں کے شر سے کبھی بھی نہ بچ سکیں گے۔

علامہ محمد عبدہ الفلاح رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لهو الحديث" سے مراد وہ تمام فضول اور بے ہودہ باتیں ہیں جو آدمی کو اپنے میں مشغول کر کے نیکی اور بھلائی کے راستہ سے روک دیں۔ جیسے جھوٹے افسانے، ناول، قصے کہانیاں، ہنسی مذاق، گانا بجانا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔ اکثر صحابہ وتابعین نے اس کی تفسیر خاص طور پر "گانا بجانا" سے کی ہے۔ (قرطبی)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں " لَهَو الْحَدِيْثِ " سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے تین مرتبہ زور دے کر فرمایا: "الغِنَاء وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" ...... "اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اس سے مراد گانا ہے۔"

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانے اور اس کے سازوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن کثیر)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو عجمیوں (ایرانیوں) کے قصے کہانیاں خرید کر لایا تھا۔ (شوکانی)

واحدی نے کلبی اور مجاہد سے بھی اس آیت کا شان نزول یہی نقل کیا ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نضر بن حارث نے گانے بجانے

والی دولونڈیاں بھی خرید کر رکھی تھیں، جس کو دیکھتا کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہورہا ہے، اس پر اپنی ایک لونڈی مسلط کردیتا۔ وہ اسے اپنے گانے بجانے سے خوب مست رکھتی اور پھر وہ اس شخص سے کہتا کہ جس نماز، روزہ کی طرف محمد (ﷺ) دعوت دیتے ہیں وہ بہتر ہے یا یہ گانا بجانا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

علماء نے لکھا ہے کہ؛ ہوسکتا ہے ان سب کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ (علامہ الوسی) اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے جو کہ **الادب المفرد** اور سنن بیہقی میں ہے۔ وہ فرماتے ہیں: " **هُوَ الْغِنَاء وَاَشباهُه**" یعنی " **لَهْوَ الْحَدِيْث** " سے موسیقی اور اس قسم کی دوسری چیزیں مراد ہیں۔ اور یہاں " **اشتراء**" خریدنے سے مراد قرآن کی بجائے اس سے لذت وسرور حاصل کرنا ہے۔ الغرض متعدد آثار واقوالِ سلف میں گانے کی مذمت مذکور ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے گانے، گانے والے اور اس کے سننے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے؛ گانا انسان کے دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے، جیسے پانی سے گھاس اگتا ہے۔

''تاتارخانیہ'' میں مذکور ہے کہ'' گانا تمام مذاہب میں حرام ہے۔'' امام مالک سے'' سماع'' کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: یہ تو ہمارے دور کے فاسق وفاجر لوگوں کا کام ہے اور ابن الصلاح نے تو '' سماع'' کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔ خصوصاً وہ '' سماع'' جو ہمارے زمانے میں صوفیائے کرام نے ایجاد کر رکھا ہے اور اسے اذکار وعبادات میں داخل کرلیا ہے۔ اس کے حرام ہونے میں کچھ بھی شک وشبہ نہیں ہے۔ سلف ہمیشہ ان باتوں سے دور رہے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھے روح المعانی)

موجودہ دور میں جس چیز کو ہم نے '' فنونِ لطیفہ'' کے نام سے اسلامی تمدن کا جزء قرار دے رکھا ہے، اسی کے متعلق قرآن نے " **ضَـلالَـت عَن سَبِيلِ الله** " ہونے کا اعلان کیا تھا۔ فوااسفًا علی ما فرطنا.

سنن النسائی ،مسند احمد اور سلسلة الأحاديث الصحيحه :۱۸۷۳ میں مذکور درج ذیل حدیث کو امام شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ نے ''کتاب الکبائر'' میں درج فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رَكْبًا مَعَهُمْ جُلْجُلٌ)) ❶

''سواریوں پر سفر کرنے والے اُن مسافروں کے ساتھ فرشتے سفر نہیں کرتے کہ جن کے ساتھ (ان کی سواریوں کے گلوں میں) گھنٹیاں ہوں۔''

یہ بات معلوم ہے کہ جہاں (رب کی رحمت کے) فرشتے نہیں ہوتے، وہاں شیطان اور جن ہوتے ہیں۔

۸......فرض نمازوں کی پابندی

نماز ہر بالغ و عاقل مسلمان پر فرض ہے اور یہ شیطانی چالوں سے حفاظت کا ایک انتہائی مضبوط قلعہ ہے، اس لیے ہر مسلمان کو جنت کے حصول اور جنوں کے شر سے پناہ کے لیے نماز کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ط ﴾

(البقرة: ۲۳۸)

''(مسلمانو!) سب نمازیں خصوصًا درمیانی نماز پورے التزام کے ساتھ ادا کرتے رہو۔''

سیّدنا جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَانْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ! لَا يَطْلُبَنَّكَ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ)) ❷

---

❶ كتاب الكبائر، باب المنهيات، نمبر: ٤٥.

❷ صحيح مسلم / كتاب المساجد / باب فضل صلاة العشاء والصبح فى جماعة: ٦٥٧.

''جس نے صبح کی نماز ادا کی، وہ اللہ کی حفاظت میں ہوگیا، پس اے آدم کی اولاد! اس پر غور کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کے بدلے تم سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر رہا۔''

۹......قرآنی آیات کی تلاوت اور مسنون اذکار کا اہتمام

یہاں اس موضوع کے تحت ہم بالترتیب اُن سورتوں، قرآن کی آیات اور مسنون اذکار کا ذکر کیے دیتے ہیں کہ جن پر محافظت کے ساتھ تمام گھر والے شریر جنوں اور شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

(۱) سورۃ البقرہ کی تلاوت

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بلاشبہ شیطان اُس گھر سے بھاگ جاتا ہے کہ جس گھر میں (روزانہ بلاناغہ) ''سورۃ البقرہ'' کی تلاوت ہوتی ہے۔'' [1]

سیّدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ؛ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِقْرَئُوا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ ، وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ.

''سورۃ البقرہ کی تلاوت کرتے رہا کرو، اس لیے کہ اس کا پڑھنا باعث برکت اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے۔ جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔'' [2]

(۲) سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کا پڑھنا

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک

[1] صحیح مسلم ، کتاب صلاۃ المسافرین ، ح: ١٨٢٤ / ٧٨٠

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین،حدیث: ١٨٧٤ / ٨٠٤.

کتاب تحریر فرمائی تھی۔اس کتاب میں سے اُس نے دو آیات نازل فرمائیں ، جن کے ساتھ ''سورۃ البقرہ'' ختم ہوتی ہے۔ان دونوں آیتوں کی جس گھر میں تین راتوں تک تلاوت کی جائے ، وہاں شیطان نہیں آئے گا۔'' ❶

جناب عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ؛ بیت اللہ کے پاس میری ملاقات سیّدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے عرض کیا: ''سورۃ البقرہ'' کی دو آیتوں کے بارے میں مجھے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پہنچی ہے۔(تو کیا یہ بات درست ہے؟) اُنہوں نے فرمایا؛ ہاں! (بالکل ایسا ہی ہے۔) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((اَلْآیَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ، مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ .)) ❷

''جوشخص رات کے وقت سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں تلاوت کرے گا، وہ اس کے لیے (ہر شیطانی وجنی شر سے) کافی ہوں گی۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيْحُ كَفَتَاهُ مِنْ (كُلِّ) شَرِّ مَا يُؤْذِيْهِ. ❸

''صحیح مفہوم (اس حدیث کا) یہ ہے کہ یہ دونوں آیات ہر موذی چیز کے شر سے محفوظ رکھتی ہیں۔''

(۳) آیۃ الکرسی کی فضیلت

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رمضان کے مال زکوٰۃ و

❶ جامع الترمذی ، کتاب فضائل القرآن ، ح: ۲۸۸۲ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے،مزید دیکھیں:التعلیق الرغیب ۲/ ۲۱۹.

❷ صحیح مسلم ، کتاب صلاۃ المسافرین ،ح: ۱۸۷۸.

❸ الوابل الصیّب، ص: ۴۵.

صدقات پر حفاظت اور نگہبانی کی ذمہ داری کے بارے میں جو واقعہ بیان ہوا ہے، تو اس میں ہے کہ: ''جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے آؤ تو آیۃ الکرسی ......''**اَللّٰـهُ لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ** ......'' آخر تک پڑھ لیا کرو۔ صبح تک تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر کردیا جائے گا اور تمہارے پاس کوئی بھی شیطان (رات بھر) نہیں آئے گا۔''

یہ بات جب سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واللہ! اُس نے تم سے اس بارے میں سچ کہا ہے، حالانکہ وہ (اور باتوں میں) جھوٹا ہے۔''[1]

سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی اس سے ملتا جلتا واقعہ مذکور ہے۔ جس میں ہے کہ اُن کے گھر میں ایک جگہ (پڑچھتی پر) رکھی کھجوروں کو چرانے کے لیے چھلاوہ (جن) آتا اور کھجوریں اُٹھا کر لے جاتا تھا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی...... اور پھر جب انہوں نے تیسری رات اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ؛ میں تمہیں اب چھوڑنے والا نہیں۔ میں تو تمہیں پکڑ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کروں گا۔ تب وہ کہنے لگا: میں تمہیں ایک عمل بتلاتا ہوں اور وہ ہے'' آیۃالکرسی ''اسے اپنے گھر میں پڑھتے رہو۔ نہ تمہارے قریب شیطان آئے گا اور نہ ہی کوئی اور (جن، بھوت وغیرہ)۔ پھر جناب ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صَدَقَتْ وَهِيَ كَذُوْبٌ'' ......''اس چھلاوے نے بات تو سچ کہی ہے، حالانکہ وہ اور باتوں میں جھوٹا ہوتا ہے۔''[2]

(۴) معوذتین اور سورۃ الاخلاص کا وظیفہ

سورۂ اخلاص اور معوذتین کا پڑھنا انسان کو جناتی و شیطانی شرارتوں سے بچاتا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، ح: ۲۳۱۱.

[2] سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن، ح: ۲۸۸۰، اسے علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔

اور ہر موذی جانور کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں ، وہ بڑی تاریک رات تھی اور ہلکی ہلکی بارش ہورہی تھی، (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملے) تو آپ نے فرمایا: ''کہو'' میں نے کچھ نہ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''کہو'' تو میں نے پوچھا: ''کیا کہوں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" قُـلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِى وَتُصْبِح ثَلاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ . " [1]

''صبح وشام سورۂ اخلاص اور معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھو، یہ تمہارے لیے ہر چیز سے کافی ہوں گی۔''

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ان تین سورتوں کو تین تین بار نمازِ فجر کے بعد دن کے ابتدائی حصے میں اور نماز مغرب کے بعد رات کے پہلے حصہ میں پڑھنا چاہیے۔'' [2]

(۵) صبح وشام کا خصوصی وظیفہ

کسی بھی حادثہ اور نقصان دہ چیز کے نقصان سے محفوظ رہنے کے لیے درج ذیل دعا تین تین دفعہ صبح وشام پڑھنی چاہیے:

((بِسْـمِ الـلّٰـهِ الَّذِیْ لاَ یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.))

---

[1] سنن ترمذی ،کتاب الدعوات ، باب الدعاء عند النوم: ٣٥٧٥. سنن ابو داؤد، کتاب الأدب، باب ما يقال إذا أصبح: ٥٠٨٢. صحيح الجامع الصغير: ٤٤٠٦

[2] رسالة فی حکم السحر والكهانة لابن باز رحمه الله : ص ٣٥.

''اس اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، وہ زمین کی ہو یا آسمانوں کی اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

یہ دعا ترمذی و ابن ماجہ وغیرھما میں موجود ہے، اور سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص یہ (مذکورہ بالا) دعا ہر روز صبح وشام تین تین دفعہ پڑھے گا، تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔'' [1]

(٦) ہر کام کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا

شیطان کے شر سے بچاؤ کے لیے ہر کام کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ مشہور تابعی ابو الملیح سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر تھا کہ آپ کی سواری ٹھوکر کھا گئی، میں نے کہا: ''شیطان کا برا ہو۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ تَـقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَعَاظَمَ حَتّٰى يَـكُـوْنَ مِثْـلَ الْبَيْتِ وَيَقُوْلُ بِقُوَّتِي صَرَعْتُهُ وَلٰكِنْ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ تَصَاغَرَ حَتّٰى يَكُوْنَ مِثْلَ الذُّبَابِ)) [2]

''ایسا نہ کہو کہ شیطان کا برا ہو، اس لیے کہ جب تم ایسا کہتے ہو تو وہ پھولا نہیں سماتا، یہاں تک کہ وہ گھر کی مانند پھول جاتا ہے اور کہتا ہے: ''میری قوت نے اسے گرادیا'' (لہٰذا تم اس موقع پر) بِسْمِ اللّٰهِ کہا کرو، اس لیے کہ جب تم بِسْمِ اللّٰهِ کہتے ہو تو وہ ذلیل وخوار ہوتا ہے، یہاں تک کہ مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔''

---

[1] سنن ترمذی ، کتاب الدعوات ، باب ماجآء فی الدعاء إذا أصبح وإذا أمسی: ٣٣٨٨، سنن ابن ماجه: ٣٨٦٠. ، سنن ابی داؤد: ٥٠٨٨، صحيح الجامع الصغير: ٥٧٤٥.

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، ح: ٤٩٨٢، مسند احمد: ٥٩/٥، مستدرك حاكم: ٢٢٩/٤.

اس لیے ایک مسلمان کے لیے مناسب ولائق یہی ہے کہ ہر کام کی ابتدا بِسْمِ اللّٰہِ سے کرے، جب دروازہ کھولے تو کہے بسم اللہ، گویا کہ ہر کام کے شروع میں یہ پاک کلمات کہے، جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۷)...... پیچھے ذکر کردہ ''جادو سے بچنے کی تدابیر'' والے موضوع کا مطالعہ کر کے مذکور بالا اذکار کے علاوہ جو اذکار و وظائف رہ گئے ہوں، اُنہیں بھی شیطانوں اور جنوں سے حفاظت کے لیے پڑھا جا سکتا ہے۔ واللّٰہُ یُشْفِیْنَا وَإِیَّاکُمْ

۱۰......مشرکانہ تعویذ گنڈوں، جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے دُوری

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ، آپ کے اہل وعیال، آپ کے والدین، بہن بھائی اور گھر کے تمام افراد...... جادو، مرگی، نظر بد اور آسیب زدگی جیسی مصیبتوں سے بچے رہیں تو اپنے گھر، اپنے ساز وسامان اور مذکور بالا تمام افراد کو مشرکانہ وخرافانہ تعویذ گنڈوں، مشرکانہ پھونکا پھانکی اور جادوگروں، شعبدہ بازوں، نجومیوں اور جاہل قسم کے مولویوں، پیروں سے بچا کر رکھیں، ان کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ کاہنوں اور نجومیوں وغیرہ کے بارے میں تو آپ نے پیچھے پڑھ لیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں اور جو اُن کے پاس جا کر ان کی باتوں کی تصدیق کرے اُن کے متعلق کتنے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ باقی رہا تعویذوں اور جادوگروں کا معاملہ تو اس بارے بھی سنیے!

عربی زبان میں ''تعویذ'' کے لیے لفظ ''تمیمۃٌ'' استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی جمع ''تمائم'' آتی ہے۔[1]

تمیمہ سے مراد تسبیح کے وہ دانے اور مہرے ہیں، جنہیں دیہاتی لوگ اپنے بچوں کی گردنوں میں اپنے وہم وگمان کے مطابق نظر بد اور جادو ٹونے سے بچانے کے لیے

---

[1] القاموس الوحید، ص: ۲۰٤ طبع ادارہ اسلامیات، لاہور، کراچی

لٹکاتے تھے، جسے اسلام نے باطل قرار دے دیا۔ [1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تمائم ، تمیمۃٌ کی جمع ہے، جس کے معنی گردن میں ڈالا جانے والا ہار یا مہرہ کے ہیں۔ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ یہ مصائب و آفات کو دفع کرتا ہے۔'' [2]

آج بھی بے شمار جاہلوں کا تعویذوں کے بارے میں یہی اعتقاد ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کہ جن میں سیّدنا عبداللہ بن عباس، ابن مسعود، سیّدنا حذیفہ بن الیمان اور سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ کرام شامل ہیں، اسی طرح تابعین کی ایک جماعت اور امام أحمد بن حنبل، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ جمیعًا اور ان کے شاگردوں کی ایک بہت بڑی جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل احادیث مبارکہ کی رُو سے اس بات کی قائل ہے کہ مطلقاً ہر قسم کا تعویذ باندھنا یا لٹکانا منع ہے۔ [3]

۱ ...... سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ))

''بلاشبہ دم، تعویذ گنڈے اور ٹونے ٹوٹکے سب شرک ہیں۔''

یہ سن کر سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اے عبداللہ! آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں؟ بخدا! میری آنکھ شدتِ درد کی وجہ سے نکلی جاتی تھی اور میں فلاں یہودی کے پاس دم کروانے کے لیے جایا کرتی تھی۔ جب وہ مجھے دم کرتا تو میرا درد ختم ہو جاتا تھا۔'' تو سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: بلاشبہ یہ شیطان کا عمل تھا۔ وہ اپنے ہاتھ سے تمہاری آنکھ میں آنکڑا مارتا تھا (اسے چبھوتا تھا) جب وہ

---

[1] لسان العرب: ۷۰/۱۲ [2] فتح الباری: ۲۰۶/۱۰

[3] تفصیل کے لیے دیکھیے: ''فتح المجید'' شرح کتاب التوحید۔

یہودی دم کرتا تو وہ اس سے باز رہتا تھا۔ (تجھے ایک یہودی کے پاس دم کروانے کے لیے جانے کی ضرورت کیا تھی؟) تیرے لیے تو یہی کافی تھا کہ جیسے رسول اللہ ﷺ پڑھ لیا کرتے تھے تو بھی اُسی طرح پڑھتی رہتی:

((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِيُ ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.))[1]

''اے لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو لے جا، اور شفا عطا فرما کہ تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری عطا کردہ شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں، اور وہ ایسی شفا جس کے بعد بیماری نہ ہو۔''

ب ...... رسول اللہ ﷺ نے تعویذ باندھنے، لٹکانے والے شخص کے لیے بددعا کرتے ہوئے فرمایا ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَلَا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ)) [2]

''جو شخص تعویذ لٹکائے، اللہ تعالیٰ اس کا (وہ) کام پورا نہ کرے۔''

ج ...... دوسری روایت میں یوں ہے۔ فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ))

''جس نے تعویذ (باندھا یا) لٹکایا اُس نے شرک کیا۔''[3]

اس موضوع پر مملکت سعودیہ کے کبار علماءِ کرام کی کمیٹی '' اللّجنةُ الدّائمة للبُحوث العلميّة و الافتاء '' کی طرف سے طبع شدہ فتاویٰ کی جلد اوّل، ص: ۱۹۷ تا ۲۰۱ میں مفصّل بحث کی گئی ہے۔ اُس میں ان علماء عظام کا بھی وہی موقف و مسلک

[1] سنن ابی داؤد ، کتاب الطب ، باب فی تعلیق التمائم ، ح: ۳۸۸۳ اسے علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔
[2] مسند احمد: ۱۵٤/٤ ، مستدرك حاكم: ٤/٢١٦ ، ٤١٧ علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔
[3] مسند احمد: ٤/١٥٦ ، مستدرك حاكم: ٣/٢١٩. اس کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے، اور اسی طرح امام ابن حبان نے بھی صحیح کہا ہے۔، رقم: ۹۹٦.

مذکور ہے، جو ہم نے بیان کیا ہے۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے جھاڑ پھونک کی اجازت دی، جب تک کہ وہ شرک نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، ضرور پہنچائے۔'' ❶

جن کو منانا

کچھ لوگ جانور کی قربانی دے کر اس جن کو منانے کی کوشش کرتے ہیں، جو انسان پر سوار ہو گیا ہو، حالانکہ یہ شرک ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جنات کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔ ❷

جادوگروں کے حوالے سے فضیلۃ الشیخ وحید بن عبدالسلام بالی کی رپورٹ نہایت مفید ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

شیطان کا قرب حاصل کرنے کے لیے جادوگروں کے بعض وسائل

شیطان کو راضی کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے جادوگروں کے مختلف وسائل ہیں، چنانچہ بعض جادوگر اس مقصد کے لیے قرآنِ مجید کو اپنے پاؤں سے باندھ کر بیت الخلا میں جاتے ہیں، اور بعض قرآن مجید کی آیات کو گندگی سے لکھتے ہیں، بعض انہیں حیض کے خون سے لکھتے ہیں، بعض قرآنی آیات کو اپنے پاؤں کے نچلے حصوں پر لکھتے ہیں، کچھ جادوگر سورۂ فاتحہ کو الٹا لکھتے ہیں، اور کچھ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ ہمیشہ حالت جنابت میں رہتے ہیں، اور کچھ جادوگروں کو شیطان کے لیے جانور ذبح کرنے پڑتے ہیں، اور وہ بھی بسم اللہ پڑھے بغیر اور ذبح شدہ جانور کو ایسی جگہ پر پھینکنا پڑتا ہے، جس کو خود شیطان طے کرتا ہے۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب السلام، ح: ٥٧٢٧.

❷ عالَم الجنّ والشّاطين، ص: ١٨٤، ١٨٥.

بعض جادوگر ستاروں کو سجدہ کرتے اور ان سے مخاطب ہوتے ہیں اور بعض کو اپنی ماں یا بیٹی سے زنا کرنا پڑتا ہے، اور کچھ عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ایسے الفاظ لکھتے ہیں، جن میں کفریہ معانی پائے جاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان جادوگر سے پہلے کوئی حرام کام کرواتا ہے، پھر اس کی مدد اور خدمت کرتا ہے۔ چنانچہ جادوگر جتنا بڑا کفریہ کام کرے گا، شیطان اتنا زیادہ اس کا فرماں بردار ہوگا، اور اس کے مطالبات کو پورا کرنے میں جلدی کرے گا، اور جب جادوگر شیطان کے بتائے ہوئے کفریہ کاموں کو بجالانے میں کوتاہی کرے گا، تو شیطان بھی اس کی خدمت کرنے سے رُک جائے گا اور اس کا نافرمان بن جائے گا۔ سو جادوگر اور شیطان ایسے ساتھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے پر ہی آپس میں ملتے ہیں اور آپ جب کسی جادوگر کے چہرے کی طرف دیکھیں گے تو آپ کو میری یہ باتیں یقیناً درست معلوم ہوں گی، کیونکہ اس کے چہرے پر کفر کا اندھیرا یوں چھایا ہوا ہوتا ہے، گویا وہ سیاہ بادل ہو۔

اگر آپ کسی جادوگر کو قریب سے جانتے ہوں تو یقیناً اسے زبوں حالی کا شکار پائیں گے۔ وہ اپنی بیوی، اپنی اولاد حتی کہ اپنے آپ سے تنگ آ چکا ہوتا ہے۔ اسے سکون کی نیند نصیب نہیں ہوتی، اور اس پر مستزاد یہ کہ شیطان خود اس کی بیوی بچوں کو اکثر و بیشتر ایذا دیتا رہتا ہے، اور ان کے درمیان شدید اختلافات پیدا کر دیتا ہے۔ اگر کسی صاحب کی کسی جادوگر سے ملاقات ہو تو وہ مندرجہ بالا سب خرافات کا اعتراف کرے گا، مختلف جادوگر مختلف خرافات میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے اپنے کلام میں سچ فرمایا ہے:

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ط ﴾

(طٰهٰ: ١٢٤)

''اور جو شخص میری یاد سے روگردانی کرے گا، وہ دنیا میں تنگ حال رہے گا۔'' [1]

---

[1] الصارمُ البتّارُ...... ص: ١٣، ١٤.

آسیب زدگی کے بعد اُس کا علاج

معالج عامل کے لیے ہدایات

ہماری اس کاوش کا موضوع نہایت ہی حساس اور عاملین کے لیے بے حد قابل احتیاط ہے۔"فتح الحق المبین" اور "وقایة الانسان من الجنّ والشّیطان" کے مصنفین مشائخ کرام نے یہاں جن وغیرہ کو نکالنے اور سایہ، مرگی کا علاج کرنے والوں کے لیے چند ہدایات تاکیداً درج کی ہیں۔تو ہمارے وہ بھائی جو یہ خیر کا کام کر رہے ہوں یا کرنا چاہتے ہوں وہ ان صفات کو اپنے اندر ضرور پیدا کریں، ورنہ اُن کا اپنا بھی نقصان ہوسکتا ہے اور کسی مریض کا بھی۔ (العیاذُ باللّٰہ)

١......عقیدہ توحید کی پختگی

جنوں کو انسانی وجود سے نکال باہر کرنے اور مرگی، سایہ وغیرہ کا علاج کرنے والے کا عقیدہ خالصتاً اس اُمت کے سلف صالحین رحمہم اللہ کے عقیدہ و منہج پر ہونا چاہیے۔ ایسا ایمان وعقیدہ جو شرک و بدعات اور خرافات سے بالکل صاف، شفاف ہو۔ کسی قسم کے شرک کی ذرّہ بھر بھی آمیزش نہ ہو۔ اپنے قول وعمل میں یہ معالج توحید خالص میں پختہ ہو۔ اس بات پر یہ اعتقاد رکھے کہ نفع ونقصان کا مالک صرف ایک اللہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں اپنے بندوں کو اسی بات کی تعلیم دی ہے۔

﴿ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ط یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ٥ ﴾ (یونس: ١٠٧)

"اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے

والا نہیں، اور اگر تجھے وہ فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو (تجھ سے) کوئی پھیرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے فائدہ پہنچائے۔ اور وہی اللہ کریم گناہوں کو بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

ب......خلوصِ نیت

دم کرنے، سایہ اُتارنے یا مرگی وغیرہ کا علاج کرنے والے میں دوسری خوبی یہ ہونی چاہیے کہ اس کی نیت خالص اللہ کے لیے ہر اور علاج کا مقصد نیک ہو۔ کوئی برا ارادہ نہ ہو۔ اسی طرح معالج کا مقصد اس علاج کے ذریعے دنیا کی طمع یا لالچ اور ریا کاری نہ ہو۔ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

﴿ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ ﴾ (المؤمن: ٦٥)

''وہ ہمیشہ سے ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پس اُسی کو ہی پکارو، خالص اُسی کی بندگی کر کے اصل حمد وثنا تو اس اللہ ہی کے لائق ہے، جو تمام جہانوں کا اکیلا رب ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا ہے:

﴿ وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○ ﴾

(البينة: ٥)

''اور اللہ کے بندے نہیں حکم دیے گئے، مگر صرف اس بات کا کہ وہ خالص یکسو ہو کر ایک اللہ کی ہی عبادت کریں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''جس مسلمان نے اپنے کسی مؤمن بھائی سے کوئی دنیاوی پریشانی دور کر دی تو

اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت والے دن اُس کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی (ضرور) دور کردے گا۔'' ❶

ج......نیکی کی طمع اور برائی سے نفرت

عامل ومعالج میں تیسری خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ اعمالِ صالحہ کا حریص اور برائی کے کاموں سے نفرت کرنے والا ہو۔ دم کرنے والا جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت واطاعت میں اور برائیوں سے نفرت کرنے والا ہوگا، اللہ کے حکم سے اسی قدر اس کے دم میں تاثیر زیادہ ہوگی۔ اللہ کے ذکر سے ہمیشہ اس کی زبان تر رہے۔

د......حرام اور مشکوک کاموں سے اجتناب

عامل میں ایک خوبی یہ بھی ہونی چاہیے کہ وہ حرام اور مشکوک کاموں سے بھی اجتناب کرنے والا ہو۔ اُسے دم کا بہانہ بنا کر غیر محرم، اجنبی عورتوں کے ساتھ خلوت اور تنہائی میں نہیں بیٹھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا:

((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ .)) ❷

''آج کے بعد کوئی شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے، جس کا شوہر موجود نہ ہو، اِلَّا یہ کہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہوں۔''

اسی طرح اُسے حرام اور مشکوک چیزوں کے کھانے پینے سے بھی اجتناب کرنا

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، حديث: ٦٨٥٣/٢٦٩٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها، حديث: ٥٦٧٣ / ٢١٧١.

چاہیے۔ جیسا کہ تمبا کونوشی، سگریٹ، پان کھانا وغیرہ اور برائی کی مجالس سے بھی اُسے دور رہنا چاہیے۔ جیسے کہ تاش کھیلنے اور تماش بینی کی مجالس وغیرہ۔

ھ......مریض کی مکمل تشخیص

یہ بات علاج معالجہ کے لیے نہایت ضروری ہے کہ معالج کو مریض کی پہلے مکمل تشخیص کرنی چاہیے اور اس کے حالات سے وہ خوب واقف ہو۔ اس لیے کہ عربی کا مشہور مقولہ ہے:

"اَنَّ تَشْخِيْصَ الدَّاءِ نِصْفُ الدَّوَاءِ......"

''بلاشبہ بیماری کی تشخیص آدھا علاج ہوتی ہے۔''

بیماری کے اسباب اور اس کی پیچیدگیوں کو خوب جاننا اور سمجھنا ان اہم اُمور میں سے ہے، جو علاج پر اس کے معاون اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ تشخیص کے لیے درج ذیل تین اُصول نہایت اہم ہیں۔ انہیں ضرور اپنائیں:

! فہم وفراست......امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فراست کی تعریف کرتے ہوئے اپنی کتاب ''الفراسة'' میں لکھا ہے:

((اَلْإِسْتِدْلَالُ بِالْأَحْوَالِ الظَّاهِرَةِ عَلَى الْأَخْلَاقِ الْبَاطِنَةِ))

''فراست سے مراد مریض کے ظاہری حالات سے اس کی باطنی اخلاق یعنی اندرونی عادات اور حالات پر معلومات حاصل کرنا۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں ایک لونڈی دیکھی جس کے چہرے کی رنگت نظر بد کی وجہ سے تبدیل ہو کر سیاہی مائل ہو چکی تھی۔ تو فرمایا:

إِسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةُ [1]

[1] صحيح البخاری، كتاب الطب، ح: ٥٧٢٩، صحيح مسلم، كتاب السلام، ح: ٥٧٢٥.

''اسے دم کرواؤ، اس لیے کہ یہ نظر بد کا شکار ہے۔''

@ **مکالمہ و مناقشہ**...... مریض کے حالات جاننے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ اس سے ایسے سوالات کیے جائیں، جو بیماری کے احوال میں بطورِ علامات معتبر ہوں، اگرچہ وہ ظنی ہی کیوں نہ ہوں۔ اس سے مرض کی حقیقت کو سمجھنے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ اسی طرح مریض کے قریبی رشتہ داروں سے بھی اس کے حالات دریافت کرنے چاہئیں۔ اس لیے کہ وہ کبھی کبھی مریض کے بارے میں ایسی چیزوں کا انکشاف کر دیتے ہیں، جو معالج کے لیے بے حد مفید ہوتی ہیں۔

مہارت...... مریض کی تشخیص اور اس کی حالت کو صحیح صحیح سمجھنے کے لیے معالج کی اپنی مہارت اور اُس کے تجربہ کا بھی بہت زیادہ عمل دخل ہوتا ہے۔ اس لیے معالج کو چاہیے کہ اپنے مریضوں کے احوال لکھتا چلا جائے۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ہر مریض میں ایک ہی طرح کی علامتیں پائے جانے کی صورت میں اس کے لیے مرض اور اس کے علاج تک پہنچنے کے لیے آسانی ہو جائے گی۔

و ......جنوں کی حقیقت اور اُن کے حالات سے واقفیت

سایہ اور مرگی وغیرہ کا علاج کرنے کے لیے جنوں کی حقیقت، اُن کے احوال وافعال اور اقسام کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ ہر معالج کو جنوں کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں موجود ہے:

﴿ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ ﴾ (النسآء: ٧٦)

''بلاشبہ شیطان کا داؤ (مکر وفریب) نہایت کمزور ہوا کرتا ہے۔''

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''باوجود اس کے کہ جنوں کو خلاف عادت بہت زیادہ قوت دی گئی ہے،

ان کی یہ قوت کئی واقعات سے ثابت ہے۔لیکن بوقت مقابلہ یہ بہت کمزور ثابت ہوتے ہیں۔'' [1]

ایک معالج کو اس بات سے بھی آگاہ رہنا چاہیے کہ جن بہت زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔اس لیے ہر بات میں ان کی تصدیق نہ کریں۔

ز......مریض اور اُس کے اہل خانہ کو تسلی دینا

مرض خواہ کوئی بھی ہو، اس کے اثرات مریض کے دل پر ضرور ہوتے ہیں۔اور کبھی کبھی مریض اپنی بیماری کے بارے میں شفا ملنے یا نہ ملنے پر شکوک وشبہات میں مبتلا ہوکر مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔اسی طرح کبھی کبھی اس کے گھر والے بھی۔مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں اس لیے معالج کو چاہیے کہ وہ مریض کے دل میں اللہ رب العالمین کا فرمان سنا کر، اُمید کی رُوح پھونک دے اوراس کے معاملہ کو نہایت آسان بتلائے، مشکل اور لاعلاج کہہ کر اسے خوف زدہ نہ کرے۔اللہ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ﴾ (الزمر: ٥٣)

''کہہ دیجیے! میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کریم کی رحمت سے نا اُمید نہ ہوؤ''

یہ مضمون ہم نے ''فتح الحق المبین..... اوروقاية الانسان من الجن والشيطان'' سے لیا ہے۔معالج کے لیے درج ذیل خوبیوں کا مالک ہونا بھی اس ضمن میں فائدہ مند ہوگا۔

ح......معالج کا اعتقاد اس بارے میں پختہ ہو کہ جن اور شیاطین پر کلام اللہ کا اثر ضرور ہوگا۔معالج کا شادی شدہ ہونا مستحب ہے۔

---

[1] الطب النبوي،ص: ١٩٢ .

دم کرنے والے کے لیے یہ بات بھی مستحسن ہے کہ وہ مضبوط جسم و جثہ اور جان والا ہو۔ ٹھوس قوت ارادی کا مالک ہو۔ اور اگر ہو سکے تو اس کی معاونت کے لیے کوئی صالح آدمی اس کے ساتھ ہو۔

سایہ، مرگی اور جن کے اِخراج کا با قاعدہ علاج

دم کرنے والے کو سب سے پہلے مریض کے کان میں اذان کہنی چاہیے، کیونکہ اذان کہنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا نُـوْدِيَ لِـلصَّلاَةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لاَ يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ . [1]

''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اذان نہیں سنتا اور اس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے۔''

اذان کے بعد عامل مریض کے سر پر ہاتھ رکھے اور مندرجہ ذیل آیات اور مسنون دعائیں اس کے کان میں پڑھنا شروع کر دے:

۱..... ﴿ أَعُوْذُ بِـاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْـمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾

۲..... ﴿ اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۝صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

[1] صحیح بخاری ، كتاب الأذان ، باب فضل التأذين، ح: ٦٠٨ صحيح مسلم ، كتاب الصلوٰة ، باب فضل الأذان : ٣٨٩.

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ o ﴾ (الفاتحة: ۱ تا ۷)

۳..... ﴿ الٓمّٓ o ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ o الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o ﴾ (البقرة: ۱ تا ۵)

۴..... ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ط وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ o ﴾

(البقرة: ۲۵۵)

۵..... أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: ﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ o اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ o لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا

تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقفه وَاغْفِرْلَنَا وقفه وَارْحَمْنَا وقفه اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (البقرة: ٢٨٤ تا ٢٨٦)

٦..... أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴿ الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

شَيْئًا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ o ﴾ (آل عمران: ۱ تا ۱۰)

۷.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o ﴾ (ال عمران: ۱۸)

۸..... ﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ o تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ o ﴾ (ال عمران: ۲۶، ۲۷)

۹.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: ﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ o اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ o وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ o وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ o ﴾ (الأعراف: ۵۴ تا ۵۷)

۱۰......أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: ﴿ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا o وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا o نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا o اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا o وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا o قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا o اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا o ﴾ (بنی اسرائیل: ۴۵ تا ۵۱)

۱۱......أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: ﴿ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ o فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ o ﴾ (الأعراف: ۱۱۷ تا ۱۱۹)

۱۲......أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: ﴿ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ o فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ o فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ

السِّحۡرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبۡطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الۡحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۝ ﴾

(یونس: ۷۹ تا ۸۲)

۱۳.....أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ: ﴿ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰى ۝ قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمۡ وَعِصِيُّهُمۡ يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰى ۝ فَاَوۡجَسَ فِىۡ نَفۡسِهٖ خِيۡفَةً مُّوۡسٰى ۝ قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰى ۝ وَاَلۡقِ مَا فِىۡ يَمِيۡنِكَ تَلۡقَفۡ مَا صَنَعُوۡا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوۡا كَيۡدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَيۡثُ اَتٰى ۝ ﴾

(طٰهٰ: ٦٥ تا ٦٩)

۱۴.....أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ: ﴿ اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمِ ۝ وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝ وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝ ﴾ (المؤمنون: ۱۱۵ تا ۱۱۸)

۱۵.....أَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ: ﴿ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكۡرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمۡ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَرَبُّ الۡمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِزِيۡنَةِ ۨالۡكَوَاكِبِ ۝ وَحِفۡظًا مِّنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوۡنَ اِلَى الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰى وَيُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ كُلِّ

جَانِبٍ o دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ o اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ o فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ o بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ o وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ o وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ o وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ o ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ o اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ o قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ o ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱ تا ۱۸)

۱۶.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: ﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ o يَسْئَلُهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ شَاْنٍ o فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ o سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ o فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ o يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ o فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ o ﴾

(الرّحمٰن: ۲۸ تا ۳۴)

۱۷.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: ﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ o هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

الْحُسْنٰی ط یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o ﴾ (الحشر: ۲۱ تا ۲۴)

۱۸.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: ﴿ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۨ o نِ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَّهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ o الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ o ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ o ﴾ (الملک: ۱ تا ۴)

۱۹.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: ﴿ وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ o وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ o ﴾ (القلم: ۵۱، ۵۲)

۲۰.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o ﴿ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ o قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ o یٰقَوْمَنَا اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ o وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءُ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o ﴾ (الاحقاف: ۲۹ تا ۳۲)

۲۱.....اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o ﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا o يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا o وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا o وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا o وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا o وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا o وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا o وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا o وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ط فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا o وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا o وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ط كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا o وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا o وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ط فَمَنْ يُّؤْمِنْ م بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا o وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ ط فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا o وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا o ﴾

(الجن: ۱ تا ۱۵)

۲۲.....اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o ﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ o لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ o وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ o وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ o وَلَا

اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ ﴾

(الكفرون: ١ تا ٦)

۲۳.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴾ (الاخلاص: ١ تا ٤)

۲۴.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ ﴾ (الفلق: ١ تا ٥)

۲۵.....أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ﴾ (النّاس: ١ تا ٦)

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اضافہ کیا ہے کہ ''معوذات'' یعنی آخری تینوں قل تین تین بار پڑھے جائیں۔

۲۶..... اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاْسِ ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ ، لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا ، اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَآءً مِّنْ شِفَائِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْعِ.

''اے میرے اللہ! اے لوگوں کے رب! اے بیماری کو دور کرنے والے! تو شفا دے دے! تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں شفا دینے والا مگر تو ہی، ایسی شفا دے جو کوئی بیماری نہ ہو! تو اس تکلیف پر اپنی رحمت سے رحمت اور اپنی شفا

سے شفا اتار دے۔''

۲۶.....''بِسْمِ اللّٰهِ '' اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَیْسَ مِنْهُ شَیْءٌ مُمْتَنِعٌ ، وَبِعِزَّةِ اللّٰهِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ وَلَا تُضَامُ ، وَبِسُلْطَانِ اللّٰهِ الْمَنِیْعِ نَحْتَجِبُ بِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰی كُلِّهَا . عَائِذِیْنَ بِاللّٰهِ مِنَ الْاَبَالِسَةِ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ مُسِرٍّ وَ مُعْلِنٍ وَمِنْ شَرِّ مَا یَكِنُّ بِالنَّهَارِ وَیَخْرُجُ بِاللَّیْلِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا یَكِنُّ بِاللَّیْلِ وَیَخْرُجُ بِالنَّهَارِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ ، وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ ، رَبِّیْ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ.

''میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں، ہم ایمان لائے اس اللہ کے ساتھ، جس کے سامنے کوئی چیز ناممکن نہیں، اللہ کی اس عزت کے ساتھ، جس کا قصد نہیں کیا جاسکتا، اور نہ مقابلہ کیا جاسکتا ہے، اور ہم ایمان لائے اللہ کی اس سلطنت کے ساتھ، جو بہت ہی مضبوط ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنٰی کے پردہ میں آتے ہیں، اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں، ہر ابلیس سے اور ہر شر سے جو پوشیدہ اور ظاہر ہو اور ہر برائی سے جو چھپتی ہے دن کو اور نکلتی ہے رات کو اور ہر برائی سے جو چھپتی ہے رات کو اور نکلتی ہے، دن کو اور ہر اس شر سے جو اس نے پھیلایا اور جسے تخلیق کیا۔ اور ہر برائی سے جو اترنے والی ہے، رات کو اور دن کو اور ہر جانور کے شر سے، میرا رب اس جانور کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔''

۲۸.....((''بِسْمِ اللّٰهِ'' اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا،

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ، حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى ، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا، لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّرَسُوْلًا .))

''شروع اللہ کے نام سے، میں اللہ عظیم کے ساتھ ایمان لایا ہوں، میں شیطان اور بت کا انکار کرتا ہوں اور میں (دین اسلام والا) مضبوط کڑا پکڑتا ہوں، جو نہ ٹوٹنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ کافی ہے مجھے اللہ۔ سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس سے دعا کی۔ اللہ کے سوا کوئی انتہا نہیں۔ میں راضی ہوا اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر۔''

۲۹..... بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. [تین بار]

۳۰..... أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ. [تین بار]

۳۱..... أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ، وَبَرَأَ وَذَرَأَ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا ، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَارَحْمٰنُ.

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ان مکمل کلمات کے ساتھ، جن سے آگے نہیں تجاوز کرسکتا کوئی نیک اور نہ کوئی بدکار۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے جو اس نے پیدا کی، اور اس برائی سے جو اس نے زمین میں پیدا کی، اور

اس برائی سے جو زمین سے نکلتی ہے، اور رات اور دن کے فتنوں کی برائی سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ رات اور دن میں کنکریوں کے ذریعے منتر کرنے والوں (یا شب و روز میں پیش آنے والے حادثات) کے شر سے بھی میں پناہ مانگتا ہوں، مگر وہ روشن ستارہ جو طلوع ہونے والا ہے، بھلائی کے ساتھ، اے رحمٰن!''

۳۲..... أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ.

۳۳..... أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ.

۳۴..... أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ ، وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ. أَللّٰهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَأْثَمَ وَالْمَغْرَمَ. أَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ ، وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ . سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ .

''اے میرے اللہ! میں تیرے معزز چہرے کی پناہ میں آتا ہوں، اور تیرے پورے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے، جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے میرے اللہ! تو دور کرتا ہے، گناہ اور قرض کو، اے میرے اللہ! تیرا لشکر شکست خوردہ نہیں ہوتا اور نہ ہی تیرا وعدہ خلاف ہوتا ہے، تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ۔''

۳۵..... اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَا شَيْءَ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَآءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے عظیم چہرہ کے ساتھ، وہ کہ کوئی چیز بھی اس سے بڑی نہیں اور اس کے ان کلمات کے ساتھ جو پورے پورے ہیں، جن سے آگے نہ تو نیکوکار بڑھ سکتا ہے اور نہ بدکار۔ اور اللہ کے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ جو مجھے معلوم ہیں یا نہیں اور ہر اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں، جس کی پیشانی کو تو پکڑنے والا ہے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔''

۳۶..... اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْلَمْ يَكُنْ. وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ. اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ، وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا.

''اے میرے اللہ! تو میرا رب ہے، نہیں کوئی معبود مگر تو ہی، تیرے اوپر میرا توکل ہے، اور تو عرش عظیم کا رب ہے۔ جو اللہ چاہے گا ہوگا، اور جو نہ چاہے گا وہ نہیں ہوگا۔ نہیں طاقت برائی سے پھرنے کی اور نہیں طاقت نیکی کرنے کی، مگر اللہ کی دی گئی توفیق کے ساتھ۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اپنے علم کے لحاظ سے اور اس نے شمار کیا ہے ہر چیز کی تعداد کو۔''

۳۷..... تَحَصَّنْتُ بِالْاِلٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاِلَيْهِ كُلُّ شَیْءٍ وَاعْتَصَمْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّ كُلِّ شَیْءٍ وَّتَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ وَاسْتَدْفَعْتُ الشَّرَّ بِلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ . حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ، حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ ، حَسْبِیَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوْقِ ، حَسْبِیَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوْقِ ،

حَسْبِیَ اللّٰہُ ھُوَ حَسْبِیُ ، اَلَّذِیُ بِیَدِہٖ مَلَکُوُتُ کُلِّ شَیُءٍ وَھُوَ یُجِیُرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیُہِ ، حَسْبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی ، سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنُ دَعَا ، وَلَیُسَ وَرَاءَ اللّٰہِ مَرُمٰی ، وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ.

''میں اس الٰہ کی پناہ میں آتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ،اور ہر چیز اس کی طرف جھکتی ہے۔ میں پناہ میں آتا ہوں اپنے رب اور ہر چیز کے رب کی اور میں اس زندہ رہنے والے پر، جسے موت نہیں آئے گی ،توکل کرتا ہوں اور میں شر دور کرتا ہوں'' لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ '' (برائی سے پھرنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے ،مگر اللہ کے ساتھ) کے ذریعے سے۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ بندوں سے مجھے میرا رب ہی کافی ہے۔ مخلوق سے مجھے میرا خالق ہی کافی ہے۔ مجھے رازق کافی ہے رزق دیے گئے لوگوں سے، مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، وہ جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی بادشاہی ہے، اور وہ پناہ دیتا ہے، اسے پناہ نہیں دی جاتی۔ کافی ہے مجھے میرا رب اللہ۔ جس نے اسے پکارا، اللہ نے اس کی دعا کو سن لیا۔ اللہ کے سوا میرا مقصد پورا کرنے والا اور کوئی نہیں اور اے اللہ! ہمارے سردار محمد ﷺ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما!''

آسیب زدہ کے جسم سے نبی ﷺ کا جن کو بھگانا:

یہ کام نبی ﷺ نے ایک سے زائد مرتبہ کیا تھا۔ سیّدہ ام ابان بنت وازع رضی اللہ عنہا بن زارع سے روایت ہے ، وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے دادا زارع نبی ﷺ کے پاس گئے ۔ساتھ میں اپنے ایک پاگل بیٹے یا بھانجے کو لیتے گئے۔ میرے دادا کہتے ہیں: جب ہم نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے کہا: میرے ساتھ میرا ایک

پاگل بیٹا یا (راوی کو شک ہے کہ انہوں نے کیا کہا؟) بھانجا ہے۔ میں اسے آپ کے پاس لے کر آیا ہوں، تا کہ آپ ﷺ اللہ سے اس کے لیے دعا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' سیّدنا زارع بن عامر العبدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس کو رکاب میں آپ کے پاس لے کر آیا، اس کے سفر کے کپڑے اتارے اور دو عمدہ کپڑے پہنا دیے۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: '' اس کو میرے قریب لاؤ، اس کی پیٹھ میرے سامنے کرو۔ زارع بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نوجوان کا کپڑا اکٹھا کر لیا اور آپ اس کی پیٹھ پر مارنے لگے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغل کی سفیدی دیکھی۔ آپ فرماتے تھے: ''نکل اللہ کے دشمن، نکل اللہ کے دشمن''۔ چنانچہ وہ لڑکا صحت مند آدمی کی طرح دیکھنے لگا، پہلی جیسی بیمار نظر کی طرح نہیں پھر اس کو نبی ﷺ نے اپنے سامنے بٹھایا، اور پانی منگوا کر اس کے چہرہ کو پونچھا، اور اس کے لیے دعا کی۔ آپ کے دعا کرنے کے بعد وفد کا کوئی شخص اس سے بڑھ کر صاحب فضیلت نہیں تھا۔ [1]

مسند احمد ہی میں یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے تین چیزیں ایسی دیکھیں جن کو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا۔ نہ میرے بعد کوئی دیکھے گا۔ میں آپ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ سر راہ چلتے ہوئے ہمارا گذر راستے میں بیٹھی ایک عورت کے پاس سے ہوا، اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ عورت نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اس بچہ کو کچھ پریشانی لاحق ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ سے ہم بھی پریشان ہیں۔ دن میں نہ جانے کتنی مرتبہ اس پر سائے کا حملہ ہوتا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اُس بچے کو میرے حوالے کرو۔'' اس نے بچہ آپ ﷺ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے بچے کو اپنے اور پالان کے اگلے حصہ کے درمیان میں بٹھا لیا، پھر اس کا منہ کھولا اور اس

[1] مجمع الزوائد : ۹/ ۲.

میں تین مرتبہ پھونکا اور فرمایا:

"بِسْمِ اللّٰهِ ، اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، اخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ "

''اللہ کے نام سے (میں یہ دم کرنے لگا ہوں۔)، میں اللہ کا بندہ ہوں، بھاگ جا اللہ کے دشمن۔'' یعنی اس بچے کے وجود سے نکل جا۔

پھر بچے کو عورت کے ہاتھ میں تھما دیا اور اُس سے فرمایا: ''تم واپسی میں ہم سے اسی جگہ پر ملاقات کرنا اور بتانا کہ اس کی حالت کیسی ہے۔

یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوگئے، پھر واپس لوٹے تو اس عورت کو اسی جگہ پر پایا، اس کے ساتھ تین بکریاں بھی تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے بچے کا کیا حال ہے؟'' اس نے کہا: ''اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب سے آپ ﷺ نے دم کیا ہے اُس وقت سے لے کر اب تک اس سے کوئی چیز دیکھنے میں نہیں آئی۔ آپ یہ بکریاں لیتے جائیے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ! ان میں سے ایک بکری لے لو، باقی واپس کردو۔'' [1]

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے جنات کو حکم دے کر، ڈانٹ کر اور زجر وتوبیخ کر کے بھگایا ہے، لیکن ہمارے لیے صرف اس سے کام نہیں چلتا، اس معاملہ میں ایمان کی قوت، یقین کی پختگی اور اللہ کے ساتھ حسن تعلق کا بہت بڑا دخل ہے۔

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعید بن علی بن وہف القحطانی حفظہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''انسانوں کو جنات کی طرف سے دشواری پیش آنے کا علاج کہ جب کسی انسان میں وہ داخل ہوجائیں، اور کسی صالح مسلمان آدمی کا مسنون اذکار کے پڑھنے میں اُس کا دل (صدق وایمان کی حالت میں) اُس کی زبان کے ساتھ موافقت رکھتا ہو اور اُس کا دم کرنا آسیب زدہ کی بیماری کے عین مطابق ہو۔

---

[1] صحيح مسند احمد: ٤ / ١٧٠، سنن الدارمي: ١ / ١٥.

یعنی ایسا نہ ہو کہ دم کسی اور مرض کا ہو اور معالج آسیب زدگی کے لیے کر رہا ہو۔

تو اس ضمن میں سب سے بڑا علاج ......

(۱) ''سورۃ الفاتحہ (بموجب حدیث نمبر: ۳۸۹۷ سنن ابی داؤد) صبح وشام مسلسل ۳ دن۔

(۲) ''آیۃ الکرسی'' روزانہ صبح وشام تین تین بار

(۳) ''سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں۔

(۴) ''آخری تینوں قل''۔ (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ والنّاس) (صبح و شام ہر سورت تین تین بار) کے ساتھ ہے۔ آسیب زدہ پر یہ سب آیات اور سورتیں تین تین بار پڑھ کر پھونکی جائیں۔ یا اس سے بھی زیادہ بار سب کو سات سات بار پڑھے اور صبح وشام ایک دن میں دو بار دم کرے۔ تین دن لگاتار کرے یا پانچ دن یا سات دن۔ علاوہ ازیں دیگر مذکور بالا قرآنی آیات بھی معالج پڑھے۔ اس لیے کہ قرآن سارے کا سارا قلبی بیماریوں کے لیے شفا ہے، اور سارے کا سارا قرآن اھلِ ایمان کے لیے رحمت ہے۔'' [1]

آسیب زدگی کی صورت میں مذکور بالا علاج بذریعہ دم میں دو اُمور کا لحاظ رکھنا لازم ہے۔

پہلا :......آسیب زدہ شخص پر لازم ہے کہ وہ قوتِ نفس (حوصلہ اور ہمّت) کو مضبوط کرے اور شفا کے لیے صرف اللہ رب العالمین کی طرف اپنی توجہ اور قوی اُمید لگا کر رکھے۔ اور شیطان جنوں سے اللہ رب العزت کی پناہ صحیح طریقے سے پکڑے کہ جس پر اُس کا دل اور اُس کی زبان ایک ہوں۔

دوئم :......اسی طرح معالج کے لیے بھی ان تمام باتوں کا پورا پورا لحاظ رکھنا

[1] مزید تفصیل کے لیے: الفتح الربانی ترتیب مسند الامام أحمد: ۱۸۳/۱۷

سے پناہ کا طلبگار رہو، مگر دل کہیں اور لگا ہو۔)

نہایت ضروری ہے۔ معالج کو اللہ پر مکمل ایمان اور توکل کے ساتھ علاج کرنا چاہیے۔ یوں سمجھے کہ یہ مسنون اذکار، آیات اور مذکورہ سورتوں کے ذریعے دم اُس کے پاس ایک ہتھیار ہے، جسے شریر جنوں اور شیطان پر وار کرنے کے لیے، اُسے انتہائی مضبوطی سے کام لینا چاہیے

مرگی کا علاج

مرگی ایک معروف انسانی مرض ہے کہ جس کے ساتھ مریض دماغی اعصاب میں خرابی کے باعث چلنے میں ثابت قدم نہیں رہ پاتا، اور اپنے قدموں پر جسم کا توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی وجہ سے چلتے وقت ادھر اُدھر ڈگمگانے لگتا ہے۔ تشنج والی مرگی میں انسان اپنے وجود کے اکڑاؤ کا شکار ہوجاتا ہے، اور یہ دماغی افعال میں اضطراب کے باعث ہوتی ہے۔ عادتاً تشنّجی مرگی والے مریض کے احساسات مضطرب اور شعور و ادراک ختم ہوجاتا ہے۔ [2]

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے مرگی کی دو اقسام بیان کی ہیں:

! ......ایک مرگی وہ ہے جو ارواحِ خبیثہ (شریر جنوں اور شیطانوں) کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے۔

@ ......دوسری مرگی ...... وہ ہے جو انسانی وجود میں فاسد مادوں کی آمیزش اور اختلاط کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ یہ دوسری قسم والی وہ مرگی ہے کہ جسے اطباء تسلیم کرتے ہوئے اس کے اسباب اور علاج پر بحث کرتے ہیں۔ گویا پہلی قسم کو اطباء نہیں

---

1. زاد المعاد: ٤/ ٦٨ اور الجواب الکافی، ص: ٢١ کے حوالے سے تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔
2. تفصیل کے لیے: (١) ابن سینا کی "القانون فی الطب" مطبوع دار صادر، بالبیروت، ٧٦ اور (٢) امام ابن قیم رحمہ اللہ کی "الطب النبوی" ص: ١٩٠ بتعلیق دکتور عبدالمعطی امین قلعجی دیکھیں۔

مانتے، جبکہ شریعت سے یہ ثابت ہے اور اس کا علاج بھی۔ تفصیل کے لیے امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی "الطب النبوی" دیکھ لیں۔

ہمارا یہاں موضوع مرگی کی پہلی قسم ہے کہ جس کا علاج بذریعہ دم کیا جاتا ہے۔ جس شخص کو دوسری قسم والی مرگی کا مرض ہو اُسے اطباء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ پہلی قسم کی مرگی کے مفصّل دلائل تفسیر، حدیث، فقہ اور عمومی اسلامی لٹریچر کی کتب میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ [1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مرگی کبھی ریاح کے رُک جانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے کہ اعضاءِ رئیسہ کو ان کے کام سے بالکل روک دیتی ہے۔ اسی لیے اس میں آدمی اکثر بے ہوش ہوجاتا ہے۔ بعض دفعہ دماغ میں ردّی بخارات چڑھ کر اسے متاثر کردیتے ہیں۔ کبھی یہ بیماری جنات اور نفوسِ خبیثہ کے عمل سے وجود میں آجاتی ہے۔'' [2]

یہاں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جن روایات کا حوالہ دیا گیا ہے، ان میں اُمّ زُفر رضی اللہ عنہا نامی ایک واقعہ درج ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنی مرض کا تذکرہ بایں الفاظ کیا تھا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ''إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ'' ...... ''مجھے مرگی کا عارضہ لاحق ہے۔ (بیہوش ہوکر گر پڑتی

---

[1] تفصیل مطلوب ہوتو: (۱) سورۃ البقرہ کی آیت نمبر: ۲۷۵ اور سورۃ الأعراف کی آیت نمبر: ۲۰۱ پر تفسیر القرآن العظیم للحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اور تفسیر احکام القرآن للقرطبی رحمۃ اللہ علیہ. (۲) صحیح البخاری، کتاب المرض بابُ فَضَل من يُصرعُ مِنَ الرِّيح. ریاح کے رُک جانے کی وجہ سے جسے مرگی کا عارضہ لاحق ہوجائے، اُس کی فضیلت کا باب......، ح: ٥٦٥٢ وصحيح مسلم، كتاب البِرّ والصلة، ح: ٦٥٧١.] دیکھیں۔

[2] فتح الباری: ١١٤/١٠۔

ہوں) اور میرا ستر کھل جاتا ہے۔ اللہ سے دعا کیجیے میرا عارضہ جاتا رہے۔'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس بیماری پر صبر کر لے تو تجھے جنت ملے گی اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دُعا کروں۔'' اُس نے عرض کیا: ''میں صبر کرلوں گی ......الخ۔''

بزّار کی روایت میں یوں ہے کہ وہ عورت کہنے لگی: ''میں شیطان خبیث سے ڈرتی ہوں کہ وہ کہیں مجھے ننگا نہ کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تجھے یہ ڈر ہو تو کعبۃ اللہ کے غلاف کو پکڑ لیا کر۔'' چنانچہ جب وہ ڈرتی تو کعبہ کے پردے سے آ کر لٹک جاتی۔ اس عورت کو جن کے لپٹنے سے مرگی کا عارضہ لاحق ہوتا تھا اور وہ اس مرض کے علاج نہ کروانے پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنت کی بشارت کی بناء پر تا حیات لا علاج رہی۔ [1]

مرگی کے اسباب

امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ان ارواحِ خبیثہ کا تسلط (شریر جنوں اور شیطانوں کا) عموماً ان لوگوں پر ہوتا ہے، جن کے پاس دین اور ایمان کی قلت ہوتی ہے۔ ان کے دل اور ان کی زبانیں اللہ کے ذکر واذکار، اس سے متعلقہ تحفظات شرعیہ اور مسنون وظائف سے خالی ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ جنات اور شریر شیاطین جب ان ہتھیاروں سے غیر مسلح کسی کو دیکھتے اور الٰہی تحفظات سے بالکل عاری پاتے ہیں تو اس پر حملہ آور ہو کر اس پر اپنا تسلط قائم کر لیتے ہیں۔'' [2]

پس مرگی کے اسباب میں سے:

---

[1] صحیح البزار .فتح الباری : ۱۰/ ۱۱۵ بالمطبعة السلفیه میں دیکھ لیں۔

[2] زاد المعاد: ٤/ ٦٩.

ا ...... پہلا سبب اللہ ذوالجلال کی طرف سے اپنے کسی مسلمان، مومن بندے کی آزمائش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت اپنی مخلوق کو مصائب ومشکلات کے ساتھ آزماتا ہے اور جناتی مرگی ان آزمائشوں میں سے ایک آزمائش ہے۔

ب ...... یہ جناتی مرگی کا مرض بندے کی معصیت کے سبب اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ ایک سزا بھی ہوسکتی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۝ ﴾ (الشوریٰ: ٣٠)

''اور (اے لوگو!) تم پر جو مصیبت آتی ہے، وہ اس کی سزا میں ہوتی ہے، جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ کریم بہت سے قصور معاف کردیتا ہے۔''

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں بھی اسی طرح کا مفہوم موجود ہے۔ [1] اور ''سورۃ الزخرف'' کی درج ذیل آیت بھی اسی سبب کو بیان کر رہی ہے۔ فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِينٌ ۝ ﴾ (الزّخرف: ٣٦)

''اور جو کوئی اللہ کے ذکر سے آنکھ چرائے ہم اس پر ایک شیطان متعین کردیتے ہیں۔ وہ ہر وقت اُس کے ساتھ رہتا ہے۔''

ج ......مرگی کا ایک سبب جنوں کا انسان پر عاشق ہوجانا بھی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرد جن کسی عورت پر عاشق ہوکر اُسے تنگ کرتا ہے، اور کبھی کوئی جننی کسی مرد انسان پر عاشق ہوکر اُسے تنگی کرتی ہے۔ بہت سارے واقعات سے یہ ثابت ہے۔

---

[1] سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، ح: ٣٢٥٢.

د ...... امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مرگی کا ایک سبب بعض اوقات جنات کی طرف سے بدلہ اور انتقام کی بنا پر بھی ہوتا ہے۔ اکثر و بیشتر انتقامی جذبہ کے سبب اُن کا کسی شخص کو تنگ کرنا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی انسان انہیں تکلیف پہنچا دیتا ہے۔ یا ان جنوں کے گمان کے مطابق انسان جان بوجھ کر ان پر پیشاب کر دیتا ہے، یا اُن پر گرم پانی انڈیل دیتا ہے، یا اُن میں سے کسی کو انجانے میں قتل کر بیٹھتا ہے۔ جبکہ انسان بے چارہ اس فعل سے بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ اُدھر جنوں میں جہالت اور سرکشی زیادہ ہوتی ہے، اسی لیے وہ اسے اس کے ایسے کسی فعل سے بڑھ کر اُسے سزا دیتے رہتے ہیں، جس کا وہ مستحق ہی نہیں ہوتا۔'' [1]

ھ ...... شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک اور وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بعض اوقات جنات انسان کو ہنسی مذاق اور شرارت کے طور پر بھی مرگی سے دوچار کر دیتے ہیں۔ جس طرح بیوقوف قسم کے انسان دوسرے انسانوں کو اذیت دینے میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ یہ مرگی کی سب سے ہلکی قسم ہے۔'' [2]

و ...... مرگی کا ایک سبب جادو بھی ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ جادوگر اس شخص کی طرف کہ جس پر جادو کرنا مقصود ہوتا ہے، کسی جن کو بھیجتا ہے اور وہ اس سے چمٹ کر اُسے اذیت پہنچاتا رہتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ رڈاکٹر عبداللہ بن محمد بن احمد الطیّار اور فضیلۃ الشیخ رسامی بن سلطان المبارک حفظھما اللہ لکھتے ہیں کہ:

''مرگی کی اس قسم سے ہمارا واسطہ پڑ چکا ہے۔ ہم اس طرح کے مرگی

---

[1] فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ: ۱۹/ ۴۰.

[2] حوالہ سابقہ.

والے مریض کے جن سے اُس آدمی کے وجود میں داخل ہونے کا سبب جب پوچھتے ہیں تو وہ کہتا ہے: جادوگر کے حکم یا مجبور کرنے پر میں اس میں داخل ہوا ہوں۔'' ❶

مرگی کا شرعی علاج

" اَلصَّارِمُ الْبَتَّارُ فِی التَّصَدِّيِ لِلسَّحَرَةِ الْأَشْرَارِ " میں شیخ وحید بن عبدالسلام بالی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگر مریض خود پڑھ سکتا ہو تو خود پڑھے۔ بصورتِ دیگر اُسے درج ذیل صورتیں روزانہ تین بار سنائی جائیں۔ (کیسٹ میں ریکارڈ شدہ یہ سورتیں ٹیپ ریکارڈر پر بھی سنی جاسکتی ہیں۔)

(۱) سورۃ الفاتحہ ، (۲) آیۃ الکرسی ، (۳) سورۃ الدخان ، (۴) سورۃ الجن اور (۵) معوّذات (چاروں قل)۔

اسی طرح؛ درج ذیل دم اصلی کالے زیرے اور کلونجی کے تیل پر (دونوں کو ملالیں) کر کے صبح وشام مریض کی پیشانی اور متاثرہ حصے پر لگائیں۔

!......سورۃ الفاتحہ (تین بار) @......چاروں قل (تین تین بار)

#...... **وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ.**

[تین تین بار]

$......**بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ.**

[تین تین بار]

%...... **اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ ، رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ ، لَا**

❶ فتح الحق المبين، ص: ٨٤، طبع بدار الوطن۔ الرياض، بالمملكة السعودية.

شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

[تین تین بار]

مریض ان تعلیمات پر ساٹھ دن تک مسلسل عمل کرتا رہے۔ اگر مرض جاتا رہے تو بہتر، ورنہ دوبارہ اس پر دم کریں اور کلونجی اور کالے زیرے کے تیل پر دم کر کے دیں۔

^......اس مدت علاج میں مریض کو شہد، زیتون اور عجوہ کھجور کا استعمال بھی کروائیں۔

نفسیاتی بیماریوں اور قلق کا علاج

نفسیاتی بیماریوں اور دل کے قلق کا سبب صرف اور صرف مایوسی ہوتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مایوسی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ اس مہلک بیماری کا علاج مریض کو خود زیادہ کرنا ہوتا ہے اور دوسرے کو کم۔

فضیلۃ الشیخ سعید بن علی بن وہف القحطانی حفظہ اللہ کے بتلائے ہوئے بعض طریقے ہم درج کیے دیتے ہیں۔ عمل کر کے دیکھیے! اللہ کریم ضرور آپ کو شفا دے گا۔ ان شاء اللہ

!......خالصتاً عقیدۂ توحید اور رب کریم کی محبت والے نور ایمان کے ساتھ اپنے دل کو روشن کیجیے!

@......اللہ سے تائب ہو کر فرائض کی پابندی کے ساتھ اعمال صالحہ کو اختیار کیجیے!

#......قرآنِ عظیم کی بلا ناغہ تلاوت اور اُس کے معانی و مفاہیم پر غور و تدبر جس قدر ممکن ہو روزانہ کیجیے، اور نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ بھی اپنے مطالعہ میں بلا ناغہ لائیں!

$...... پیچھے ذکر کردہ اذکار و وظائف کو حتی المقدور اختیار کیجیے۔

%......اپنے دل سے اُن مذموم صفات کو ایک ایک کر کے نکال باہر کیجیے جو دل کی تنگی اور اسے خراب کرنے کا سبب بنتی ہوں۔ جیسے کہ حسد، کینہ، دشمنی (مسلمانوں کے

خلاف) بغض اور سرکشی وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ سے لوگوں میں سے افضل آدمی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ ، صَدُوقُ اللِّسَانِ . ''

''ہر کینہ اور بغض وحسد سے پاک دل اور سچی زبان والا آدمی سب لوگوں سے افضل ہوتا ہے۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! سچی زبان والے آدمی کے بارے میں تو ہم جانتے ہیں، مگر '' مَخْمُومُ الْقَلْبِ '' کون ہوتا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو اپنے دل میں اللہ کا خوف رکھنے والا ہو کہ اُس کا دل آلائشوں سے پاک صاف ہو۔ اس دل میں نہ کوئی گناہ ہو نہ سرکشی اور نہ دل میں چھپا ہوا بغض و کینہ اور نہ ہی حسد اور کھوٹ ہو۔'' [1]

^......وہ ناپسندیدہ واقعات اور برے کام جو ماضی میں آدمی سے سرزد ہو چکے ہوں اور اُن کی وجہ سے ذہنی پریشانی اور ضمیر کے کچوکے اُسے ہمیشہ پریشان رکھتے ہوں، اُنہیں یکسر بھول جائے۔ یہ تصور پختہ کرلے کہ جب اُس نے اپنے رب کی طرف مکمل رجوع کرلیا ہے تو اب اُن کا اعادہ نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ

&......خواہ مخواہ کے وہم وگمان، برے خیالات وتصورات سے دُوری اور اپنے دل کو مضبوط کرنے کے لیے صبح کے وقت:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. [۱۰۰بار]

لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.)) [2] [۱۰۰بار]

''نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی

---

[1] سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد ، ح: ٤٢١٦ ۔ اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم ، كتاب الذكر والدعاء ، رقم الحديث: ٢٦٩١ ۔

شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، ہر قسم کی تعریف اسی کے لیے ہے، اور وہ ہر چیز پر (پوری طرح) قادر ہے۔''

اس یقین اور توکل کے ساتھ پڑھے کہ اب یہ برے خیالات و اوھام اُسے پریشان نہیں کرسکیں گے۔ ان شاء اللہ

* ......اس بات پر اپنا ایمان و یقین پختہ کرلے کہ اگر اُس کے مقدر میں کوئی تکلیف نہیں لکھی تو ساری دُنیا مل کر بھی اُسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ تکلیف دہ اُمور کی طرف اپنے ذھن کو ملتفت ہی نہ ہونے دے۔ اگر ایسا ہونے لگے تو کم از کم:

۱..... **أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ.** [۷بار]

''میں اللہ سمیع وعلیم کی پناہ میں آتا ہوں، شیطان مردود کے وسوسہ سے، اور اس کے تکبر اور اس کے جادو سے۔''

۲..... **بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.** [۷بار]

''اس اللہ کے نام کے ساتھ کہ اس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی بھی چیز (انسان کو) نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ خوب سننے والا ور بہتر جاننے والا ہے۔''

۳......اور **أَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ اِذَا شِئْتَ سَهْلًا.** ۷بار پڑھ لے۔

''اے اللہ! جس کام کو تو آسان بنادے وہی آسان ہوتا ہے، اور تو جب چاہے غم والم کو آسان بنادیتا ہے۔''

)......نقصان دہ کاموں اور باتوں سے اجتناب کرے اور ہمیشہ نفع بخش اعمال و افعال کا انتخاب کرے۔خواہ مخواہ کی مشکلات میں نہیں پڑنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ رب العالمین کی طرف سے دو کاموں کا اختیار دیا جاتا ،تو آپ ہمیشہ ان میں سے آسان کام کا انتخاب فرماتے۔

(......درج ذیل دعائیں صبح وشام زبان پر رہنی چاہئیں:

ا...... اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ. وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ إِلَيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ. ❶

''اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرمادے جو کہ میرے ہر معاملے کا محافظ ہے، اور میری دنیا کی اصلاح فرمادے جس میں میرا معاش ہے، اور میری آخرت کی اصلاح فرمادے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے، اور ہر نیکی کے کام کے لیے میری عمر زیادہ فرمادے، اور ہر برائی سے راحت حاصل کرنے کے لیے میرے لیے موت کا فیصلہ کرلے۔''

ب...... أَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. ❷

''اے میرے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، پس تو آنکھ جھپکنے کے برابر مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا اور میرے ہر معاملہ کو درست کردے، کیونکہ تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم ، کتاب الذِّکر والدعاء ، ح: ٦٩٠٣

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، ح: ٥٠٩٠ ومسند أحمد: ٤٢/٥ .البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

A......رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ گرامی کے مطابق ایسے آدمی کا علاج اگر اپنے ماحول، معاشرے میں رہتے ہوئے نہ ہو رہا ہو، تو اُسے چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جہاد پر نکل جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اس لیے کہ جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دُکھ اور غم سے نجات دیتا ہے۔'' [1]

پھنسی اور زخم کا علاج

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا، یا اسے کوئی پھنسی نکل آتی یا کوئی زخم لگ جاتا تو نبی کریم ﷺ اپنی شہادت والی اُنگلی کو اس طرح زمین پر رکھتے۔ راویٔ حدیث جناب سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے اپنی شہادت والی اُنگلی زمین پر رکھی اور پھر اُسے اُٹھالیا...... یعنی نبی کریم ﷺ اپنی شہادت والی مبارک انگلی کو تربت مدینہ پر رکھتے اور یوں پڑھتے:)

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا ، يُشْفٰى بِهٖ سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

''بسم اللہ! یہ ہمارے وطن (مدینہ طیّبہ) کی مٹی کہ ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ، اس کے ذریعے ہمارا بیمار ہمارے رب کے حکم سے شفا یاب ہو جائے گا۔'' [2]

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ اپنا مبارک تھوک شہادت والی انگلی سے لگا کر اسے زمین پر رکھتے اور پھر یہ دُعا پڑھتے تھے۔ پھر وہ مٹی آپ ﷺ زخم یا

[1] مسند احمد: ٥/٣١٤، ٣١٦ مستدرك حاكم: ٢/٧٥ امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

[2] صحيح البخارى / كتاب الطب / ح: ٥٧٤٦ ، صحيح مسلم كتاب السلام / ح: ٥٧١٩.

درد والی جگہ پر لگا دیتے، اللہ کے حکم سے شفا ہو جاتی۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ اللہ کریم کے مبارک ناموں اور نبی کریم ﷺ کے عملی طریقوں کے ساتھ برکت حاصل کرنا ہے۔ (تاکہ مریض کو شفا مل جائے۔) البتہ زمین پر جو انگلی رکھنا ہے تو یہ شاید اس لیے ہو کہ ارضِ مدینہ کی مٹی میں یہ خاصیت ہو یا آثار قدرت کی کوئی پوشیدہ حکمت اس میں ہو، جو ظاہری اسباب کے ساتھ میل رکھتی ہو۔ آثارِ رسول (ﷺ) سے مراد وہ انگلی ہے، جسے زمین پر رکھ کے مٹی لگا کر آپ ﷺ دُعا پڑھتے تھے، بناوٹی آثار مراد نہیں ہیں۔''[1]

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ؛ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میری ایک انگلی پر دانہ نکلا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''زینب! کیا تمہارے پاس زخموں پر لگانے والا سفوف ہے؟ (میں نے لا کر دیا۔) آپ ﷺ نے یہ سفوف اُس پھنسی پر رکھا اور مجھ سے فرمایا؛ اب یوں پڑھو:

''أَللّٰهُمَّ مُصَغِّرَ الْكَبِيْرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ! صَغِّرْ مَا بِيْ. ''[2]

''اے اللہ! بڑے کو چھوٹا اور چھوٹے کو بڑا کرنے والے! جو پھنسی یا پھوڑا مجھے ہے، اُسے چھوٹا کر دے۔''

میں یہ پڑھتی رہی حتی کہ یہ پھنسی ختم ہو گئی۔

مستدرک حاکم اور مسند احمد میں یہ الفاظ یوں ہیں:

''أَللّٰهُمَّ مُطْفِئَ الْكَبِيْرِ ، وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ أَطْفِئْهَا عَنِّيْ. ''[3]

''اے اللہ! بڑی چیز کو دبانے والے اور چھوٹی چیز کو بڑھانے والے! اس

---

[1] صحیح البخاری کی مندرجہ بالا حدیث پر شرح فتح الباری دیکھ لیں۔
[2] عمل اليوم والليلة لابن السُّنّي، ح: ١٠٣١.
[3] مسند احمد: ٥/ ٣٧٠، مستدرك حاكم: ٤/ ٢٠٧، امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔

کو مجھ سے ختم کر دے، دبا دے۔''

درد کا علاج

سیّدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درد کی شکایت کی۔ جب سے وہ مسلمان ہوئے تھے، اس وقت سے لے کر وہ اس درد کو اپنے جسم میں شدت سے محسوس کر رہے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

''اپنے جسم کے اُس حصے پر جہاں درد ہو رہا ہو اپنا دایاں ہاتھ رکھو، اور تین مرتبہ (یہ) پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ ''اللہ کے نام کے ساتھ۔''

اور پھر سات مرتبہ یوں پڑھو:

''أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ. ''[1]

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی اور اُس کی قدرت کی اُس شر سے جو میں پاتا ہوں اور جو میں محسوس کرتا ہوں۔''

سیّدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے اس قدر شدید درد تھا کہ عنقریب تھا کہ یہ درد مجھے ہلاکت سے دوچار کر دیتا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنا دایاں ہاتھ تکلیف والی جگہ پر سات بار پھیرتے ہوئے یوں پڑھو: ''أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ'' سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ نے میری تکلیف دور فرما دی۔ اب تو میں یہ وظیفہ ہر کسی کو ہمیشہ بتلانے لگا، اپنے گھر والوں کو بھی اور غیروں کو بھی۔''[2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب السلام، ح: ٥٧٣٧

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الطب، ح: ٣٨٩١، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

بخار کا علاج

امام نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے؛ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بخار جہنم کی بھاپ ہے۔ اسے پانی سے بجھاؤ۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ابو جمرہ الضبعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''میں مکہ مکرمہ میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حلقۂ درس میں بیٹھا کرتا تھا کہ (ایک دن) مجھے شدید بخار نے آ لیا۔ (میرے استاذ) سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: ''اس بخار کو زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کر۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے آتا ہے، پس اسے (زمزم کے) پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو یا یہ فرمایا کہ؛ زمزم کے پانی سے۔ [1]

راویٔ حدیث ھمام کو اس جملے پر شک ہوا کہ اُن کے استاذ ابو جمرہ الضبعی رحمہ اللہ نے: ''زمزم کے پانی سے'' والا فقرہ روایت کیا یا صرف ''بِالْمَاءِ'' کہا۔ دوسری بہت ساری صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بیماریوں کے لیے زمزم کا پانی شفا ہے۔

مراد وہ بخار ہے جو صفرا کے جوش یعنی حرارت سے ہو۔ اس بخار کی حالت میں کسی بھی عام پانی سے بالعموم اور آبِ زمزم سے نہانا بالخصوص فائدہ مند ہے۔ امام نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب بخار آتا تو آپ رضی اللہ عنہ یہ دُعا بھی پڑھتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ.''

''اے اللہ! ہم سے اپنا عذاب (بصورتِ بخار) دور فرما دے۔''

---

[1] مندرجہ بالا دونوں اُحادیث کے لیے دیکھیے: صحیح البخاری ، کتاب الطب ،باب الحمی من فیح جھنم ، ح: ٥٧٢٣ و کتاب بدء الخلق ، ح: ٣٢٦١ وصحیح مسلم ، کتاب السلام ، ح: ٥٧٥٣ ، ٥٧٥٧.

حالانکہ بخار پر صبر کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ مگر تندرستی اور صحت کے لیے دُعا مانگنا بھی درست اور جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ یوں بھی دُعا مانگا کرتے تھے:

"أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ."

جناب عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں کہ؛ میں اور ثابت البنانی رحمہما اللہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ثابت رحمہ اللہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: "میں بیمار ہوگیا ہوں۔" تو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "پھر کیوں نہ میں تم پر وہ دعا پڑھ کر دم کردوں کہ جسے رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے؟" ثابت رحمہ اللہ کہنے لگے: "کیوں نہیں۔" تو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے اُنہیں یوں دم کیا:

"أَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ! مُذْهِبَ الْبَأْسِ، اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا." [1]

"اے اللہ! لوگوں کے مالک! بیماری کو دور کرنے والے! (اے ربِّ کریم!) تندرستی عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسا تندرست کردے کہ پھر کوئی دُکھ نہ رہے۔"

اُمّ المؤمنین والمؤمنات سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ؛ رسول اللہ ﷺ اپنے اہلِ خانہ میں سے بیمار ہوجانے والوں (اُمہات المؤمنین) پر درج ذیل دم کرتے وقت اپنا دایاں دستِ مبارک پھیرتے اور پڑھتے رہتے:

"أَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِهٖ وَأَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا."

اس سے اگلی روایت میں ہے کہ؛ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ

---

[1] صحيح البخاري كتاب الطب / ح: ٥٧٤٢.

دم کرتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

" اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ! بِيَدِكَ الشِّفَآءُ لَا كَاشِفَ لَهُ اِلَّا أَنْتَ. " [1]

''اے لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو دور فرما دے! تیرے ہی ہاتھ میں شفا ہے۔ تیرے سوا تکلیف کو دور کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔''

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ اور دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں بخار والے آدمی کا علاج بالترتیب یوں ہوگا:

(۱) اگر ایسا بخار ہو کہ جس کے ساتھ نہانے میں کسی اور تکلیف کا خدشہ نہ ہو تو مریض پانی سے نہا لے۔

(۲) وہ خود اپنے آپ کو دم کر لے یا کوئی اور صالح آدمی اُسے اس طرح سے دم کرے:

ا...... " بِسْمِ اللّٰهِ ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. " (تین بار)

ب......سورۃ الفاتحہ۔ (ایک بار)

ج...... " أَللّٰهُمَّ اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ. " (تین بار)

د...... مذکور بالا باقی دعائیں۔ (تین تین بار)

ھ......اور اگر بخار کی حالت میں ڈر، خوف بھی محسوس ہوتا ہو تو: ''آیۃ الکرسی'' (تین بار)

و......خالص، اصلی چھوٹی مکھی کا شہد صبح و شام پانی میں ملا کر پی لیا کرے۔

ز......اگر مریض کو دم کرنے والا کوئی دوسرا شخص ہو تو پھر وہ یہ دعا بھی پڑھ کر مریض پر پھونک مارے:

"بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ ، مِنْ شَرِّ كُلِّ

[1] صحيح البخاری / كتاب الطب / باب رقية النبي صلى الله عليه وسلم/ ح: ٥٧٤٣، ٥٧٤٤.

نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، بِاسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ اَللّٰهُ يَشْفِيكَ)) [1]

ان کلمات طیبہ کے ساتھ سیّدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم ﷺ کو اس وقت دم کیا تھا، جب آپ ﷺ بیمار ہو گئے تھے۔

ح ...... صحیح البخاری رکتاب الطب کی حدیث نمبر: ۵۷۱۴ سے جو کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور فضیلۃ الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری حفظہ اللہ کی "الرحیق المختوم" میں تحقیق شدہ تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ؛ وفات سے پانچ دن قبل (۸ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ ھ) نبی کریم ﷺ کے مبارک جسم کی حرارت (بخار) میں مزید شدت آ گئی تھی، جس کی وجہ سے سر میں تکلیف بڑھ گئی اور غشی طاری ہوگئی تھی۔ جب ہوش آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ اِلَى النَّاسِ"

"ایسا کرو کہ سات مختلف پانی کی مشکیں لاؤ کہ جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں۔یعنی پانی سے بھری ہوئی ہوں وہ سب مجھ پر بہاؤ۔ شاید (میرا بخار کم ہو اور) میں لوگوں کو کچھ وصیت کرسکوں۔"

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ؛ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے ایک لگن میں بٹھایا اور پھر ہم ان مشکوں سے آپ ﷺ پر پانی بہانے لگے۔ آپ ﷺ کے اوپر اتنا پانی بہایا گیا کہ آپ ہماری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے: "بس بس۔" پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھا کر اُن سے خطاب فرمایا۔"

[1] سنن الترمذی، کتاب الجنائز، ح: ۹۷۲ سنن ابن ماجه، کتاب الطب، ح: ۳۵۲۳، اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ ''نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں اپنے اوپر ''معوّذات'' (سورۃ الاخلاص ، سورۃ الفلق اور سورۂ والناس) کا دم کیا کرتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ کے لیے دَم کرنا دشوار ہوگیا تو میں ان کا دم آپ ﷺ پر کیا کرتی تھی۔ اور برکت کے لیے نبی کریم ﷺ کا ہاتھ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیر لیتی تھی۔ [1]

راویٔ حدیث جناب معمر کہتے ہیں ؛ میں نے اپنے استاذ امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح دم کرتے تھے؟'' اُنہوں نے بتلایا: ''آپ ﷺ اپنے ہاتھوں پر دم کرکے ہاتھ چہرے پر پھیرلیا کرتے تھے۔''

بچھو اور سانپ کے ڈسنے کا علاج

ا......سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کرنا:

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر کی حالت میں عرب کے ایک قبیلے پر سے گزرے۔ انہوں نے قبیلہ والوں سے ضیافت کا مطالبہ کیا، مگر قبیلہ والوں نے ان کی ضیافت نہ کی۔ کچھ دیر کے بعد اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا۔ اب قبیلہ والوں نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: ''کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی دوا یا کوئی دم کرنے والا ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ''تم لوگوں نے ہمیں مہمان نہیں بنایا۔ اب ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے ، جب تک تم ہمارے لیے اس کی اجرت مقرر نہ کردو۔'' چنانچہ ان لوگوں نے کچھ بکریاں دینا منظور کرلیں۔ پھر وہ (سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) ''سورۃ الفاتحہ'' پڑھنے لگے اور اس سردار پر دم کرنے میں منہ کا تھوک بھی اس جگہ پر ڈالنے

[1] صحیح بخاری، کتاب الطب، ح: ٥٧٣٥.

لگے اس سے وہ شخص اچھا ہوگیا۔ چنانچہ قبیلہ والے (تیس) بکریاں لے کر آئے۔ مگر صحابہ کرام کہنے لگے: ''جب تک ہم نبی ﷺ سے پوچھ نہ لیں یہ بکریاں نہیں لے سکتے۔''

پھرانہوں نے جب آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ مسکرا دیے اور فرمایا: ''(اے ابوسعید خدری!) تمہیں کیسے معلوم ہوگیا تھا کہ ''سورۃ الفاتحہ'' سے بھی دم کیا جاسکتا ہے؟ یعنی تم نے درست کیا۔ سورۃ الفاتحہ شفا ہے۔ اسے پڑھ کر ڈسے ہوئے کو بھی دم کیا جاسکتا ہے۔ ان بکریوں کو لے لو اور ان میں میرا بھی حصہ کرو۔'' ❶

دوسری روایت میں ہے کہ وہ بچھو یا سانپ کا ڈسا ہوا اس دم کے بعد یوں ٹھیک ہوگیا، جیسے اُسے رسی کے ساتھ پہلے سے باندھے گئے بندھن سے آزاد کردیا گیا ہو اور اسے قطعاً کوئی تکلیف نہ رہی تھی۔

۲...... جہاں بچھو یا سانپ نے ڈسا ہو، وہاں تھوڑے سے پانی میں نمک حل کر کے اسے زخم پر لگا کر '' قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ o قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ o قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o '' ...... مکمل سورتیں تین تین بار پڑھیں۔ ❷

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ

---

❶ صحيح البخارى، كتاب الطب، باب الرُّقٰى بفاتحة الكتاب، ح: ٥٧٣٦.

❷ المعجم الصغير للطبرانى ٢/ ٨٣٠، ومجمع الزوائد: ٥/ ١١١، اسناده حسن.

الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ [1]

[1] صحیح بخاری ، کتاب التفسیر ح : ٤٧٩٧ ، ٤٧٩٨۔ کتاب الدعوات ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح: ٦٣٥٧ ، ٦٣٥٨۔ کتاب احادیث الأنبیاء، باب، ح: ٣٣٦٩ ، ٣٣٧٠۔ صحیح مسلم ، کتاب الصلاۃ ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ح : ٩٠٧ تا ٩١٢۔ سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاۃ ح : ٩٧٦تا٩٨٢۔ مسند ابی عوانہ و مصنّف ابن ابی شیبہ (١٣٢/٢، ١)